کیونکہ خدا اپنے امر کو محمدؐ کے بارے میں جاری کریگا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ پھر فرمایا اے حذیفہؓ تو اور سلمانؓ اور عمارؓ میرے ہمراہ چلو اور خدا پر توکل کرو اور جب ہم اِس دُشوار گزار عقبہ (گھاٹی) سے گزر جائیں تو اور لوگوں کو ہمارے پیچھے آنے کی اجازت دو۔ پھر حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر اُوپر کو چلے اور حذیفہؓ اور سلمانؓ دونوں میں سے ایک تو ناقہ کی مُہار پکڑے اسکو کھینچتا تھا اور دُوسرا پیچھے سے ہانکتا تھا اور عمارؓ ناقہ کے برابر برابر چلتے تھے اور وہ ملعون منافق اپنے اونٹوں پر سوار تھے اور ان کے پیادے اس عقبہ کے مختلف ٹیلوں پر مُقیم تھے اور جو لوگ کہ راستے کے اُوپر تھے انھوں نے مٹکوں میں پتھر ڈال رکھے تھے کہ جب حضرتؐ ناقہ پر سوار ہو کر یہاں پہنچیں گے تو یہ مٹکے اُوپر سے لڑھکا دینگے تاکہ ناقہ ڈر کر رسُولِ خدا سمیت اس کھوہ میں جا گرے جو اس قدر گہری ہے کہ اسکے دیکھنے سے جی ہول کھاتا ہے آخر کار جب وہ پتھروں بھرے مٹکے ناقہ کے قریب پہنچے تو حکم خدا سے بہت اُونچے ہو گئے اور جب ناقہ گزر گیا تو کھوہ میں جا گرے اور سب کا یہی حال ہُوا اور ان مٹکوں کی کھڑکھڑاہٹ اس ناقہ کو محسوس تک بھی نہ ہُوئی۔ پھر آنحضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ پہاڑ پر چڑھ کر اپنا عصا ان کی اُونٹنیوں کے مُنہ پر مارے اور انکو نیچے گرا دے عمارؓ نے ایسا ہی کیا ناقے رم کرنے لگے اور بعض ان پر سے نیچے گر پڑے کسی کا بازو ٹوٹا کسی کا پاؤں اور کسی کا پہلو اور اس سبب سے ان کو نہایت تکلیف ہُوئی اور زخم بھرنے اور اچھا ہو جانے پر بھی مرتے دم تک نشان باقی رہے یہی سبب ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حذیفہؓ اور امیر المومنینؑ کو منافقوں کا حال سب سے زیادہ معلوم ہے کیونکہ اس نے عقبہ کے نیچے بیٹھکر ان لوگوں کو دیکھا تھا جو رسُولِ خدا سے پہلے اس پر چڑھے تھے اور خدا نے ان منافقوں کے شر سے اپنے حبیب اور رسُولؐ کو محفوظ رکھا اور حضرتؐ بخیریت تمام مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے اور خدا نے ان لوگوں کو جو آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں نہ گئے تھے جامۂ ننگ وعار پہنایا۔ غرض جن لوگوں نے علیؑ کے مارنے کی تدبیر کی تھی ان کے شر کو ولی خدا سے دُور کرکے ان کو ذلیل و خوار کیا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ

ترجمہ: اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں یا ظروفِ خیر و علوم ہیں ایسا نہیں بلکہ خدا نے ان کے کفر کے باعث انکو خیر سے دُور کیا ہے۔ پس ان کا ایمان تھوڑا ہے اور تھوڑی چیزوں پر ایمان لائے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جنکو رسُولِ خدا نے

بہت سے مُعجزے دکھائے تھے جنکا ذکر آیہ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ کی تفسیر میں گزرا کہا کہ قُلُوبُنَا غُلْفٌ[1] ہمارے دل نیکیوں اور علموں کے برتن ہیں کہ ان کو گھیرے ہیں اور انکو شامل ہیں باوجود اس دعوےٰ کے پھر بھی اے محمدؐ وہ لوگ تیری فضیلتوں کو نہیں پہچانتے جو کسی آسمانی کتاب میں درج ہوں یا کسی پیغمبر کی زبان سے نکلی ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ ان کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ان کے دل جیسا کہ وہ کہتے ہیں خیر و علوم کے ظروف نہیں ہیں بلکہ خدا نے ان کے کفر کے باعث ان کو خیر سے دُور کر دیا ہے۔ پس ان کا ایمان کم ہے خدا کی نازل کی ہوئی بعض چیزوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں جبکہ انھوں نے محمدؐ کو اس کے سب اقوال میں جھٹلایا تو اکثر امور میں تو تکذیب کی (جو کہ محمدؐ پر نازل ہوئے تھے) اور بہت تھوڑے امور میں اس کی تصدیق کی (جو ان کے انبیا کے صحف میں درج تھے۔

اور جبکہ غُلْفٌ بسکون لام پڑھا جائے تو آیہ قَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ کے یہ معنی ہوں گے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دِل پردے میں ہیں اس لیے ہم تیرے کلام اور تیری بات کو نہیں سمجھتے چنانچہ خدا دوسرے مقام پر ان کے اس قول کو نقل فرماتا ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دِل اس چیز سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے (بہرے ہیں) اور تیرے اور ہمارے درمیان پردہ حائل ہے اور دونوں قرائتیں دُرست ہیں اور اس کے یعنی بسکون لام اور اس کے یعنی بضمتین دونوں کے قائل ہُوئے ہیں۔

پارہ ۲۴ سورۂ حم سجدہ ع ۱

پھر جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا اے یہودیو تم رسُولِ رب العالمین سے عناد رکھتے ہو اور پھر اس امر کا اقرار کرتے ہو کہ ہم اپنے گناہوں سے جاہل ہیں درحقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اجہل گناہاں کی صورت میں کسی کو عذاب نہ دیگا اور رسُولؐ سے عناد رکھنے والے سے اپنے عذاب کو بھی زائل نہ کریگا۔ دیکھو آدمؑ اپنے پروردگار سے اپنے گناہ کی مغفرت کا سوال تو بہ کیساتھ کیا مگر تم باوجود اسکے کہ رسُولِ خدا سے عناد رکھتے ہو۔ کیونکر اپنی مغفرت طلب کرتے ہو کسی نے عرض کی یا رسُول اللہ حضرت آدمؑ نے کیونکر توبہ کی تھی اس کی حکایت بیان فرمائیے حضرتؐ نے فرمایا کہ جب حضرتِ آدمؑ سے خطا (ترکِ اولیٰ) سرزد ہُوئی اور وُہ جنت سے نکالے گئے

[1] غلف بضمتین جمع غلاف بمعنی ظروف مجمع البحرین ۱۲

اور ان پر عتاب ہُوا اور ان کو سرزنش کی گئی تو آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اگر میں توبہ کروں اور اپنے آپکو درست کروں پھر بھی تو مجھ کو جنت میں بھیج دیگا ارشاد ہوا اے آدم بیشک عرض کی اے پروردگار میں کیونکر کروں جو تائب ہوں اور تو میری توبہ کو قبول کرے۔ خدائے عزّوجل نے فرمایا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میری ایسی تسبیح کر جسکے میں لائق ہوں اور اپنی خطا کا ایسا اقرار کر جسکے تو قابل ہے پھر میرے ان افضل مخلوقات بندوں کو میری طرف اپنا وسیلہ بنا جن کے نام میں نے تجھ کو سکھائے ہیں اور جن کے سبب سے میں نے تجھ کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور وہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار اور اُس کے اصحاب اخیار ہیں غرض خدا کی توفیق سے آدمؑ نے اس طرح دُعا کی یارَبِّ[1] لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَخِیَارِ اَصْحَابِهِ الْمُنْتَجَبِیْنَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهِ الْخَیِّرِیْنَ جب آدم علیہ السلام دُعا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم میں نے تیری توبہ قبول کرلی اور اس کی علامت یہ ہے کہ میں تیرے بشرے کو جو متغیر ہوگیا ہے پاک صاف کردونگا اور اُس روز ماہِ رمضان کی تیرھویں تاریخ تھی تجھ کو چاہیئے کہ ان کے اگلے تین دنوں کے روزے رکھ اور یہ ایامِ بیض ہیں خدا ہر روز تیرے بشرے کا کچھ حصہ صاف کردیگا غرض آدمؑ نے روزے رکھے اور ہر روز ایک تہائی بشرہ صاف ہو جاتا تھا جب حضرت آدمؑ نے یہ حال دیکھا تو عرض کی کہ اے میرے پروردگار محمدؐ اور اُس کی آلؑ اطہار اور اُس کے اصحابؓ اخیار کی شان کس قدر بزرگ اور عظیم ہے۔ تب خدا نے وحی نازل کی اے آدمؑ اگر تو میرے بندے محمدؐ اور اسکی آل اطہار و اصحابؓ اخیار کے کنہ جلالت کو پہچانے تو تو اسکو ایسا دُرست رکھیگا جو تیرے سب اعمال سے افضل ہوگا۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار میرے سامنے بیان فرما تاکہ میں اُس کو پہچانوں ارشاد فرمایا اے آدمؑ اگر محمدؐ کو تمام نبیوں اور رسولوں اور مقرّب فرشتوں اور میرے تمام نیک اور

[1] یعنی اے پروردگار تیرے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں میں نے گناہ کیا ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجھ پر رحم کر کیونکہ تو ہی سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ تر رحم کرنے والا ہے۔ واسطہ محمدؐ اور اُنکی آل اطہار اور اُن کے اصحاب نیکوکار و منتجبین کا تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور انکے اصحاب اخیار کا واسطہ میری توبہ قبول کر۔ مترجم عفی عنہ

صالح بندوں کے ساتھ جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک ہونگے اور ثریٰ سے لیکر عرش تک تمام دُنیا کے ساتھ رکھ کر وزن کیا جائے تو محمدؐ ہی وزنی نکلے گا اور اگر نیکوکاران آلِ محمدؐ میں سے کسی ایک شخص کو تمام انبیاؑ کی آل کیساتھ تولا جائے تو وُہی زیادہ ہوگا اور اگر اسکے برگزیدہ اصحاب میں سے کسی ایک کو تمام انبیاؑ کے اصحاب کیساتھ وزن کیا جائے تو وُہ ایک ہی سب سے وزنی ہوگا۔ اے آدمؑ اگر کوئی ایک کافر یا اُنکی تمام جمعیت آلِ محمدؐ اور اس کے اصحابؓ اخیار میں سے کسی ایک کو دوست رکھے تو خدا اس عمل کے عوض میں اُسکا خاتمہ توبہ اور ایمان پر کرے اور پھر اسکو بہشت میں داخل کرے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہر شخص کو جو محمدؐ اور اسکی آل اور اسکے اصحاب اخیار کا دوست ہے اس قدر اپنی رحمت سے مستفیض کرتا ہے کہ اگر ابتدائے زمانہ سے لیکر آخر زمانہ تک کی تمام مخلوق پر اس کو تقسیم کیا جائے اور وہ سب کافر ہوں تو سب کو کافی ہو اور انکی عاقبت بخیر ہو جائے یعنی وُہ خدا پر ایمان لے آئیں اور جنت کے حقدار ہو جائیں اور جو شخص کہ اس کی آلؑ اطہار واصحابؓ اخیار سے یا ان میں سے کسی ایک سے بُغض رکھتا ہو اس کو حق تعالیٰ ایسے سخت عذاب میں مُبتلا کریگا کہ اگر اُس کو تمام مخلوقِ خدا پر بانٹا جائے تو سب کو ہلاک کردے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ: اور جب اُنکے پاس خدا کیطرف سے ایک کتاب آئی جو اُس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے اور وُہ خود کافروں پر فتحیابی طلب کیا کرتے تھے۔ مگر جب انکے پاس وہ چیز آئی جس کو وُہ پہچانتے تھے تو وُہ اسکے منکر ہوگئے (کافر ہوگئے) پس کافروں پر خُدا کی لعنت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خُدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور فرماتا ہے وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ جب مذکورہ بالا یہودیوں اور دیگر ان کے یہودی بھائیوں کے پاس خُدا کی طرف سے ایک کتاب آئی کہ وُہ قرآن ہے جو کتاب توریت کی جو ان کے پاس موجود ہے اور جس میں بیان کیا گیا ہے کہ محمدؐ اُمّی جو اولادِ اسمٰعیلؑ سے ہے علیؑ ولی خدا کیساتھ جو اسکے بعد تمام خلقِ خدا سے بہتر ہے تائید کیا گیا ہے تصدیق کرتی ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور یہ یہودی محمدؐ کی رسالت کے ظہور سے پہلے خُدا سے دُعا کرتے تھے کہ انکو ان کے کافر دشمنوں پر فتح و ظفر عطا فرما اور خدا ان کو ان کے دُشمنوں پر منصور اور فتحیاب کرتا تھا اب خدا فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ

کہ جب ان یہودیوں کے پاس محمدؐ کی وہ نعت و صفات جنکو وہ پہچانتے تھے آئیں تو ازروئے حسد اور سرکشی کے اسکی نبوت کے منکر ہو گئے۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اسکے ظہور سے پہلے یہودیوں کے اس پر ایمان رکھنے اور اس کے ذکر کرنے اور اس پر اور اسکی آل اطہارؑ پر درود بھیجنے سے اپنے دشمنوں پر فتح و ظفر طلب کرنیکی خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے اُن یہودیوں کو جو زمانۂ موسیٰؑ میں یا اسکے بعد ہوئے حکم دیا تھا کہ جب کوئی امر درپیش ہو یا کوئی مصیبت وارد ہو تو محمدؐ اور اسکی آل اطہار کا واسطہ دیکر مجھ سے دعا کیا کرو اور ان حضرات کے توسل سے مدد مانگا کرو اور وہ برابر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ یہانتک کہ مدینہ کے یہودی آنحضرتؐ کے ظہور سے پہلے بہت برسوں تک ایسا کرتے رہے اور بلاؤں اور سخت مصیبتوں کو ٹالتے تھے اور حضرتؐ کے ظہور سے دس برس پہلے کا ذکر ہے کہ مشرکوں کے دو قبیلے بنی اسد و بنی غطفان ان یہودیوں کے دشمن تھے اور ان کی ایذا رسانی کے درپے تھے مگر وہ محمدؐ و آل محمدؑ کا واسطہ دے کر خدا سے ان کے رفع شر کی دعا کرتے تھے۔ یہانتک کہ ایک دفعہ بنی اسد و بنی غطفان تین ہزار سوار لے کر حوالی مدینہ میں یہودیوں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئے۔ یہودی بھی تین سو سوار لے کر ان کے مقابل ہوئے اور محمدؐ و آل محمدؑ سے متوسل ہو کر خدا سے دعا کی اور انکو شکست دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پھر ان دونوں قبیلوں نے صلاح کی کہ آؤ ان کے مقابلے کے لیے تمام قبائل سے مدد لیں سب قبیلوں نے انکو مدد دی اور وہ بہت ہو گئے یہاں تک کہ انکی جمعیت تیس ہزار تک پہنچ گئی اور اس جمعیت کثیر کو لے کر یہودیوں کے اس گاؤں پر چڑھ گئے وہ بیچارے ڈر کے مارے اپنے گھروں میں محصور ہو گئے اور ان مشرکوں نے پانی کی نہریں جو گاؤں میں جاتی تھیں بند کر دیں اور اشیائے خوردنی کا جانا بند کر دیا۔ یہودیوں نے امن کی درخواست کی۔ مگر انھوں نے قبول نہ کی اور جواب دیا کہ ہم تم کو قتل کرینگے اور قیدی بنائیں گے اور تمہارے اسباب لوٹ کر لیجائیں گے۔ ان کی یہ بات سن کر یہودی آپس میں کہنے لگے۔ بتاؤ اب کیا تجویز کریں۔ انکے بزرگوں اور ذی رائے لوگوں نے جواب دیا کیا موسیٰؑ نے تمہارے اسلاف اور اخلاف کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ محمدؐ و آل محمدؑ کے توسل سے طلب نصرت کیا کرنا اور شدائد و تکالیف کے موقع پر ان کا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگا کرنا وہ بولے اسی طرح کرو پھر انھوں نے اس طرح سے دعا کی اے پروردگار محمدؐ اور اسکی آل اطہار کا واسطہ ہم کو پانی سے سیراب کر کہ ظالموں نے ہمارے پانی کو روک لیا ہے اور پیاس کے مارے ہمارے جوان ضعیف اور بچے کمزور ہو گئے ہیں اور ہم سب جاں بلب

ہیں اُس وقت حق تعالیٰ نے ایک بہت بھاری اور موسلادھار بارش برسائی جس سے انکے حوض۔ گھڑے اور نہریں اور تمام برتن بھانڈے پانی سے بھر گئے یہ حال دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہ ایک نیکی ہے پھر اپنے کوٹھوں پر چڑھ کر اس لشکر کو جو ان کو محاصرہ کئے تھا دیکھنے لگے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ بارش نے انکو سخت ایذا دی ہے اور ان کے اسباب ہتھیاروں اور مال و متاع کو خراب کر دیا ہے اور اس سبب سے بعض آدمی لشکر سے واپس چلے گئے اور اس کا باعث یہ تھا کہ یہ بارش بے وقت عین شدت گرما میں ہوئی تھی جبکہ مکہ میں نہیں برسا کرتی باقی لشکر والوں نے ان یہودیوں سے کہا بالفرض تم پانی سے سیراب ہو گئے کھانا کہاں سے کھاؤ گے اور اگر یہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں تو ہم تو جبتک کہ تم پر اور تمہارے عیال و اطفال اور مال و متاع پر غالب نہ آجائیں اور تم کو ہلاک کر کے اپنے غیظ و غضب فرو نہ کر لیں یہاں سے ہٹ کر نہ جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا جس قادرِ مطلق نے محمدؐ و آل محمدؑ کا واسطہ دے کر ہمارے دعا کرنے کے سبب ہم کو پانی سے سیراب کیا ہے وہی ہم کو کھانا پہنچانے پر بھی قادر ہے اور جسنے تم میں سے کچھ لوگوں کو یہاں سے واپس بھیج دیا ہے۔ وہی باقیوں کے واپس کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے بعد ازاں انھوں نے محمدؐ و آل محمدؑ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی کہ ہم کو طعام عطا فرما۔ فوراً انکی دعا قبول ہوئی اور ایک بڑا قافلہ غلہ لے کر وہاں آیا کہ دو ہزار اونٹ، خچر اور گدھے گیہوں اور آٹے سے لدے ہوئے انکے ہمراہ تھے اور ان کو اس لشکر کی کچھ خبر نہ تھی اور جب وہ قریب پہنچے تو اہل لشکر سو رہے تھے اور انکو ان کے آنے کی ذرا بھی خبر نہ ہوئی کیونکہ خدا نے انکی نیند کو بہت غافل کر دیا تھا یہانتک کہ قافلہ گاؤں میں داخل ہوا اور کوئی ان سے مزاحم نہ ہوا اور وہاں پہنچکر اپنے بوجھوں کو وہاں ڈالا اور اہل قریہ کے ہاتھ فروخت کر کے وہاں سے روانہ ہو گئے اور لشکر سوتا چھوڑ کر دور نکل گئے اور ان میں سے کسی کی آنکھ تک نہ کھلی جب قافلہ دور نکل گیا تو لشکر والے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے اور باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے جلدی کرو جلدی کرو وہ لوگ ایسے ہیں انکو بھوک کی شدت ہو رہی ہے وہ جلدی مطیع ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ یہ بات بہت بعید ہے بلکہ ہمارے پروردگار نے ہم کو کھانا بھیجدیا ہے اور تم سوتے ہی رہے اور ہمارے پاس فلاں فلاں اناج پہنچ گئے اور اگر ہم تم کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے مگر ہم نے تم پر ظلم کرنا ناپسند کیا اب تم یہاں سے پھر جاؤ ورنہ ہم محمدؐ و آل محمدؑ کا واسطہ دے کر تمہارے حق میں بد دعا کرینگے اور ان کے واسطہ سے خدا سے نصرت طلب کریں گے کہ وہ تم کو ذلیل و خوار کرے جیسا کہ اسنے ہم کو آب و طعام سے سیر و سیراب کیا اہل لشکر نے طغیان اور سرکشی کی راہ سے

انکار کیا تب انھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر ان کے حق میں خدا سے بددُعا کی اور ان حضرات کے واسطے سے نصرت طلب کی بعد ازاں وہ تین سو یہودی ان تیس ہزار کے مقابلے کو نکلے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لیا اور ان کو شکست دے کر پسپا کیا اور اُن سے اپنے قیدیوں کیلئے عہد لیا اس لیے وہ یہودیوں کے قیدیوں کو اپنے قیدیوں کے ڈر سے کچھ تکلیف نہ دیتے تھے مگر جب آنحضرتؐ نے ظہور فرمایا تو اُن سے حسد کرنے لگے اس لیے کہ آپ اہلِ عرب سے تھے اور ان کی تکذیب کی۔

اور جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جب یہودیوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ذکر کرکے مُشرکوں پر فتحیاب ہونیکی دُعا کی تو خدا نے ان کی کیسی نصرت کی۔ اے اُمتِ محمدؐ آگاہ ہو جب تم پر مُصائب اور شدائد وارد ہوں تو تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ذکر کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی بدولت تمھارے فرشتوں کو ان شیطانوں پر جو تمھارے آزار کے درپے ہیں منصور اور فتحیاب کرے اور تم میں سے ہر ایک کیساتھ ایک فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی بُرائیاں درج کرتا ہے اور ہر ایک کیساتھ ابلیس کی طرف سے دُو شیطان بھی رہتے ہیں جو اس کو بہکاتے ہیں جب وہ بندے کے دل میں وسوسہ ڈالیں اور وہ خدا کا ذکر کرے اور کہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ[1] تو وہ دونوں شیطان ذلیل ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر ابلیس لعین سے شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسکے مُعاملے میں عاجز ہوگئے ہیں تو اور شیطانوں سے ہماری مدد کر پھر وُہ مرُدود اُن کی امداد کرتا ہے یہانتک کہ ردوبدل ہوتے ہوتے ہزار سرکش دیو ان کی مدد کیلئے روانہ کرتا ہے تب وہ جمع ہو کر اس بندے کی طرف آتے ہیں اور جب وہ اس کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجتا ہے اس سبب سے راہ چارہ ان ملاعنہ پر مسدُود ہو جاتی ہے اور وہ اس پر قابُو نہیں پا سکتے آخر کار ابلیس سے جا کر کہتے ہیں کہ یہ تیرے سوا اور کسی کا کام نہیں ہے تُو ہی اپنے لشکر سمیت جا کر اسکو راہِ حق سے پھرا اور بہکا تب وہ اپنا لشکر لے کر ادھر کا ارادہ کرتا ہے اس وقت خدا ندا کرتا ہے اے میرے فرشتو دیکھو ابلیس ملعون اپنا لشکر لے کر میرے فلاں بندے یا کنیز کیطرف چلا ہے تم بھی ان سے جنگ کرو الغرض اللہ تعالیٰ ہر شیطان رجیم کے مُقابلے میں ایک لاکھ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کی تلواریں نیزے۔ کمانیں۔ تیز چھُریاں

[1] خُدائے بلند و بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خدا محمدؐ اور اسکی آل اطہار پر دُرود بھیجے۔

اور دیگر ہتھیار لیے ہوتے ہیں اور برابر ان سے ان ملعُونوں کو زخمی کرتے ہیں اور انکو قتل کرتے ہیں اور ابلیس کو قید کر کے ان ہتھیاروں کے نیچے اس کو دھر لیتے ہیں۔ تب وہ عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار تُو نے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو روزِ قیامت تک زندہ رکھونگا۔ اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو میں نے اس سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اسکو موت نہ دُونگا اور یہ وعدہ نہیں کیا کہ اس پر ہتھیاروں اور عذابوں اور درد و آلام کو مُسلط نہ کرونگا تم اسکو اپنے حربوں سے زخمی کرو میں اس کو مارنے کا نہیں تب وہ اس کو زخم لگاتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اور وہ برابر اپنے لیے اور اپنی قتل شدہ اولاد کیلئے اشکہائے گرم آنکھوں سے برساتا رہتا ہے اور اس کا کوئی زخم مندمل نہیں ہوتا جبتک کہ مُشرکوں کے کفر کی آوازیں اُس کے کان میں نہیں پہنچتیں اگر وہ مومن ہمیشہ طاعت و ذکر خدا پر قائم رہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجا کرے تو ابلیس کے وُہ زخم برابر موجود رہتے ہیں اور اگر وُہ بندہ غافل ہو جائے اور مخالفت و عصیان الٰہی میں پڑ جائے تو اس ملعون کے سب زخم بھر جاتے ہیں پھر وُہ اس بندۂ مومن پر قابُو پا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کی طرح اس کے مُنہ میں لگام دیتا ہے اور اُسکی پیٹھ پر زین رکھ کر سوار ہو جاتا ہے پھر آپ اُتر پڑتا ہے اور اپنے کسی شاگرد شیطان کو اسکی پُشت پر سوار کرتا ہے اور اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے تم کو یاد ہوگا کہ اس شخص کی طرف سے ہم کو کس قدر ذلت اُٹھانی پڑتی تھی اور اب یہ ہمارا ایسا مطیع ہوگیا ہے کہ ہم اس پر سوار ہوتے ہیں۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ ابلیس کو ہمیشہ آنکھوں کی گرمی اور زخموں کے الم میں مُبتلا رکھو تو تُم ہمیشہ طاعتِ الٰہی اور ذکرِ خداوندی میں مشغول رہو اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجا کرو اور اگر تم اس سے غافل ہوئے تو ابلیس کے قیدی بن جاؤگے اور اس کے بعض سرکش شاگرد تمھاری پشت پر سوار ہوا کرینگے

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ زمانۂ سلف میں یہ بات مشہور و معروف تھی کہ جب محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا جائے تو دُعا قبول ہو جاتی ہے اور سب حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں یہانتک کہ جب کسی شخص کی مصیبتوں کو طول ہو جاتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ یہ طول اس وجہ سے ہے کہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کرنا اس کو فراموش ہوگیا ہے۔

اور ان حضرات کا واسطہ دے کر دُعا کرنے سے تین شخصوں کو عجیب کشائش حاصل ہُوئی ہے جو کسی جنگل میں پہاڑ کی طرف چلے جاتے تھے کہ پانی کے ایک سیلاب نے انکو آلیا اور انکو ایک غار میں جس کو وہ جانتے تھے پناہ لینی پڑی

غرض وہ غار میں داخل ہوئے تاکہ بارش سے محفوظ رہیں اور غار کے اُوپر ایک بہت بڑا پتھر تھا جسکے پیچھے مٹی تھی اور وُہ اس مٹی کے اُوپر دھرا تھا وُہ مٹی پانی سے تر ہوگئی اور پتھر اپنی جگہ سے لڑھک کر غار کے مُنہ پر آرہا اور اسکو بند کردیا اور تمام غار میں تاریکی چھا گئی یہ حال دیکھ کر وُہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا نشان مٹ گیا اور خبر معدوم ہوگئی اور ہمارے گھر والوں کو ہمارا حال معلوم نہ ہوگا اور اگر معلوم بھی ہوا تو بھی ہم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمیوں میں اس پتھر کو یہاں سے الٹ دینے کی طاقت کہاں۔ خُدا کی قسم یہ ہماری قبر ہے اسی میں ہم مریں گے اور یہیں سے قیامت کو اٹھیں گے پھر باہم ذکر کرنے لگے کہ کیا مُوسٰی ابن عمران اور اسکے بعد کے پیغمبروں نے یہ حکم نہیں دیا کہ جب کوئی مصیبت پیش آیا کرے تو محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کیا کریں وہ بولے کہ ہاں پھر کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے اس سے بڑھ کر اور کونسی مُصیبت ہوگی۔ آؤ محمدؐ اشرف و افضل مخلوقات اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کریں اور ہم میں سے ہر شخص اپنی ایک ایک نیکی کو جو محض خُدا کے لیے کی گئی ہو ذکر کرے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مصیبت کو دُور کرے تب ایک نے عرض کی اے خُدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں ایک بڑا مالدار شخص تھا اور میری حالت بہت اچھی تھی اور محل و مکانات اور حویلیاں تعمیر کراتا تھا اور بہت سے مزدُور میرے ہاں کام پر لگے ہوئے تھے اور ان میں ایک شخص تھا جو دُو آدمیوں کے برابر کام کرتا تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے اکہری مزدُوری اسکے سامنے پیش کی۔ مگر اُس نے نہ لی۔ اور بولا کہ میں نے دو مزدوروں کے برابر کام کیا ہے۔ اِس لیے میں دوہری اُجرت چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تو ایک آدمی کے کام کی شرط کی ہے تو بہر کل تجھے اختیار ہے اسکی اُجرت کچھ نہ ملے گی۔ یہ بات سُن کر وُہ شخص ناراض ہوگیا اور اپنی مزدُوری میرے ذمے چھوڑ کر چلا گیا۔ بعد ازاں میں نے اس کی مزدُوری کے داموں کے گیہوں خریدے اور اس کو بویا اور وہ بہت بڑھے اور خوب نشو و نما پائی پھر جو گیہوں پیدا ہوئے ان کو پھر زمین میں بو دیا اور وُہ خوب بڑھے پھر جو پیدا ہوئے ان کو پھر بویا اور وہ خوب پھُولے پھلے اور میں برابر ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی قیمت میں بہت سی زمینیں محل۔ گاؤں۔ گھر۔ مکانات۔ حویلیاں۔ اُونٹوں۔ گاؤں اور بکریوں کے گلے۔ لدو اُونٹوں اور چارپاؤں کے ریوڑ گھر کے سامان اور اسباب۔ غلام اور لونڈیاں۔ فرش و آلات اور بڑی بڑی نعمتیں اور بے شمار درہم و دینار خرید کیے۔ چند سال کے بعد وہ مزدُور پھر میرے پاس آیا اور اس کی حالت بہت ردی ہوگئی تھی اور نہایت کمزور اور ضعیف ہو رہا تھا اور

مُفلسی اور تنگدستی اُس پر غالب آگئی تھی اور نظر کمزور ہوگئی تھی اور آکر مجُھ سے کہنے لگا آیا تُو مجھے پہچانتا ہے میں وُہی تیرا مزدُور ہوں جو اُس روز اکہری اُجرت پر ناراض ہوکر اور اپنی بے پروائی کے سبب اس کو یہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا آج میں محتاج ہوں اور اُتنی ہی پر راضی ہوں لاؤ وہی دیدے۔ میں نے جواب دیا کہ اے بھائی سنبھال یہ تمام زمینیں۔ گاؤں۔ محل و مکان۔ حویلیاں۔ عمارتیں۔ اُونٹ۔ گائے اور بکریوں کے گلے۔ لدو اُونٹوں اور چارپاؤں کے ریوڑ اور یہ تمام اسباب اور سامان۔ لونڈیاں اور غلام۔ فرش اور آلات اور یہ بڑی بڑی نعمتیں اور یہ تمام درہم و دینار ہائے کثیر تیرا ہی مال ہے ان کو سنبھال خُدا تجھ کو مُبارک کرے یہ سب تیرے ہی ہیں۔ میری یہ بات سُن کر وہ شخص رو پڑا۔ اور بولا اے بندۂ خُدا تُو نے میری مزدُوری اتنے دنوں تک روک کے رکھی۔ اب بھی مجھُ سے ہنسی کرتا ہے میں نے کہا میں کیا ہنسی کرتا ہوں میں تو واقعی امر بیان کرتا ہوں لے یہ سب کچھ تیری مزدُوری کا نتیجہ ہیں۔ یہ تمام اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اصل چیز تیری تھی اور یہ تمام فروعات اس اصل کے تابع ہیں اس لیے یہ بھی تیرے ہی ہیں آخر کار میں نے وہ تمام چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک یہ کام میں نے تیرے ثواب کی اُمید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردار اوّلین و آخرین ہے اور جس کو تُو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آل کا واسطہ جو تمام انبیا کی آل سے افضل ہے اور اس کے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرم ہیں اور اسکی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اِس بلا کو دُور کر غرض اس شخص کی دُعا قبول ہوئی اور اس پتھر کا تیسرا حصہ ہٹ گیا اور روشنی اندر داخل ہوئی اور اُجالا ہوگیا۔

پھر دُوسرا شخص یُوں عرض کرنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میرے پاس ایک گائے تھی اور میں شام کو اُس کا دُودھ نکال کر پہلے اپنی ماں کے پاس لے جایا کرتا تھا پھر اس کا جھوٹا اور بچا ہوا دُودھ اپنے اہل و عیال اور بال بچوں کے لیے لے کر جاتا تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مجھ کو کسی وجہ سے دیر ہوگئی اور میری ماں سو گئی اور میں دُودھ لیے اسکے سرہانے کھڑا رہا اور اس کے جاگنے کا منتظر رہا اور میں نے یہ جرأت نہ کی کہ اس کو میٹھی نیند سے بیدار کروں اور میرے بال بچے بھُوکے اور پیاسے چیختے رہے مگر میں نے اُن کے رونے پیٹنے کی ذرا پرواہ نہ کی اور اسی طرح کھڑا رہا۔ یہانتک کہ وہ بیدار ہوئی اور میں نے دُودھ اس کو پلایا اور باقی بچا ہوا لے کر اپنے کنبے اور بال بچوں کے پاس گیا اے خدا اگر تیرے نزدیک

میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی اُمید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردارِ اوّلین و آخرین ہے اور جس کو تُو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آل کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرم اور افضل ہیں اور اُس کی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دُور کر پس اُس کی دُعا قبول ہُوئی اور وُہ پتھر ایک تہائی اور ہٹ گیا اور اُن کو نجات کی امید قوی ہو گئی۔

پھر تیسرا کہنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت خوبصورت عورت کی خواہش کی اور اسکی طرف راغب ہوا۔ عورت نے سو دینار مجھ پر لازم کیے اس وقت میرے پاس کچھ بھی موجود نہ تھا۔ اس لیے میں نے تری خشکی۔ میدان اور پہاڑ کو طے کیا اور بڑے بڑے خطروں میں اپنی جان کو ڈالا اور جنگل اور بیابان طے کیے اور چار برس تک طرح طرح کے مہالک اور مخاطر میں پڑا۔ جب جا کر وُہ سو دینار جمع کر کے اُس کو دیے اور اس کے نفس پر قابو پایا۔ جب میں اُس مقام پر بیٹھا جہاں مرد اپنی عورت کے بیٹھا کرتا ہے تو اس کے اعضا لرزنے لگے اور مجھ سے کہنے لگی اے بندۂ خدا میں کنواری لڑکی ہُوں۔ خدا کی مُہر کو حکمِ خدا کے بغیر مت توڑ مجھ کو حاجتمندی اور سختی نے اس امر پر مجبور کیا ہے جو میں نے تجھ کو اپنے بدن پر مختار کیا۔ اس کی یہ بات سُن کر میں اس کو چھوڑ کر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہُوا اور وُہ سو دینار بھی اس کے پاس چھوڑے۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی اُمید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردارِ اوّلین و آخرین ہے اور جس کو تُو نے سب پر شرف دیا ہے اور اُسکی آل کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرّم اور افضل ہیں اور اسکی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دُور کر دو۔ جب اُسکی دُعا ختم ہُوئی تو اس پتھر کا باقی حصہ بھی ہٹ گیا اور لڑھک گیا اور ایسی فصیح زبان سے جو صاف سمجھ میں آتی تھی کہتا تھا تم نے اپنی نیک نیتوں کی بدولت نجات پائی اور محمدؐ افضل و اکرم خلائق سیدِ اوّلین و آخرین اور اس کی آل افضل آل جملہ انبیا اور اسکے اصحاب مومنین و بزرگ ترین اور اس کی اُمت کے نیکو کاروں کے واسطے سے کامیابی حاصل کی اور درجات عالیہ پر فائز ہوئے۔

قولہٗ عزّوجلّ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۝ ترجمہ: وُہ چیز بُری ہے جس کے عوض اُنھوں نے اپنے نفسوں کو بیچا اور وُہ خدا کی نازل کی ہُوئی کتاب کا انکار کرنا ہے اس بات پر سرکشی کے سبب کہ خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ پس ان پر ایک غضب پر دُوسرا غضب پڑا اور ذلیل و خوار کرنے والا عذاب خاص کافروں کے واسطے ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور ان کے محمدؐ کی نبوت کے مُنکر ہونے میں ان کے فعل کو عیب لگاتا ہے اور فرماتا ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ وُہ چیز بُری ہے جس کے عوض میں انھوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے۔ یعنی ان کو لغو اور فضول امور کے عوض بیچا جو ان کو پہنچتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو حکم دیا تھا کہ ان کو طاعتِ خداوند کے عوض خدا کے ہاتھ بیچ ڈالیں تاکہ ان کے نفس اور ان کے عوض آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا ان کے ہاتھ میں رہے مگر انھوں نے وُہ سودا نہ کیا بلکہ ان کو اس چیز کے عوض فروخت کیا جس کو عداوت رسُولِ خدا میں خرچ کیا تاکہ اُن کی دنیوی عزت اور جاہلوں پر ان کی سرداری بنی رہے اور محرمات کو حاصل کریں اور انھوں نے کمینہ لوگوں سے ناپاک مالوں کو حاصل کیا اور ان کو راہِ ہدایت سے منحرف کیا اور گمراہی کے رستوں پر ان کو قائم کر دیا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ اور وُہ بُری چیز ان کا خدا کی نازل کردہ چیز کا انکار کرنا ہے جو خُدا نے حضرتِ مُوسیٰؑ پر نازل کی ہے اور وہ تصدیق محمدؐ ہے اور ان کا انکار بغاوت اور سرکشی کے باعث تھا اور خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے ان کا یہ مُنکر ہونا صرف اس چیز کے اوپر سرکشی اور حسد کرنے کی وجہ سے تھا جسکو خدا نے اپنے فضل سے اپنے نبیؐ پر نازل کیا اور وہ قرآن ہے جس میں اسکی نبوت کو بیان کیا ہے اور اسکے ذریعہ سے اسکے آیات و معجزات کو ظاہر کیا ہے فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ پس انھوں نے اس حالت میں رجوع کی کہ ان پر خدا کی طرف سے ایک غضب پر دُوسرا غضب تھا غضب اوّل کا وقت وُہ تھا جبکہ انھوں نے عیسیٰ ابنِ مریمؑ کی تکذیب کی پس حق تعالیٰ نے ان کو ذلیل و خوار بندر بنا دیا اور عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کی زبانی اُن پر لعنت کی اور غضب دوم

اُس وقت نازل ہُوا جبکہ اُنھوں نے حضرت محمدؐ کو جھٹلایا تب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور اس کی آل اور اصحاب اور امت کی تلواروں کو اُن پر مسلّط کیا۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے بہ زورِ شمشیر ان کو اپنا مطیع کیا یا تو بطوع و رغبت مسلمان ہوگئے یا ذلّت و خواری کے ساتھ جزیہ ادا کیا۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآبؐ کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جس شخص سے کسی علم کی بابت سوال کیا جائے اور وہ اس کو پوشیدہ کرے حالانکہ ظاہر کرنا واجب ہو اور تقیہ کا عُذر بھی زائل ہو چکا ہو۔ جب وُہ میدانِ حشر میں وارد ہوگا تو آگ کی لگام اُس کے مُنہ میں پڑی ہوگی۔

اور جابرؓ ابنِ عبداللہ انصاری خدمت امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوا۔ جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا اے جابرؓ اِس دُنیا کا قیام چار شخصوں پر ہے اوّل وُہ عالم جو اپنے علم کو استعمال کرے دوؔم وُہ جاہل جو علم سیکھنے سے انکار نہ کرے۔ سوؔم وہ مالدار جو اپنے مال سے بخشش کرے۔ چہاؔرم وُہ فقیر جو اپنی آخرت غیر کی دُنیا کے بدلے نہ بیچ ڈالے۔ اے جابرؓ جس بندے پر خدا کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں لوگ اکثر اپنی حاجتیں لے کر اسکی طرف جاتے ہیں پس اگر وُہ شخص ایسے کام کرتا ہے جو خدا نے اُس پر واجب کئے ہیں تو ان نعمتوں کو دائمی اور باقی رہنے والی کر لیتا ہے اور اگر واجبات الٰہی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اُن کو معرضِ زوال و فنا میں ڈالتا ہے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے یہ اشعار فرمائے۔

اشعار اَحْسَنَ الدُّنْیَا وَاِقْبَالَھَا اِذَا اَطَاعَ اللّٰہَ مَنْ نَالَھَا یعنی دُنیا اور اس کا اِقبال بہت ہی اچھا ہے جبکہ اس کا حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔ مَنْ لَّمْ یُوَاسِ النَّاسَ مِنْ فَضْلِہٖ عَرَّضَ لِلْاِدْبَارِ مِنْ اِقْبَالِھَا جو کوئی کہ اپنی بزرگی اور فضل سے لوگوں کی غمخواری نہ کرے وُہ اپنے اِقبال کو معرضِ ادبار میں ڈالتا ہے فَاحْذَرْ زَوَالَ الْفَضْلِ یَا جَابِرُ وَاَعْطِ مِنْ دُنْیَاکَ مَنْ سَالَھَا اے جابرؓ فضیلت کے زائل ہونے سے ڈر اور اپنی دولت دُنیا میں سے سائلوں کو عطا کر فَاِنَّ ذَا الْعَرْشِ جَزِیْلُ الْعَطَآءِ یُضْعِفُ بِالْجَنَّۃِ اَمْثَالَھَا کیونکہ خداوندِ عرش بڑی بخشش کرنے والا ہے اس سے چند در چند نعمتیں جنّت میں عطا فرمائے گا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا۔ اے جابرؓ جبکہ عالم علم کو اس کے اہل سے پوشیدہ کرے اور جاہل ضروری اور لابدی علم کے سیکھنے سے باز رہے اور مالدار نیکی کرنے میں بُخل کرے اور مُحتاج اپنے دین کو غیر کی دُنیا کے

عوض بیچ ڈالے تو خدا کی بلائیں اور اس کے عذاب جلیل اور عظیم ہو جاتے ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَہٗ وَھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَھُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِیَآءَ اللّٰہِ مِنْ قَبْلُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ **ترجمہ** اور جب ان یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز پر ایمان لاؤ جس کو خدا نے نازل کیا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور وہ اس کے ماسوا کے مُنکر ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس موجود ہے۔ اے محمدؐ تو ان سے کہدے کہ اگر تم مومن ہو تو تم (یعنی تمھارے آباؤ اجداد) اس سے پہلے پیغمبرانِ خدا کو کیوں قتل کیا کرتے تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ کہ جب یہودیوں سے جن کا ذکر پہلے گزرا کہا جاتا ہے کہ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو خدا نے محمدؐ پر نازل کی ہے اور وہ قرآن ہے جو حلال و حرام اور فرائض و احکام پر مشتمل ہے تب وہ یہودی قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَہٗ وَھُوَ الْحَقُّ جواب دیتے ہیں کہ ہم توریت پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور وہ اس کے ماسوا پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ کتاب جس کو وُہ یہودی ماسواء میں داخل کرتے ہیں وہ حق ہے کیونکہ وہ کتاب منسوخ کی جس کو خدا نے پہلے بھیجا تھا۔ ناسخ ہے اب خدا اپنے پیغمبرؐ سے خطاب کرکے فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِیَآءَ اللّٰہِ مِنْ قَبْلُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو اس سے پہلے تمھارے بزرگ پیغمبرانِ خدا کو کس لیے قتل کرتے تھے یعنی توریت میں تو پیغمبروں کے قتل کرنے کا کہیں حکم نہیں دیا گیا جبکہ تم نے انبیاء کو قتل کیا تو ثابت ہوا کہ تم توریت پر جو تم پر نازل ہوئی ہے ایمان نہیں لائے کیونکہ اس میں قتل انبیا کی حُرمت درج ہے ایسا ہی جب تم محمدؐ اور قرآن پر جو اُس پر نازل ہوا ہے ایمان نہ لائے حالانکہ اُس کتاب (توریت) میں اُس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ تم اب بھی توریت پر ایمان نہیں رکھتے۔

جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو کوئی قرآن پر ایمان نہیں لاتا وہ توریت پر بھی ایمان نہیں رکھتا کیونکہ خدا نے ان سے عہد لیا ہے کہ میں اُس شخص کا ایمان قبول نہ کرونگا جو

ایک پر ایمان لائے جبتک کہ وُہ دوسری پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت پر ایمان لانا فرض کیا ہے جس طرح محمدؐ پر ایمان لانا فرض کیا ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ میں نبوت محمدؐ پر ایمان رکھتا ہوں اور علیؑ کی ولایت کا منکر ہوں وُہ محمدؐ کی نبوت پر بھی ایمان نہیں لایا کیونکہ جب خدا قیامت کے دن تمام مخلوقات کو محشور کرے گا تو پروردگارِ عالم کی طرف سے ایک منادی ایسی ندا کریگا جس سے اُن کے ایمان اور کفر میں تمیز ہو جائیگی اور وہ کہے گا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور دوسرا منادی پکاریگا اے گروہ ہائے مخلوقات تم بھی اس کلمہ کے کہنے میں اس کا ساتھ دو۔ اس وقت دہریہ اور معطلہ[۱] فرقے تو گونگے ہو جائیں گے اور ان کی زبانیں نہ چلیں گی باقی سب لوگ ان کلمات کو کہیں گے اس طرح دہریہ گونگے پن کے سبب باقی مذاہب والوں سے جدا ہو جائیں گے بعد ازاں منادی ندا کریگا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کلمۂ شہادت کو مُشرکانِ مجوس و نصاریٰ اور بُت پرستوں کے سوا سب لوگ کہیں گے اور مُشرک لوگ سب گونگے ہو جائیں گے اور اس طرح جملہ خلائق سے الگ ہو جائیں گے پھر منادی ندا کریگا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تمام مُسلمان اِس شہادت کو اپنی زبان پر جاری کرینگے اور یہود و نصاریٰ اور تمام مُشرکین گونگے پن کے سبب اس کو ادا نہ کر سکیں گے پھر آخر میدانِ قیامت سے ایک ندا آئیگی کہ انکو جنت کی طرف لے چلو۔ اِسی اثنا میں ناگاہ خدا کی طرف سے ایک اور ندا آئیگی کہ وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ انکو ٹھہراؤ کہ ان سے سوال کیا جائے گا۔ یہ ندا سُن کر وُہ فرشتے جو ان لوگوں کو انکے نبوتِ محمدؐ کی شہادت دینے کے سبب جنت میں لے جانے کو کہتے تھے عرض کریں گے اے پروردگار یہ لوگ کیوں ٹھہرائے جائیں اتنے میں ایک اور ندا جانب پروردگار سے آئیگی کہ وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ عَنْ وَّلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ان کو ٹھہراؤ کہ ان سے علیؑ ابن ابی طالب اور آلِ محمدؐ کی ولایت کی بابت سوال کیا جائیگا اے میرے بندو اور اے میری کنیزو میں نے ان کو محمدؐ کی شہادت کیساتھ ایک اور شہادت کا بھی حکم دیا ہے اگر اس کو ادا کرینگے تو اپنے ثوابوں کو زیادہ کریں گے اور اپنی موجودہ نیکیوں کو بڑھائینگے اور اگر اس کو ادا نہ کیا تو نبوتِ محمدؐ اور میری ربوبیت کی شہادت دینے سے انکو کچھ حاصل نہیں ہے جو کوئی اس شہادت کو لے کر آیا ہے وُہ کامیاب اور رستگار ہوگا اور جو کوئی اس کو نہیں لایا وہ ہلاک ہوگا۔ اُس وقت ایک

[۱] معطلہ وُہ فرقہ ہے جو وجودِ خدا کا تو قائل ہے مگر یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اس کو کرنا تھا کر چکا۔ اب اس کو کام کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا اب بیکار ہی بیٹھا ہے۔ ۱۲ سید محمد ہارون قبلہ مدظلہ العالی۔

پارہ ۲۳ سورہ والصّٰفّٰت ع ۲

شخص کہے گا کہ میں علیؑ کی ولایت کا شاہد اور آلِ محمدؐ کا محب ہوں حالانکہ وُہ اس دعویٰ میں کاذب ہوگا اور اس کو گمان ہوگا کہ میں جھوٹ بول کر نجات پا جاؤنگا۔ اس سے پروردگارِ عالم فرمائے گا۔ اے شخص ہم تیرے اس دعویٰ پر علیؑ سے شہادت لیں گے پھر فرمائیگا اے ابوالحسنؑ تو شہادت دے وہ عرض کرینگے اے پروردگار جنت خود ہی میرے دوستوں کی شاہد ہے اور دوزخ میرے دُشمنوں کا گواہ ہے جو ان میں سے راست گو ہے اسکی طرف جنت کی ہوائیں آئیں گی اور اس کو اُٹھا کر بہشت کی بلند منزلوں اور غرفوں میں لے جائیں گی اور فضلِ خدا سے دار المقامہ میں اس کو اتاریں گی کہ اس میں نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچے گی اور نہ کسی طرح کی سُستی اور درماندگی عارض ہوگی اور جو لوگ ان میں جھوٹے ہیں جہنم کی گرم ہوائیں اور گرم پانی اور اس کا سایہ (دوزخ کی آگ کا دُھواں) جو تین شاخوں والا ہے کہ نہ وہ سایہ کرتا ہے اور نہ شعلوں سے بچاتا ہے اس کی طرف آئینگے اور اس کو اُٹھا کر ہوا میں اُونچا کریں گے اور آتشِ جہنم میں جا کر ڈال دینگے۔

جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے اے علیؑ اس سبب سے تم قَسِیْمُ النَّارِ ہو کہ تم جہنم سے کہو گے کہ یہ شخص تیرے واسطے ہے اور یہ میرے واسطے۔

اور جابرؓ ابن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن عبداللہ ابن صوریا جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا اے کانڑے یہودی کے لڑکے یہودی گمان کرتے ہیں کہ تو کتب سماوی اور علوم انبیاؑ کا سب سے زیادہ ماہر ہے تب اس نے بہت سے مسئلے آزمائشی طور پر حضرت سے دریافت کئے حضرتؐ نے ایسے جواب دیئے جن میں اس کو مجالِ انکار نہ ہُوئی پھر عرض کی اے محمدؐ خدا کی طرف سے یہ خبریں کون تیرے پاس لاتا ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ عرض کی اگر کوئی اور فرشتہ یہ خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا مگر منجملہ تمام فرشتوں کے جبرئیلؑ تو ہمارا دُشمن ہے اگر میکائیل وغیرہ سوائے جبرئیلؑ کے آپکے پاس خبریں لایا کرتا تو میں آپؐ پر ایمان لے آتا۔ فرمایا تم نے جبرئیلؑ کو اپنا دشمن کس وجہ سے قرار دیا اس نے عرض کی کہ وہ بنی اسرائیل پر بلائیں اور شدتیں نازل کرتا تھا اور اُس نے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا یہاں تک کہ اس نے زبردست اور قوی ہو کر بنی اسرائیل کو ہلاک کیا اسی طرح ہر خوف اور سختی جبرئیلؑ ہی لیکر نازل ہوتا ہے اور میکائیل ہم پر رحمت لیکر آیا کرتا ہے حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر تو اُمرِ الٰہی سے جاہل اور ناواقف ہے اور اگر جبرئیلؑ ان اُمور میں جو خدا تمہارے باب میں کرنا چاہتا ہے خدا کی اطاعت کرے تو اُس کا کیا گناہ دیکھو ملک الموت بھی تمہارا دُشمن ہے کہ خدا نے اس کو تمام مخلوق کی رُوحیں قبض کرنے کے لیے مقرر کیا ہے جن میں تم بھی داخل ہو۔ تم نے دیکھا ہوگا

قسیم جنت و دوزخ

کہ ماں باپ اپنی اولاد کی بھلائی کی خاطر زجر و توبیخ کر کے انکو مکروہ اور ناگوار دوائیں پلاتے ہیں تو کیا یہ درست ہے کہ اولاد اس سختی کے سبب ماں باپ کو اپنا دشمن سمجھے مگر تم لوگ اللہ سے ناواقف ہو اور اسکی حکمت سے غافل۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ جبرئیل اور میکائیل خدا کے حکم سے کام کرتے ہیں اور اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کو دشمن رکھتا ہے وہ دوسرے کا بھی دشمن ہے اور جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ میں ایک کا دوست ہوں اور دوسرے کا دشمن وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ دونوں بھائی ہیں جس طرح جبرئیلؑ اور میکائیل دونوں بھائی ہیں اور جو کوئی ان دونوں کو دوست رکھے وہ دوستانِ خدا میں داخل ہے اور جو کوئی دونوں سے بغض رکھے وہ دشمنانِ خدا میں شامل ہے اور جو کوئی کسی ایک سے بغض رکھے اور گمان کرے کہ دوسرے کو دوست رکھتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور وہ دونوں اس سے بیزار ہیں، اور اسی طرح جو کوئی مجھ اور علیؑ دونوں میں سے کسی ایک سے بغض رکھے پھر گمان کرے کہ میں دوسرے کو دوست رکھتا ہوں ہم دونوں اس سے بیزار ہیں اور خدا اور اس کے فرشتے اور نیک بندے سب اس سے بیزار اور ناخوش ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَقَدْ جَآءَکُمْ مُّوسٰی بِالْبَیِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ترجمہ: اور البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس معجزات لے کر آیا تھا پھر تم نے اس کے پیچھے گوسالہ پرستی اختیار کی تھی اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا یہودیوں سے فرماتا ہے وَلَقَدْ جَآءَکُمْ مُّوسٰی بِالْبَیِّنَاتِ البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس معجزات باہرہ لے کر آیا تھا جو اسکی نبوت اور محمدؐ کے اشرف و افضل خلائق ہونے پر دلالت کرتے تھے اور جن سے علیؑ کی خلافت اور وصایت کا ذکر اور اس کے بعد کے ائمہ علیہم السلام کا حال معلوم ہوتا تھا ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ پھر اس کے پہاڑ پر جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو خدا قرار دیا اور اس کے خلیفہ (ہارونؑ) کی مخالفت کی جس کی خلافت پر اس نے نص کیا تھا اور اس کو اپنے بعد تم پر اپنا جانشین کر دیا تھا اور وہ ہارون تھا وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ اور تم اس فعل کے مرتکب ہونے سے کافر اور ظالم ہو گئے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ رسولِ خداؐ کسی باغ میں تشریف لے گئے جو نہایت آراستہ و پیراستہ تھا علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہ باغ کیسا اچھا ہے! فرمایا اے علیؑ تمہارے واسطے جنت میں اس سے بہتر باغ ہے پھر حضرتؐ دوسرے باغ میں تشریف لے گئے اور وہاں بھی جناب امیرؑ نے اس باغ کی تعریف کی اور وہی جواب پایا یہاں تک کہ

حضرتؐ کا گزر سات باغوں سے ہوا اور علیؑ ہر دفعہ عرض کرتے تھے یہ باغ کیا ہی خوب ہے اور حضرتؐ ہر دفعہ ارشاد فرماتے تھے یا علیؑ تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر باغ موجود ہے پھر رسولِ خداؐ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ امیر المومنینؑ بھی ان کے رونے سے رونے لگے پھر عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپ کس لیے گریہ فرماتے ہیں فرمایا اے میرے بھائی اے ابوالحسنؑ قوم کے سینوں میں تیرے کینے بھرے ہیں جنکو وہ میرے بعد ظاہر کریں گے عرض کی میرا دین تو سلامت رہیگا؟ فرمایا ہاں تیرا دین سلامت رہیگا عرض کی یا رسول اللہ جبکہ میرا دین سلامت ہے تو مجھ کو کچھ غم نہیں ہے فرمایا اسی لیے تو خدا نے تجھ کو محمدؐ کا تابع اور اپنی خوشنودی اور مغفرت کی دعوت کرنیوالا حلال زادوں کو (تم سے محبت رکھنے کے سبب) جزا دینے والا اور حرام زادوں کو (تم سے بغض رکھنے کے سبب) سزا دینے والا اور قیامت کے دن محمدؐ کے علم کا اٹھانیوالا اور پیغمبر اور رسولوں اور صابروں کو میرے علم کے سایہ میں جنت کی طرف لیجانے والا مقرر کیا ہے یا علیؑ موسیٰؑ کے بعد اسکے اصحاب نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور اسکے خلیفہ ہارونؑ کی مخالفت کی اور عنقریب میری امت بھی گوسالہ کو اختیار کریگی۔ اسکے بعد ایک اور گوسالہ کو اور اسکے بعد ایک اور کو اور تیری مخالفت کریگی اور تو میرا خلیفہ ہے یہ میری امت کے لوگ گوسالہ کو اختیار کرنے میں قوم موسیٰؑ کے مشابہ ہیں مگر جو لوگ تیرے موافق اور مطیع ہونگے وہ جنت رفیع اعلیٰ میں میرے ہمراہ ہونگے اور جو لوگ میرے بعد گوسالہ کو اختیار کرینگے اور تیری مخالفت کرینگے اور کبھی اس سے تائب اور پشیمان نہ ہونگے وہ قوم موسیٰؑ کے ان گوسالہ پرستوں کے ساتھ محشور ہونگے جو اپنے اس فعل سے تائب نہ ہوئے اور وہ ہمیشہ آتشِ جہنم میں رہیں گے۔

ابو یعقوب راوی تفسیر روایت کرتا ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ سے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ آیا رسولِ خداؐ اور امیر المومنینؑ کے بھی ایسے معجزے تھے جو موسیٰؑ کے معجزات و آیات کے مشابہ تھے حضرتؑ نے فرمایا کہ علیؑ نفسِ رسولؐ ہے اور رسولِ خداؐ کے معجزے عین علیؑ کے معجزے ہیں اور علیؑ کے معجزے رسولِ خداؐ کے معجزے ہیں اور کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے جو خدا نے کسی نبی یا رسول گزشتہ کو عطا کیا ہو اور اس کے مشابہ یا اس سے بہتر محمدؐ کو عنایت نہ کیا ہو۔ دیکھو موسیٰؑ کا عصا اژدہا بن کر جادوگروں کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا آنحضرتؐ کو اس سے افضل اور بہتر معجزہ عطا ہوا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ یہودیوں کا ایک گروہ حاضرِ خدمت ہوا اور حضرتؐ سے بہت سے سوال کیے اور مجادلہ کیا اور حضرتؐ نے ان کے سوالوں کے انہی کی کتاب سے جواب دیئے۔ پھر انھوں نے عرض کی اے محمدؐ اگر تو پیغمبر ہے تو ہم کو عصائے

نظیر عصائے موسیٰ

موسیٰؑ کی نظیر دکھلا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں جو کتاب تمہارے پاس لے کر آیا ہوں وہ عصائے موسیٰؑ سے بہتر ہے کیونکہ وہ میرے بعد قیامت تک باقی رہے گی اور تمام دشمنانِ و مخالفانِ دین سے متعرض ہوگی اور کوئی شخص اس کی ایک صورت کے مقابلے پر بھی قادر نہ ہوگا اور عصائے موسیٰؑ جاتا رہا اور اُس کے بعد باقی نہ رہا جو اس کو کوئی آزما سکے۔ جس طرح قرآن باقی رہے گا اور برابر اُس کی آزمائش ہوتی رہے گی تاہم میں ایک معجزہ دکھاتا ہوں جو عصائے موسیٰؑ سے بڑا اور نہایت عجیب ہوگا یہودیوں نے عرض کی دکھلایئے فرمایا موسیٰؑ اپنے عصا کو ہاتھ سے ڈال دیا کرتے تھے اور قبطی کافر کہتے تھے کہ موسیٰؑ اپنے عصا میں کچھ فریب کرتا ہے جو اس سے ایسا وقوع میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ میری حقیقت کے لیے لکڑیوں کو اژدہا بنائیگا کہ نہ تو میں ان کو اپنا ہاتھ لگاؤنگا اور نہ خود وہاں موجود ہوں گا۔ جب تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ گے اور رات کو اُس مکان میں جمع ہو گے تو خدا اسکی چھت کی سب کڑیوں کو اژدہا بنا دیگا اور وہ کڑیاں تسو سے کچھ زیادہ ہیں ان کو دیکھ کر تم میں سے چار آدمی کے پتے پھٹ کر مر جائیں گے اور باقی تم سب کل صبح تک غش میں پڑے رہو گے۔ پھر اور یہودی تمہارے پاس آئیں گے اور تم یہ ماجرا اُن سے بیان کرو گے اور وہ تمہاری بات کا یقین نہ کریں گے بعد ازاں دوسری دفعہ وہ کڑیاں اُن کے سامنے اژدہا بن جائیں گی جس طرح رات کو بنی تھیں یہ حال دیکھ کر ان میں سے بہت سے آدمی مر جائیں گے اور بہت سے دیوانے ہو جائیں گے اور بہت سے غش کر جائیں گے امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اُس خدا کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا نبیؐ کر کے بھیجا ہے یہ بات سُن کر وہ یہودی حضرتؐ کے سامنے بیباک ہو کر ہنسنے لگے نہ ذرا شرم کی اور نہ کچھ خوف کیا اور آپس میں کہنے لگے دیکھو اس نے بڑا دعویٰ کیا ہے اور کیسا اپنی حد سے باہر نکل گیا ہے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگرچہ تم اس وقت ہنستے ہو مگر عنقریب روؤ گے اور حیران ہو گے۔ پس تو جس پر یہ حالت طاری ہو اور اپنی موت اور دیوانگی سے خوف کرے اس کو چاہیئے کہ اس طرح سے دُعا کرے کہ اے خدا محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ اور ان کے جانشینوں کا واسطہ کہ جو کوئی ان کے امر امامت کو ان کے سپرد کرے اس کو تو برگزیدہ اور پسندیدہ کرتا ہے مجھ کو اس حادثہ کے دیکھنے کی قوّت عطا فرما اور اگر ان مُردوں میں سے کوئی اس کا دوست ہو اور وہ اس کا زندہ ہونا چاہے۔ اس کو چاہیئے کہ اسی طرح سے دُعا کرے حق تعالیٰ اس کو زندہ کر دے گا اور قوت عطا کرے گا۔

الغرض وہ لوگ وہاں سے جا کر اس جگہ جمع ہوئے اور آنحضرتؐ اور ان کے اس قول پر کہ کڑیاں اژدہا بن جائیں گی ہنسنے لگے ناگاہ اُنھوں نے سُنا کہ چھت میں حرکت پیدا ہوئی اور یکایک تمام کڑیاں اژدہا بن گئیں اور اپنے سروں کو دیواروں پر لٹکا لیا اور ان کی طرف بڑھے کہ جا کر ان کو لقمہ کر لیں جب ان کے پاس پہنچے تو پہلے ان کو چھوڑ کر گھر کے مٹکوں۔ گھڑوں۔ کونڈوں۔ چوڑے چوڑے پتھروں۔ کرسیوں اور لکڑیوں۔ چوکھٹوں اور کواڑوں کا قصد کیا اور ان سب چیزوں کو نگل گئے اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا ظہور میں آگیا کہ چار آدمی تو مر گئے اور کچھ دیوانے ہو گئے اور بہت سے اپنی جانوں سے ڈرے اور حضرتؐ کے ارشاد کے موافق دُعا کی اور ان کے دل قوی ہو گئے۔ پھر کسی نے ان چار مُردوں پر وُہی دُعا پڑھی اور وُہ زندہ ہو گئے۔ جب اُنھوں نے یہ حال دیکھا تو بولے کہ یہ دُعا مستجاب ہے اور محمدؐ سچا پیغمبر ہے مگر اس کی تصدیق اور پیروی ہم کو دُشوار معلوم ہوتی ہے اس لیے مناسب ہے کہ ہم اسی طرح سے دُعا کریں تاکہ ہمارے دِل اس پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے اور اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرنے کے لیے نرم ہو جائیں۔ آخر کار اُنھوں نے دُعا کی اور خدائے بزرگ و برتر نے ایمان کو ان کا محبوب بنایا اور اس کو ان کے دلوں میں پاکیزہ کیا اور کُفر کو ان کے لیے مکروہ اور ناپسندیدہ کیا اور وہ خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔

جب صبح ہوئی تو اور یہودی وہاں آئے اور کڑیاں رات کی طرح اژدہاؤں کی صُورت ہو گئیں تو وہ یہ حال دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور شقاوت ان پر غالب ہوئی۔

نظیر ید بیضا

اور ید بیضا کی نظیر جو معجزہ آنحضرتؐ کو عطا ہوا تھا وہ اس سے افضل اور ہزار دفعہ بڑھ کر تھا۔ کیونکہ جب کبھی حضرتؐ اندھیری رات میں حسنؑ اور حسینؑ سے ملنا چاہتے تھے اور وہ حضرات اپنے گھر ہوتے تھے تو ان کو آواز دیتے تھے اے ابو محمدؑ اور اے ابو عبداللہؑ میرے پاس آؤ اور باوجود اس فاصلے کے آپکی آواز اُن حضرات تک پہنچتی تھی اور وُہ آواز سُنتے ہی آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوتے تھے اُس وقت حضرتؐ انہ انگشتِ شہادت سے اشارہ کرتے تھے اور اس کو دروازے سے باہر نکال دیتے تھے تب چاند اور سورج سے بھی کہیں زیادہ روشنی پھیل جاتی تھی اور اس روشنی میں وہ دونوں سردارانِ جوانانِ بہشت اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے بعد ازاں اُنگلی اپنی اصلی حالت پر آجاتی تھی جب حضرتؐ ان کی مُلاقات اور باتوں سے اپنا مطلب پُورا کر چکتے تھے تو دونوں شہزادوں کو

گھر واپس جانے کی اجازت دیتے تھے۔ پھر اپنی انگشتِ شہادت کو اسی طرح دروازے سے باہر نکال دیتے تھے اور سورج اور چاند سے زیادہ تر روشنی پھیل جاتی تھی اور وہ دونوں معصومؑ اس روشنی میں اپنے گھر واپس جاتے تھے بعد ازاں انگلی اپنی اصلی حالت پر عود کر جاتی تھی۔

نظیر طوفان

اور طوفان جیسا کہ خدا نے قبطیوں پر بھیجا تھا اسی طرح آنحضرتؐ کے معجزے کے طور پر مشرکوں پر بھی بھیجا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب ثابت بن افلح نے کسی جہاد میں ایک مشرک کو قتل کیا تھا اور اس مقتول کی عورت نے نذر مانی تھی کہ اس قاتل کی کھوپری میں شراب پیونگی جب اُحد کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں کو اس میں سخت صدمہ پہنچا تو ثابت مذکور بھی کسی ٹیلے پر مارا گیا۔ جب مشرک چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت اپنے ہمراہیوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے تو وہ عورت ابوسفیان کے پاس آئی اور آ کر اس سے درخواست کی کہ کسی آدمی کو میرے غلام کے ہمراہ ثابت کی لاش بھیجدے کہ وہ جا کر اس کا سر کاٹ لائے تاکہ میں اپنی نذر پوری کردوں اور اس کی کھوپری میں شراب پیوں اور جب اس کے غلام نے ثابت کے قتل کی بشارت اس کو پہنچائی تھی تو اس کو آزاد کر دیا تھا اور ایک لونڈی اُس کو عطا کی تھی۔ الغرض جب اس نے آ کر ابوسفیان سے درخواست کی تو اُس نے رات کے وقت اپنے ہمراہیوں میں سے دو سو دلیر اور قوی ہیکل جوانوں کو روانہ کیا کہ ثابت کا سر کاٹ لائیں اور لا کر اُس عورت کو دیدیں آخر کار وہ لوگ روانہ ہوئے اسی اثنا میں ایک ایسی آندھی چلی کہ اس لاش کو نشیب میں اُڑا کر لے گئی وہ لوگ ثابت کا سر کاٹنے کے ارادہ سے لاش کے پیچھے چلے اتنے میں بارش برسنے لگی اور اس قدر پانی برسا کہ وہ دو سو مرد سب کے سب غرق ہو گئے اور اس لاش اور ان دو سو مردوں کا کہیں نشان تک نہ ملا اور خدا نے اس مشرکہ کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا پس حضرتؐ کا معجزہ قبطیوں کے طوفان سے بہت بڑھ کر ہے۔

اور ٹڈی دل جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا خدا نے اس سے بہت بڑا اور عجیب تر محمدؐ کے دشمنوں پر بھیجا کیونکہ ان پر ٹڈی کو اس لیے بھیجا تھا کہ ان کو کھا جائے اور موسیٰؑ کے ٹڈی دل نے قبطیوں کے آدمیوں کو نہیں کھایا تھا بلکہ اُس نے ان کی زراعت کو چٹ کیا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ شام کی طرف سفر کو تشریف لے گئے جب وہاں سے مکہ کو واپس آنے کا ارادہ کیا تو دو سو نفر یہودی حضرتؐ کے قتل کرنے کے ارادہ سے پیچھے لگ گئے کہ ایسا نہ ہو کہ خدا دولتِ یہود کو ان کے ہاتھ سے برباد کردے۔ اس لیے حضرتؐ کے قتل پر کمربستہ ہوئے حالانکہ حضرت ہمیشہ قافلہ میں رہتے تھے مگر ان کو آپ پر ہاتھ اُٹھانے کی جرأت نہ پڑتی تھی اور حضرت کا دستور تھا کہ جب رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے دور فاصلے پر تشریف لے جاتے تھے یا درختوں میں یا کسی دور کے کھنڈرات میں پوشیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ القصہ ایک روز معمول کے موافق قافلہ سے دور تشریف لے گئے اور دشمنانِ دین پیچھے لگے اور جا کر ہر طرف سے احاطہ کر لیا اور تلواریں سونت کر قتل پہ آمادہ ہو گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کے پاؤں کے نیچے سے اس ریگستان میں بیشمار ٹڈیوں کو ظاہر کیا اور انھوں نے نکل کر ان یہودیوں کو گھیر لیا اور کھانے لگیں۔ یہ حال دیکھ کر ان کو اپنی پڑ گئی اور ادھر کا خیال چھوٹ گیا جب حضرت رفع حاجت سے فارغ ہوئے تو ان کو ٹڈی دل میں چھوڑ قافلہ میں تشریف لائے۔ قافلے والوں نے دریافت کیا کہ وہ لوگ جو آپ کے پیچھے گئے تھے کیا ہوئے کہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میرے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ خدا نے ان پر ٹڈیوں کو مسلط کیا ہے اور آپ اپنی بلا میں گرفتار ہیں جب انھوں نے جا کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بعض تو مر گئے ہیں اور بعض مرنے کے قریب ہیں اور ٹڈیاں انکو کھا رہی ہیں وہ کھڑے دیکھتے رہے یہاں تک کہ ٹڈیاں ان کو خرد برد کر گئیں اور ایک ذرہ بھی ان کے جسم کا باقی نہ چھوڑا۔

اور معجزہ قمل (جوں) کی نظیر اس طرح وقوع میں آئی کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے امرِ نبوت کو مدینہ میں ظاہر کیا اور آپ کی شان و منزلت وہاں بہت بڑھ گئی تو ایک روز اپنے اصحاب سے خدا کا اپنے انبیا کے امتحان کرنے اور اطاعتِ خدا کے باعث اذیتوں میں انکے صبر کرنیکا حال بیان کیا اور اثنائے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ رکن و مقام کے مابین ستر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو فقط بھوک اور جوؤں کے صدمے سے فوت ہوئے ہیں جب یہ بات بعض یہودی منافقوں اور قریشی سرکش کافروں نے سُنی تو آپس میں مشورہ کیا کہ محمدؐ کو بھی ان ہی سے ملحق کرو۔ چلو اپنی تلواروں سے اسکو قتل کریں تاکہ جھوٹی باتیں نہ بنایا کرے۔ آخر کار یہ صلاح ٹھہری کہ جب کبھی آنحضرتؐ کو مدینہ کے باہر اکیلا پائیں سب چل کر گرد سے احاطہ کر لیں اور وہ سب دو سو آدمی تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ تن تنہا مدینے کے باہر تشریف لے گئے اور ان مردودوں نے پیچھا کیا اتفاقاً ان میں سے ایک کو اپنے کپڑوں میں جوئیں نظر پڑیں پھر اس نے جوؤں کے سبب اپنے

بدن اور پیٹھ کو کھجلانا شروع کیا اور اس کو اپنے ساتھیوں سے شرم آئی اور حیا کے مارے الگ ہو کر چلا گیا بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک کے کپڑے میں جوئیں معلوم ہوتی تھیں اور وہ علیحدہ ہو کر چلا جاتا تھا۔ آخر رفتہ رفتہ سب چلے گئے بعد ازاں ان پر جوؤں کی اور زیادتی ہوئی۔ یہاں تک کہ جوؤں نے اُن پر غلبہ پایا اور اُن کے حلق بند ہو گئے کہ کھانا پینا موقوف ہو گیا اور دو ماہ کے عرصہ میں سب مر گئے کوئی پانچ دن میں کوئی دس دن میں کوئی کم میں اور کوئی زیادہ میں غرض دو ماہ سے زیادہ کوئی نہ جیا اور ان جوؤں کی اذیت اور بھوک پیاس کے صدمے سے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ یہ جوئیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بطور ایک آیتِ الٰہی کے آنحضرتؐ کے دشمنوں پر نازل کیا تھا۔

اور مینڈکوں کے معجزے کی نظیر کو بھی اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ محمدؐ پر جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے نازل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوہے بھیج کر ان کو ہلاک کیا ہے اور اس کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ کفّارِ عرب اور یہودیوں اور دیگر اقوام میں سے دو سو آدمی حج کے موسم میں مکّہ میں جمع ہوئے اور اپنے دلوں میں حضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا اور مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ چلتے چلتے ایک منزل میں جو اترے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کے حوض کا پانی اس پانی سے جو ان کے پاس موجود تھا نہایت صاف اور خوشگوار ہے یہ دیکھ کر جو پانی پاس تھا سب گرا دیا اور اپنی مشکوں اور توشہ دانوں کو اس پانی سے بھر لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے آخر چلتے چلتے ایک جگہ پہنچے جہاں چوہے بہت تھے اور ڈیرے ڈال دیئے۔ خدا نے انکی مشکوں اور توشہ دانوں پر چوہوں کو مُسلّط کیا اور اُنھوں نے ان سب کو کاٹ کاٹ کر چھلنی کر دیا اور سارا پانی اس سنگلاخ زمین میں بہ گیا اور اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ جب پیاس لگی اور مشکوں میں پانی نہ پایا تو ہٹ کر انہی حوضوں پر گئے جہاں سے وہ پانی بھرا تھا۔ مگر چوہے وہاں پہلے ہی سے پہنچ گئے تھے اور حوضوں کے کناروں میں سوراخ کر کے تمام پانی اس سنگلاخ زمین پر بہا دیا تھا۔ تب وہ پانی سے نااُمید ہو گئے اور پیاسے مر گئے اور صرف ایک آدمی جیتا پھرا جو اپنی زبان اور پیٹ پر محمدؐ کا نام لکھتا تھا اور کہتا تھا اے پروردگار محمدؐ و آلِ محمدؐ میں نے محمدؐ کی ایذا رسانی سے توبہ کی محمدؐ و آلِ محمدؐ کے مرتبے کا واسطہ اس بلا کو مجھ سے دُور کر اس طرح وہ سلامت رہا اور خدا نے اس کی پیاس کو بجھا دیا اور وہاں پر ایک قافلہ وارد ہوا اور وہ اُس کو ان سب (مُردوں) کے اسباب اور اُونٹوں سمیت اُٹھا لائے اور وہ پیاس میں اپنے ناقوں کی نسبت زیادہ صابر تھا پھر مدینہ میں آ کر حضرتؐ پر ایمان لایا حضرتؐ نے وہ سب اُونٹ

اور سارا اسباب اس کے حوالے کیا۔

اور معجزہ دم یعنی خون کی نظیر یہ ہے کہ ایک دفعہ رسولِ خداؐ نے پچھنے لیے اور جو خون نکلا وہ ابوسعیدؓ خدری کو دیا کہ اس کو لیجا کر کہیں دبا دے اس نے لے جا کر پی لیا۔ حضرتؐ نے پوچھا تو نے خون کیا کیا عرض کی میں نے پی لیا فرمایا میں نے دبانے کو کہا تھا۔ عرض کی میں نے اسکو محفوظ برتن میں پوشیدہ کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا خبردار پھر کبھی ایسا نہ کرنا بعد ازاں فرمایا اے ابوسعیدؓ خدا نے تیرے گوشت اور خون کو آتشِ جہنم پر حرام کر دیا کیونکہ میرا گوشت اور خون اس میں مل گیا ہے۔ یہ بات سُن کر چالیس منافق حضرتؐ پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ خدری کے خون میں میرا خون ملنے کے سبب اس کو آتشِ جہنم سے نجات ملی حالانکہ وہ محض کذّاب اور مُفتری ہے ہم تو اس کے خون کو گندہ جانتے ہیں۔ جب آنحضرتؐ کو وحی خدا سے یہ حال معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ خدا ان لوگوں کو خون کے عذاب میں گرفتار کرے گا اور اسی سے ان کو ہلاک کریگا۔ اگرچہ قبطی عذابِ خون سے ہلاک نہیں ہوئے تھے اس واقعہ کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان کو دائمی نکسیر اور داڑھوں سے خون بہنے کا عارضہ لاحق ہوا اور یہ خون انکے کھانے پینے کی چیزوں میں مل جاتا تھا اور وہ اسی طرح کھا جاتے تھے آخر کار چالیس روز اسی عذاب میں مبتلا رہ کر جہنم واصل ہوئے اور قحط سالی اور کمی میوجات کے معجزے کی نظیر یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی مضر کے حق میں بددعا کی کہ اے خدا اپنے عذاب کو ان پر سخت کر اور زمانہ یوسفؑ کا سا قحط اُن پر ڈال دے۔ الغرض خدا نے ان کو قحط سالی اور بھوک میں مبتلا کیا اور ہر مُلک سے غلّہ وہاں آتا تھا۔ جب وہ لوگ غلّہ خرید کر اس پر قابض ہو جاتے تو ابھی گھر تک پہنچنے نہ پاتا تھا کہ کیڑا اس میں لگ جاتا اور وہ گندہ اور بدبودار ہو جاتا تھا اور زرِ مُفت برباد جاتا تھا اور ان کو اس غلّہ سے کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ قحط سالی اور سخت بھوک سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ مُردہ کُتے کھائے اور مُردوں کی ہڈیاں جلا کر اور مُردہ لاشوں کو قبروں سے نکال نکال کر کھا گئے یہاں تک کہ بعض اوقات عورتیں اپنے بچوں کو چٹ کر گئیں آخر کار رؤسائے قریش جمع ہو کر گروہ گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمدؐ بالفرض ہمارے مرد ہیں تو تو دشمن ہے مگر عورتوں اور بچوں اور چوپاؤں کا کیا قصور۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ تمھارے لیے تو یہ عذاب ہے اور تمھارے بچوں اور حیوانوں کے لیے عذاب نہیں ہے۔ بلکہ اُن کے لیے سراسر نفع ہے جب پروردگار چاہے گا دُنیا یا آخرت میں ان کو اس مصیبت کا عوض دے گا پھر حضرتؐ نے بنی مضر کا قصور معاف کیا اور دُعا کی کہ اے خدا

ان پر سے اِس بلا کو دُور کرا الغرض قحط سالی جاتی رہی اور ارزانی اور خوشحالی اور رفاہیت از سر نو عود کر آئی چنانچہ خدا ان کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ پس سزاوار ہے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں جس نے اُن کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معجزہ طلس جس سے قوم فرعون کا مال واسباب پتھر بن گیا تھا اِسکی نظیر بھی محمدؐ و علیؑ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کو لے کر حضرت کیخدمت میں حاضر ہُوا اور رو رو کر عرض کرتا تھا یا رسول اللہ میں نے اپنے اس بیٹے کی بچپن میں پرورش کی اور بہت پیارا ور عزت سے رکھا اور مال کثیر سے اسکی امداد کی اب جبکہ یہ زبردست اور مالدار ہو گیا اور میری قوت اور مال سب اس پر صرف ہو چکا اور ضعف کے مارے میری یہ حالت ہو گئی جو کہ آپ دیکھتے ہیں تو اس نے میری طرف سے رُخ پھیر لیا ہے اور اتنی قوت (خوراک) سے بھی میری غمخواری نہیں کرتا جو میرے سدِ رمق کو کافی ہو تب جناب رسالتمآبؐ نے اس جوان سے فرمایا کیا کہتا ہے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس اور میری اور میرے عیال کی قوت سے زیادہ موجود نہیں ہے تب حضرتؐ نے اس کے باپ سے فرمایا اے شیخ اب کیا کہتا ہے بوڑھے نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے پاس گیہوں جو۔ خرما اور انجیر و نکے انبار اور بہت کچھ نقد درہم و دینار موجود ہیں اور یہ بڑا مالدار ہے یہ سُنکر حضرت نے لڑکے سے فرمایا اب تبا اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ان میں سے ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے جوان خدا سے ڈرو اور اپنے محسن باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آ خدا تجھ سے نیکی کریگا اس نے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں حضرت نے فرمایا خیر اس مہینے تو تیری طرف سے ہم دیدیتے ہیں بعد ازاں تم خود دیا کرنا پھر اسامہ کو حکم دیا کہ اس بوڑھے کو ایک مہینے کا نفقہ (خرچ) سو درہم دیدے تاکہ وہ اور اسکے عیال کھائیں پئیں اور ایسا ہی ہوا جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو بوڑھا لڑکے کو لیکر پھر حاضر ہوا اور لڑکے نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تیرے پاس اس وقت تو مال بہت ہے مگر آج شام کو تو اپنے باپ سے بھی زیادہ تنگدست اور محتاج ہو جائے گا کہ دراصل کوئی شئے تیرے پاس نہ رہیگی آخر کار وہ جوان واپس چلا گیا ناگاہ وہ لوگ جو اسکے غلے کے ذخیرے کے پڑوس میں رہتے تھے جمع ہو کر آئے اور بولے کہ یہاں سے اپنا اناج اُٹھا کر کہیں اور لیجا کہ ہم اس کی بدبو سے مرے جاتے ہیں جب وہ وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گیہوں جو۔ خرما اور انجیر تمام گندے اور بدبودار ہو گئے ہیں اور اُن لوگوں نے اِس کو غلوں وغیرہ کے وہاں سے اُٹھا لینے پر مجبور کیا تو اُس نے سارا روپیہ صرف کر کے مزدور لگائے اُنھوں نے اس غلے وغیرہ کو اُٹھا کر شہر سے کچھ فاصلے پر جا ڈالا پھر مزدوروں کو ساتھ لے کر گھر گیا کہ درہم و دینار کی تھیلیوں میں سے روپیہ نکال کر ان کی مزدوری ادا کرے۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ روپیہ پیسہ سب پتھر بن گیا ہے اور حمالوں نے اُجرت کے لیے زور دیا لاچار سب کپڑے فرش۔ گھر بار وغیرہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور آپ بالکل خالی ہاتھ باہر آیا اور ایسا مُحتاج اور تنگ دست ہو گیا کہ ایک دن کی روٹی بھی دستیاب نہ ہوتی تھی اور اِسی غم میں کُڑھ کُڑھ کر بیمار ہو گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے ماں باپ کے عاق اور نافرمان لوگو عبرت پکڑو اور جان لو کہ جس طرح دُنیا میں اس جوان کے مال تباہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح جنت میں جو درجات اس کے لیے تیار کیے گئے تھے ان کے عوض درکات جہنم مُہیّا کیے گئے۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ خُدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے کہ اُنھوں نے اِن آیات کے دیکھنے کے بعد بھی خُدا کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی اختیار کی تھی۔ خبردار تمُ ان کے مشابہ نہ ہو جانا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم کیونکر ان کے مُشابہ ہو سکتے ہیں۔ فرمایا اس طرح سے کہ خُدا کے گنہگار بن کر کسی مخلوق کی اطاعت کرو اور خدا کے سوا اس پہ بھروسہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے مُشابہ ہو جاؤ گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معجزے کی نظیر جناب امیرؑ سے اس طرح پر ظاہر ہوئی کہ آپکے ایک مُحب نے ملک شام سے یہ عریضہ لکھا یا امیر المومنینؑ میں اپنے عیال میں مشغول ہو رہا ہوں اگر چھوڑ کر جاتا ہوں تو ان کے تباہ اور برباد ہونے کا ڈر ہے میری عدم موجودگی میں مال و متاع کے بھی لُٹ جانے کا اندیشہ ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ سے مُلحق ہوں اور آپکے پاس رہ کر حضرت کی خدمت گزاری میں مصروف رہوں یا امیر المومنینؑ میری اعانت کیجیے حضرتؑ نے اسکو کہلا بھیجا کہ اپنے اہل و عیال کو جمع کر اور تمام مال ان کے حوالے کر کے سب پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ اور خدا سے عرض کر کہ یا اللہ میری یہ تمام چیزیں تیرے بندے اور ولی علیؑ ابن ابی طالب کے حکم کے موجب تیرے پاس امانت ہیں بعد ازاں وہاں سے اُٹھ کر میری طرف چلا آ۔ اس مردِ مومن نے ایسا ہی کیا اور روانہ

پارہ عم سورہ القریش

ان پر سے اِس بلا کو دُور کرا الغرض قحط سالی جاتی رہی اور ارزانی اور خوشحالی اور رفاہیت از سر نو عود کر آئی چنانچہ خدا ان کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ پس سزاوار ہے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں جس نے اُن کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معجزہ طمس جس سے قوم فرعون کا مال واسباب پتھر بن گیا تھا اِسکی نظیر بھی محمدؐ و علیؑ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور اس کا قصتہ اس طرح سے ہے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کو لے کر حضرتؐ کیخدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر عرض کرتا تھا یا رسول اللہؐ میں نے اپنے اس بیٹے کی بچپن میں پرورش کی اور بہت پیارا اور عزت سے رکھا اور مال کثیر سے اسکی امداد کی اب جبکہ یہ زبردست اور مالدار ہو گیا اور میری قوت اور مال سب اس پر صرف ہو چکا اور ضعف کے مارے میری یہ حالت ہو گئی جو کہ آپ دیکھتے ہیں تو اس نے میری طرف سے رُخ پھیر لیا ہے اور اتنی قوت (خوراک) سے بھی میری غمخواری نہیں کرتا جو میرے سدِ رمق کو کافی ہو تب جناب رسالتمآبؐ نے اس جوان سے فرمایا تو کیا کہتا ہے عرض کی یا رسول خدا میرے پاس اور میری اور میرے عیال کی قوت سے زیادہ موجود نہیں ہے تب حضرتؐ نے اس کے باپ سے فرمایا اے شیخ اب کیا کہتا ہے بوڑھے نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس کے پاس گیہوں جو خرما اور انجیر و نکے انبار اور بہت کچھ نقد درہم و دینار موجود ہیں اور یہ بڑا مالدار ہے یہ سُنکر حضرت نے لڑکے سے فرمایا اب بتا اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ ان میں سے ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے جوان خدا سے ڈرو اور اپنے محسن باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آ خدا تجھ سے نیکی کریگا اس نے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں حضرت نے فرمایا خیر اس مہینے تو تیری طرف سے ہم دیدیتے ہیں بعد ازاں تم خود دیا کرنا پھر اسامہ کو حکم دیا کہ اس بوڑھے کو ایک مہینے کا نفقہ (خرچ) سو درہم دیدے تاکہ وہ اور اسکے عیال کھائیں پئیں اور ایسا ہی ہوا جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو بوڑھا لڑکے کو لے لیکر پھر حاضر ہوا اور لڑکے نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تیرے پاس اس وقت تو مال بہت ہے مگر آج شام کو تُو اپنے باپ سے بھی زیادہ تنگدست اور محتاج ہو جائے گا کہ در اصل کوئی شے تیرے پاس نہ رہیگی آخر کار وُہ جوان واپس چلا گیا ناگاہ وہ لوگ جو اسکے غلے کے ذخیرے کے پڑوس میں رہتے تھے جمع ہو کر آئے اور بولے کہ یہاں سے اپنا اناج اُٹھا کر کہیں اور لیجا کہ ہم اس کی بدبُو سے مرے جاتے ہیں جب وُہ وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گیہوں جو۔ خرما اور انجیر تمام گندے اور بدبُودار ہو گئے ہیں اور اُن لوگوں نے اِس کو غلوں وغیرہ کے وہاں سے اُٹھا لینے پر مجبور کیا تو اُس نے سارا روپیہ صرف کر کے مزدور لگائے اُنھوں نے اِس غلے وغیرہ کو اُٹھا کر شہر سے کچھ فاصلے پر جا ڈالا پھر مزدوروں کو ساتھ لے کر گھر گیا کہ درہم و دینار کی تھیلیوں میں سے روپیہ نکال کر ان کی مزدوری ادا کرے۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ روپیہ پیسہ سب پتھر بن گیا ہے اور حمالوں نے اُجرت کے لیے زور دیا لاچار سب کپڑے فرش۔ گھر بار وغیرہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور آپ بالکل خالی ہاتھ باہر آیا اور ایسا محتاج اور تنگ دست ہو گیا کہ ایک دن کی روٹی بھی دستیاب نہ ہوتی تھی اور اِسی غم میں کُڑھ کُڑھ کر بیمار ہو گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے ماں باپ کے عاق اور نافرمان لوگو عبرت پکڑو اور جان لو کہ جس طرح دُنیا میں اس جوان کے مال تباہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح جنت میں جو درجات اس کے لیے تیار کیے گئے تھے ان کے عوض درکات جہنم مُہیّا کیے گئے۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ خُدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے کہ اُنھوں نے اِن آیات کے دیکھنے کے بعد بھی خُدا کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی اختیار کی تھی۔ خبردار تم ان کے مشابہ نہ ہو جانا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم کیونکر ان کے مُشابہ ہو سکتے ہیں۔ فرمایا اس طرح سے کہ خُدا کے گنہگار بن کر کسی مخلوق کی اطاعت کرو اور خدا کے سوا اس پہ بھروسہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے مُشابہ ہو جاؤ گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اِس معجزے کی نظیر جناب امیرؑ سے اس طرح پر ظاہر ہوئی کہ آپکے ایک مُحبّ نے ملکِ شام سے یہ عریضہ لکھا یا امیر المومنینؑ میں اپنے عیال میں مشغول ہو رہا ہوں اگر چھوڑ کر جاتا ہوں تو ان کے تباہ اور برباد ہونے کا ڈر ہے میری عدم موجودگی میں مال و متاع کے بھی لُٹ جانے کا اندیشہ ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ سے مُلحق رہوں اور آپکے پاس رہ کر حضرت کی خدمت گزاری میں مصروف رہوں یا امیر المومنینؑ میری اعانت کیجیے حضرتؑ نے اسکو کہلا بھیجا کہ اپنے اہل و عیال کو جمع کر اور تمام مال ان کے حوالے کر کے سب پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ اور خدا سے عرض کر کہ یا اللہ میری یہ تمام چیزیں تیرے بندے اور ولی علیؑ ابن ابی طالب کے حکم کے موجب تیرے پاس امانت ہیں بعد ازاں وہاں سے اُٹھ کر میری طرف چلا آ۔ اس مرد مومن نے ایسا ہی کیا اور روا

ہُوا مخبروں نے جا کر معاویہ کو خبر دی کہ فلاں شخص علیؑ ابن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا ہے معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے عیال کو اسیر کر کے غلام بنایا جائے اور مال و اسباب لوٹ لیا جائے۔ جب معاویہ کے آدمی وہاں گئے تو خدا نے ان کو معاویہ کے عیال اور یزید کے خاص مصاحبوں کے عیال کے مشابہ کر دیا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مال ہم نے لوٹا اور اس پر قابض ہو گئے۔ رہا اس کا عیال سو اس کو اسیر کر کے بازار میں بکنے کے لیے بھیج دیا۔ مگر جب لوگوں نے مشابہت دیکھی تو اس کے خریدنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عیال کو یہ بات معلوم کرا دی کہ ان کو عیال معاویہ اور یزید کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا گیا ہے۔ جب انھوں نے اس مخمصے سے نجات پائی تو یہ خوف ہوا کہ کہیں چور ہمارے مال کو نہ چرا لے جائیں اس کے لیے خدا نے یہ انتظام کیا کہ جب چور اس کے مال چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے تو وہ بچھوؤں اور سانپوں کی صورت میں بدل جاتا تھا اور وہ ان کو ڈنک مارتے اور کاٹتے تھے اس طرح بہت سے چور مر گئے اور باقی کمزور اور ضعیف ہو گئے اور خدا نے اس طریق سے اس شخص کے مال کو محفوظ رکھا آخر کار ایک روز جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا تو چاہتا ہے کہ تیرا عیال اور مال یہاں آ جائے اُس نے عرض کی کہ ہاں اس وقت حضرت نے یہ کلمہ زبان مبارک پر جاری کیا اَللّٰھُمَّ اَئتِ بِھِمْ اے خدا ان کو لا۔ ناگاہ وہ سب اپنے مال و اسباب سمیت اس شخص کے سامنے آ موجود ہوئے اور اس کے مال میں ایک ذرہ بھی کم نہ ہوا تھا پھر اس کے گھر والوں نے اپنی تمام سرگزشت اس سے بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو معاویہ اور اس کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا تھا اور ہمارے مال کو بچھوؤں اور سانپوں کی شکل میں بدل دیا تھا جو چوروں کو چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے کاٹتے تھے اور ڈستے تھے۔

اور جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض وقت اس قسم کی باتیں بعض مومنوں کے لیے ظاہر کرتا ہے تاکہ ان کی بصیرت زیادہ ہو اور بعض کافروں کے لیے ایسا کرتا ہے تاکہ ان کے عذر کے قطع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے۔

قولہٗ عزّوجل وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّ اسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ **ترجمہ** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تم پر بلند کیا جو چیز کہ ہم نے تم کو دی ہے اسے قوت سے پکڑو اور سنو انھوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور سرکشی کی اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کے سبب بچھڑے کی محبت پلائی گئی۔ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ وہ چیز بری ہے جس کے لیے تمھارا ایمان حکم دیتا ہے اگر تم مومن ہو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے کہتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ (جبکہ ہم نے تمھارے بزرگوں سے عہد لیا اور کوہ طور کو ان پر بلند کیا جبکہ انھوں نے یہ حرکت کی کہ موسیٰؑ جو دین خدا اور احکام الٰہی ان کے پاس لایا اور ان کو امر کیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے جانشین تمام مخلوقات سے افضل ہیں تو وہ منکر ہو گئے خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ اور ہم نے اُن سے کہا تھا کہ یہ فرائض جو ہم نے تم کو بھیجے ہیں ان کو اس قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور جس کے سبب تم کو صاحب مقدور کیا ہے اور اس کو تمھارے جسم میں مرکب کر کے تمھاری بیماریوں کو دور کر دیا ہے وَاسْمَعُوْا اور جو بات تم سے کہی جائے اور جو حکم تم کو دیا جائے اس کو سنو قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا انھوں نے کہا کہ ہم نے تیرے قول کو سنا اور تیرے حکم کو نہ مانا یعنی انھوں نے بعد میں سرکشی کی یا اس وقت بھی وہ عصیان اور نافرمانی کو پوشیدہ رکھتے تھے وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ اور ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت ان کے کفر کے سبب پلائی گئی اور اس پانی کے پینے کا ان کو حکم ملا تھا تاکہ شناخت ہو جائے کہ کس نے اس کی عبادت کی ہے اور کس نے نہیں کی اور یہ حکم ان کو کفر کی وجہ سے ملا تھا قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ تمھارا یہ موسیٰؑ پر ایمان لانا جو تم کو حکم دیتا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان اولیاء اللہ کا جو ان دونوں کی اولاد میں ہیں انکار کرو وہ برا ہے اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم توریت موسیٰؑ پر ایمان رکھتے ہو۔ لیکن پناہ بخدا تمھارا توریت پر ایمان لانا تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ اور علی علیہما الصلوٰۃ والسّلام کا انکار کرو۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو جو زمانہ آنحضرتؐ میں موجود تھے انکے بزرگان سلف کا حال یاد دلاتا ہے جو زمانہ موسیٰؑ میں گزرے ہیں کہ ہم نے ان سے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کے لیے جو خلقت کی خلافت کیلئے منتخب کیے گئے ہیں اور ان کے اصحاب اور شیعوں کے لیے

اور باقی اُمتِ محمدیؐ کے واسطے کیونکہ عہد و پیمان لیا چنانچہ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آبا و اجداد سے عہد لیا وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ اور جب انہوں نے ہمارے منشا کے قبول کرنے اور اسکے مقر ہونے سے انکار کیا تو ہم نے کوہِ طور کو ان پر بلند کیا خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاسْمَعُوْا جو چیز کہ ہم نے تم کو عطا کی ہے اس کو اس قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو عنایت فرمائی ہے اور اس امر کے شایاں ہے اور اس میں ہماری اطاعت کرو قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا انھوں نے کہا کہ ہم نے کانوں سے سُنا اور دلوں سے نافرمانی کی۔ الغرض ظاہر میں ان سب نے نہایت ذلت و خواری سے اطاعت کی پھر خدا فرماتا ہے وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِهِمْ وہ بچھڑا جس کی انھوں نے پرستش کی تھی پینے کے لیے ان کو دیا گیا یہاں تک کہ جو حصہ اس کا انھوں نے پیا تھا وہ ان کے دلوں تک پہنچا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور سے مراجعت کی اور بنی اسرائیل نے اس کے پیچھے گوسالہ پرستی کی اور واپس آنے پر اسکی عبادت سے ہٹ گئے تب موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم میں سے کس کس نے اس کی پوجا کی ہے تاکہ میں اُن پر حکمِ خدا کو جاری کروں مگر وہ حکمِ خدا کے جاری ہونے سے خوف کھا کر اس کی پرستش کا صاف انکار کر گئے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں تو اس کی پرستش نہیں کی ہاں میرے سوا اور لوگوں نے بیشک کی ہے اور ایک دوسرے کی چغلیاں کھائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ موسیٰؑ کے اس قول کو جو اس نے سامری سے کہا تھا نقل فرماتا ہے۔

پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ ع ۵

وَانْظُرْ اِلٰٓی اِلٰـهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا یعنی اے سامری اپنے معبود کو جس کی تو عبادت کرتا تھا دیکھ کہ ہم اس کو جلائیں گے۔ پھر ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈال دینگے آخر حکمِ خدا سے اس کو سوہان سے رگڑوایا اور اس کے بُرادہ کو لے کر دریائے شیریں میں ڈلوایا پھر ان کو حکم دیا کہ اس پانی کو پیو۔ جب اُنھوں نے وہ پانی پیا تو جس جس نے اس کی پرستش کی تھی ان میں سے جس کے ہونٹ اور ناک سفید رنگ تھے سیاہ رنگ ہو گئے اور جس جس کے پہلے سے سیاہ تھے وہ سفید ہو گئے اس وقت حضرت موسیٰؑ نے حکمِ خدا کو ان کے درمیان جاری کیا۔

اب خدا اُن یہودیوں سے جو زمانۂ رسولِ خدا میں تھے ارشاد فرماتا ہے قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِیْمَانُكُمْ اے محمدؐ ان یہودیوں سے جو اس عہد کو جو تیرے اور علیؑ اور تمہاری آل اور شیعوں کے باب میں ان کے اجداد سے لیا گیا تھا سُن کر پھر تجھ کو جھٹلاتے ہیں کہدے کہ تمہارا ایمان جو تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ محمدؐ کا انکار کرو اور علیؑ اور اس کی آل اور اس کے شیعوں کو خفیف و حقیر جانو اس کا یہ حکم بُرا ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم اپنے گمان کے مطابق موسیٰؑ اور توریت پر ایمان رکھتے ہو۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم کو فرعون اور اسکی قوم کے ہاتھ سے نجات ہوگی تو میں خدا کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جس میں اُس کے اوامر و نواہی اور حدود و فرائض مندرج ہونگے آخر کار جب اُنھوں نے وہاں سے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰؑ نے حسب وعدہ خدا کی طرف سے کتاب لا کر انھیں دی جس میں لکھا تھا کہ میں اس شخص کے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کی تعظیم نہ کرے اور ان کے اصحاب اور شیعوں اور محبّوں کی تعظیم و تکریم جیسی کہ چاہیئے بجا نہ لائے۔ اے میرے بندو آگاہ ہو اور گواہ رہو کہ محمدؐ میری تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہے اور علیؑ اس کا بھائی اور وصی اور اس کے علوم کا وارث اور اس کی اُمت میں اُس کا جانشین اور اس کے بعد تمام مخلوقات سے بہتر ہے اور اس کی آل سب پیغمبروں کی آل سے اور اس کے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے اور اس کی اُمت ساری اُمتوں سے بہتر اور افضل ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم اس امر کو قبول نہیں کرتے یہ نہایت عظیم ہے اور ہم کو گراں معلوم ہوتا ہے بلکہ ان میں سے صرف ان احکام کو تسلیم کرتے ہیں جو ہم کو ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور جب ہم اس شریعت کو قبول کریں گے تو اس طرح سے کہیں گے کہ ہمارا پیغمبر سب پیغمبروں سے بہتر ہے اور اسکی آل اور اس کے اصحاب سب پیغمبروں کی آل اور اصحاب سے افضل ہیں اور ہم جو اسکی اُمت ہیں سب انبیا کی اُمتوں سے اشرف اور بزرگ تر ہیں اور ہم اُس قوم کی شرافت اور فضیلت کا اقرار نہیں کرتے جن کو ہم نے نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہم ان کو پہچانتے ہیں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا اور اُس نے کوہستان فلسطین میں سے پہاڑ کا ایک ٹکڑا جو حضرت موسیٰؑ کے لشکرگاہ کے موافق ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا تھا جُدا کیا اور اسکو اٹھا کر ان کے سروں پر ہوا میں رکھا اور آواز دی کہ یا تو موسیٰؑ کے لائے ہوئے احکام کو قبول کرو۔ ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا کر تم کو اس کے نیچے کچل ڈالتا ہوں۔ یہ سانحہ دیکھ کر ان کو اضطراب اور بیقراری لاحق ہوئی جو ایسے موقعوں پر

ہوا کرتی ہے اور حضرت موسیٰؑ سے عرض کی اب ہم کیا کریں۔ موسیٰؑ نے حکم دیا کہ تم خدا کے آگے سجدہ کرو، پہلے اپنی پیشانیاں زمین پر رکھو پھر دائیں رخسارے بعد ازاں بائیں رخساروں کو خاک پر ملو، اور زبان سے کہو کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا اور اطاعت کی اور قبول کیا اور اقرار کیا اور تسلیم کیا اور تیرے احکام پر راضی ہوئے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا سجدہ بھی کیا اور وہ کلمات بھی زبان سے کہے مگر اکثروں کا ظاہری فعل ان کے قلبی فعل کے برخلاف تھا زبان سے تو اسی طرح کہتے تھے اور دل سے کہتے تھے ہم نے سنا اور نافرمانی کی جو زبان سے کہنے کے برخلاف تھا اور اپنے رخساروں کو جو زمین پر رکھا تو ان کا یہ فعل خدا کے سامنے عجز و انکسار اور اپنی خلاف ورزی پر شرمساری اور ندامت کی غرض سے نہ تھا بلکہ یہ مقصود تھا کہ دیکھیں پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں پھر اسی مطلب کیلئے بائیں رخساروں کو خاک پر رکھا اور ان افعال کو اس طور پر بجا نہ لائے جس طرح ان کو حکم دیا گیا تھا۔ یہ حال دیکھ کر جبرئیلؑ نے موسیٰؑ سے عرض کی کہ ان میں سے اکثر آدمی خدا کے فرمانبردار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ دنیا میں ان کے اس ظاہری اقرار کے سبب اس پہاڑ کو ان پر سے ہٹا لوں کیونکہ خدا دنیا میں ان سے صرف ان کے ظاہری احوال کے موافق سلوک کرتا ہے تاکہ ان کے خون محفوظ اور خود امن و امان میں رہیں اور آخرت میں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے کہ ان کے اعتقادوں اور دلی ارادوں پر ان کو عذاب دے گا۔ پھر انھوں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو سراسر در آبدار بن گیا اور اونچا ہوتے ہوتے آسمانوں کو چیر کر نکل گیا اور وہ برابر اس کو دیکھ رہے تھے۔ آخر کار ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں نظر کام نہ کرتی تھی اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر ان کے سامنے زمین پر گر پڑا اور اس کو پھاڑ کر بیچ میں گھس گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ پہاڑ کا ایک ٹکڑا تو موتی بن کر اوپر چڑھ گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں گھس گیا۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ جو ٹکڑا اوپر کو گیا ہے وہ آسمان پر پہنچا اور اس کو پھاڑ کر جنت میں جا شامل ہوا۔ اور اتنے گنا زیادہ کیا گیا کہ اس کے اضعاف (گنوں) کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس سے اس کتاب (توریت) کے احکام پر واقعی اور حقیقی ایمان لانے والوں کے لیے بہشت میں محل و مکان اور مسکن اور حویلیاں تعمیر کی جائیں جن میں انواع و اقسام کی نعمتیں موجود ہوں جن کا پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ

درخت اور باغ اور میوجات اور حسین حوریں اور ہمیشہ رہنے والے لڑکے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور جنت کی اور نعمتیں اور وہاں کے عجائب و غرائب اور نفیس چیزیں ہیں اور جو ٹکڑا زمین پر اترا تھا وہ اس کے طبقوں کو پھاڑتا ہوا چلا گیا اور جہنم میں جا ملا اور خدا نے اس کو کئی گنا زیادہ کر دیا اور حکم دیا ہے کہ اس کتاب (توریت) کے احکام کو نہ ماننے والوں کے لیے محل حویلیاں منزلیں اور مکانات اس سے تعمیر کئے جائیں جن میں سے ہر ایک میں قسم قسم کے عذاب موجود ہوں جن کا کافروں کے لیے وعدہ کیا گیا ہے مثلاً آگ کے دریا اور غسلین (وہ پیپ جو اہل دوزخ کے بدن سے رواں ہوگی) اور غساق (گندی پیپ) کے حوض اور پیپ اور خون اور زخموں کی پیپ کی نہریں اور شعلے جو گرز ہاتھ میں لیے ہیں اور زقوم اور خریع کے درخت اور سانپ اور افعی بیڑیاں اور طوق اور زنجیریں اور تکلیفیں اور طرح طرح کی بلائیں اور عذاب جو وہاں مہیا کئے گئے ہیں۔

پھر رسولِ خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کے فضائل مختصہ کا انکار کرتے تھے تو کیا تم کو عذاب و عقاب خدائے قہار کا کچھ خوف نہیں ہے۔

کسی نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ اوامر الٰہی کو قبول نہ کرتے تھے انکے سروں پر یہ پہاڑ کا بلند کرنا حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ تھا کیا آنحضرتؐ سے بھی کوئی ایسا معجزہ ظہور میں آیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس خدا کی قسم ہے جس نے اسکو برحق پیغمبر کیا ہے کہ آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان میں سے کسی کو کوئی ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جس کی مثل یا اس سے بہتر آنحضرتؐ کو نہ دیا گیا ہو اور بیشک آنحضرتؐ سے بھی ایک ایسا معجزہ مع اور نشانیوں کے ظہور میں آیا ہے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کے منشا کو ظاہر فرمایا تو تمام اہل عرب نے حضرتؐ کے لیے اپنی عداوت کے تیر کمانوں میں جوڑے اور ہر طرح سے آپ کے دفع کرنے کی تدبیریں عمل میں لائے آخر کار ایک دن اُن کے قتل کا ارادہ کیا اور میں نے سب سے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا اور دوشنبہ کے دن حضرت کی بیعت کی تھی اور منگل کے دن آپ کے ہمراہ نماز پڑھی تھی اور سات برس تک میں اکیلا آپ کے ہمراہ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ چند لوگ مسلمان ہوئے اور بعد ازاں حق تعالیٰ نے اپنے دین کی حمایت کی الغرض مشرکوں کی ایک قوم حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی۔ اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول رب العالمین

انبیاء سلف کے معجزات کا آنحضرتؐ کے معجزات سے مقابلہ

ہوں اور پھر اس پر بھی راضی نہیں ہوتا یہاں تک کہ تُو اپنے آپکو سب پیغمبروں کا سردار اور سب سے افضل خیال کرتا ہے اگر تو نبیؐ ہے تو جس طرح اور انبیائے گزشتہ کے تو معجزے بیان کرتا ہے خود بھی کوئی مُعجزہ دکھلا۔ جیسے تُو کہتا ہے کہ نوحؑ نے طوفان کا مُعجزہ دکھلایا کہ سب کفار تو غرق ہو گئے اور خود مومنوں سمیت کشتی میں بیٹھ کر نجات پا گیا اور جیسے تُو نے ابراہیمؑ کا ذکر کیا ہے کہ آگ اس پر سرد ہو گئی اور وہ صحیح سلامت رہا اور مُوسیٰؑ کی نسبت خیال کرتا ہے کہ پہاڑ اس کے اصحاب کے سروں پر بلند کیا گیا یہاں تک کہ اُنھوں نے ذلیل و خوار ہو کر اسکی دعوت قبول کی۔ اور عیسیٰؑ کی بابت کہتا ہے کہ وہ کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی خبر دیا کرتا تھا اور ان مُشرکوں کی چار ٹولیاں بن گئیں۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہمارے لیے مُعجزۂ نوحؑ ظاہر کر اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ ہم کو معجزہ مُوسیٰ دکھلا اور ایک فرقہ معجزہ ابراہیمؑ کا طالب تھا اور ایک جماعت معجزہ عیسیٰؑ کی طلبگار تھی حضرتؐ نے ان سب سے فرمایا کہ میں ظاہر ڈرانے والا ہوں اور ایک روشن نشانی لے کر تمھاری طرف آیا ہوں اور وُہ قرآن ہے کہ تم اور دیگر اُمتیں اور تمام اہلِ عرب اس کے مُقابلے سے عاجز ہیں حالانکہ وہ تمھاری ہی زبان اور لغت میں ہے پس وُہ تم پر اور اُن لوگوں پر جو تمھارے بعد ہونگے ظاہر حُجت ہے اور اس کے سوا دیگر آیات کے لیے پروردگار سے سوال کرنا مجھ کو مناسب نہیں ہے پیغمبر کے لیے یہی ضروری ہے کہ اپنی سچائی کی حُجت اور راستی کی آیت کے اقرار کرنیوالوں کی طرف پیغامِ خدا کو ظاہر طور پر پہنچا دے اور یہ اس کا فرض نہیں ہے کہ حُجت کے قائم کرنیکے بعد اپنے پروردگار سے ایسی درخواست کرے جو ایسے لوگ اس سے طلب کریں جن کو یہ خبر نہیں کہ ہماری اس درخواست میں کچھ بہتری کی صُورت ہے یا خرابی کی اسی اثنا میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفۂ درُود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں ابھی ان نشانیوں کو ان لوگوں کے واسطے ظاہر کرونگا اور یہ ان کا انکار کرینگے مگر ہاں جس کو خدا بچائے وُہ محفوظ رہے گا لیکن میں تیری حُجتوں کو تعداد میں بڑھا کر اور خوب واضح کر کے انھیں دکھلاؤنگا۔ اب تو ان لوگوں سے جو معجزۂ نوحؑ کے طالب ہیں کہدے کہ کوہِ ابو قبیس کی طرف جائیں۔ جب تم پائین کوہ کے قریب پہنچوگے تو بہت جلد تم کو معجزۂ نوحؑ نظر آئیگا اور جب تم گردابِ ہلاکت میں گھر جاؤ تو تم اس (علیؑ) کو اور ان دو لڑکوں کو جو اسکے آگے ہونگے پکڑ لینا یعنی اُن سے اپنی حفاظت طلب کرنا اور جو فریق معجزۂ ابراہیمؑ کا

طالب ہے ان سے کہدے کہ مکہ کے باہر جہاں تمھارا جی چاہے چلے جاؤ وہیں آتشِ ابراہیمؑ کا مشاہدہ کر لوگے اور جب تم بلا میں گرفتار ہو گے تو تم کو ہوا میں ایک عورت نظر آئیگی جو اپنی چادر کا پلہ لٹکائے ہوگی تم اس پلے کو تھام لینا اس طرح تم ہلاکت سے بچ جاؤ گے اور آگ تم سے ہٹ جائے گی اور تیسرے فریق سے کہدے کہ تم کعبہ کے نزدیک جاؤ کہ وہاں تم عنقریب مُعجزہ مُوسیٰؑ کا مشاہدہ کرو گے اور میرا چچا امیر حمزہؓ تم کو وہاں سے نجات دے گا اور چوتھے فریق سے جن کا سردار ابو جہل ہے کہدے کہ تم میرے پاس رہو تاکہ ان تینوں کی خبریں تم کو معلوم ہوں اور جس معجزے کی تم نے درخواست کی ہے وہ یہیں میرے سامنے ظہور میں آئے گا۔ تب ابوجہل ملعون نے ان تینوں فریقوں سے کہا کہ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے مقام پر جاؤ تاکہ تم کو محمدؐ کا جھوٹ معلوم ہو جائے۔

الغرض فریق اوّل کوہ ابو قبیس کی طرف روانہ ہُوا جب پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو ان کے نیچے سے پانی کا چشمہ نکلنے لگا اور اوپر آسمان سے بغیر بادل کے مینہ برسنا شروع ہوا اور پانی کی یہ کثرت ہُوئی کہ اُن کے مُنہ تک پہنچ گیا اور ان کو بند کر دیا اور ناچار پہاڑ کی چوٹی پر ان کو پناہ لینی پڑی کیونکہ اس کے سوا اور کوئی صُورت رہائی کی نظر نہ آئی جُوں جُوں پہاڑ پر چڑھتے تھے پانی اور اُونچا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ چوٹی پر جا پہنچے اور پانی نے ان کے منہ تک چڑھ کر ان کے سانس بند کر دیئے اور ان کو غرق ہونے کا یقین ہو گیا تھا کیونکہ مفر کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ علیؑ پہاڑ کی چوٹی کے اُوپر سطحِ آب پر تشریف رکھتے ہیں اور ان کے دائیں اور بائیں ایک ایک لڑکا موجود ہے پس علیؑ نے ان کو آواز دی کہ میرا یا دونوں لڑکوں میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو ان لوگوں کو جب اس کے سوا کوئی اور تجویز نہ بَن پڑی تو مجبور ہو کر کسی نے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کسی نے ایک لڑکے کا کسی نے دوسرے کا اور ان حضرات نے ان مشرکوں کو لیکر پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا اور پانی بھی ان کے آگے سے اُترتا جاتا تھا یہانتک کے انکو زمین پر پہنچا دیا اور پانی کچھ تو زمین میں داخل ہو گیا اور کچھ آسمان پر اُڑ گیا اور وہ اپنی اصلی حالت میں زمین پر آ گئے۔ اس کے بعد علیؑ ان کو لے کر رسُولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور وہ لوگ رو رو کر کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ تمام پیغمبروں کے سردار اور تمام مخلوقات سے بہتر ہیں ہم نے طوفانِ نوحؑ کی نظیر دیکھ لی اور ہم کو اس شخص (علیؑ) نے اور دو بچوں نے جو اس کے ہمراہ تھے اور

اب نظر نہیں آتے اِس طُوفان سے نجات دی حضرت نے فرمایا وُہ حسنؑ اور حُسینؑ تھے جو عنقریب میرے اِس بھائی کے گھر پیدا ہوں گے اور وہ دونوں بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ اِن دونوں سے بہتر ہے۔ اے لوگو تم کو معلوم ہے کہ دُنیا بحرِ عمیق ہے کہ اس میں خلقِ کثیر غرق ہو چکی ہے اور اِس سے نجات پانے کا سفینہ آلِ محمدؐ ہے کہ وہ علیؑ اور اسکے دونوں لڑکے جو تم نے دیکھے ہیں اور وُہ عنقریب پیدا ہونگے اور میری اہلبیت کے باقی افضل اور اکرم لوگ ہیں جو کوئی اس کشتی میں سوار ہوگا وُہ نجات پائے گا اور جو اس سے منحرف ہوگا وہ غرق ہوگا۔

بعدازاں حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت کے بہشت اور دوزخ سمندر کی مثل ہیں اور یہ لوگ میری اُمت کی کشتیاں ہیں کہ یہ اپنے دوستوں اور محبوں کو جہنم سے پار لیجا کر جنت میں پہنچا دیں گے پھر ابُوجہل سے فرمایا تو نے سُنا یہ لوگ کیا کہتے ہیں وُہ بولا ہاں سُنا اب دُوسرے اور تیسرے فریق کا منتظر ہوں اسی اثنا میں دُوسرا فریق گریہ کرتا ہُوا آیا اور وہ کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ تمام پیغمبروں کے سردار اور ساری مخلوقات سے افضل ہیں۔ ہم آپکے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک نرم اور ہموار صحرا میں پہنچے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان شق ہوا اور اُس میں سے آگ کی چنگاڑیاں گرنی شروع ہوئیں اور زمین کو دیکھا کہ وُہ شگافتہ ہوئی اور اُس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے یہاں تک کہ زمین آگ سے معمور ہو گئی اور ہم کو اس سے نہایت گرمی محسُوس ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ شدتِ حرارت سے ہماری کھال کے جوش کھانے کی آوازیں ہمارے کانوں میں آنے لگیں اور ہم کو یقین ہو گیا کہ جل بھُن کر خاک ہو جائیں گے اور نہایت متعجب تھے کہ باوجود اس کثرت کے وُہ آگ ہمارے سروں تک نہیں پہنچی اسی اثنا میں یکایک ہوا میں ہمارے لیے ایک عورت کا وجُود بلند ہوا جس نے اپنی چادر کو لٹکا رکھا تھا پھر اس نے ایک پلّے کو ہمارے قریب کیا کہ وُہ ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا اور آسمان سے ایک مُنادی نے ندا دی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو چادر کی تاروں کو تھام لو۔ تب تو ہر ایک، ایک ایک تار میں لٹک گیا اور وہ عورت ہم کو لے کر ہوا میں بلند ہوئی اور ہم آگ کی چنگاریوں اور اُس کے شعلوں کو چیرتے ہُوئے جا رہے تھے مگر اُس کے شرارے ہم کو محسوس نہ ہوتے تھے اور نہ اُسکی چنگاریاں اور اسکی حرارت ہم کو کچھ ایذا دیتی تھی اور نہ ہم اس چادر کی تاروں پر جن کو ہم تھامے ہوئے تھے بھاری معلوم

ہوتے تھے اور نہ وُہ تار باوجود باریک ہونے کے ہمارے ہاتھ سے چھُوٹتے تھے۔ الغرض اسی طرح ہم کو اس آگ سے پار لگا دیا اور ہم سب کو اپنے اپنے گھر کے صحن میں بخیر و عافیت اور صحیح سلامت جا چھوڑا بعدازاں ہم گھروں سے نکلے اور جمع ہو کر آپ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم کو معلوم ہو گیا کہ تیرے دین سے اور تجھ سے کہیں مفر نہیں ہے اور تو سب سے بہتر جائے پناہ اور بعد خدا کے سب سے عمدہ سہارا اور جائے اعتماد ہے اور اپنے اقوال میں سچا اور اپنے افعال میں حکیم ہے تب حضرت نے ابوجہل سے فرمایا یہ دُوسرا فریق ہے جس کو اللہ نے اپنی نشانیاں دکھائی ہیں۔ ابوجہل بولا میں تیسرے فرقے کو دیکھنے اور اُن کی باتیں سُننے کا منتظر ہوں۔ پھر حضرتؐ نے اس دوسرے فریق سے جبکہ وُہ ایمان لے آئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس عورت کے ذریعے تمھاری فریاد رسی کی آیا تم کو معلوم ہے کہ وُہ کون عورت ہے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ نہیں ہم نہیں جانتے۔ فرمایا یہ میری بیٹی فاطمہؑ ہے جو پیدا ہوگی اور وہ تمام زنانِ عالم کی سردار ہے جب پروردگارِ عالم قیامت کے دن تمام اگلی اور پچھلی خلقت کو محشور کریگا تو عرش کے تلے سے ایک منادی پروردگار ندا کریگا۔ اے تمام مخلوقات تم سب اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ سیدۃ النساء العالمین پُل صراط سے گزر جائے تب تمام خلقت خدا آنکھیں بند کر لے گی اور فاطمہؑ صراط سے گزر جائے گی اور اُس وقت کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنی آنکھیں بند نہ کرے۔ مگر ہاں محمدؐ۔ علیؑ۔ حسنؑ حسینؑ اور اُن کی اولاد اطہار اپنی آنکھیں بند نہ کرینگے کیونکہ وہ اُس کے محرم ہیں جب وُہ جنت میں داخل ہو جائے گی۔ تو اُس کی چادر صراط پر پھیلی ہوگی کہ اس کا ایک کنارہ جنت میں اس معصُومہ کے ہاتھ میں ہوگا اور دُوسرا کنارہ میدانِ حشر میں۔ تب ایک منادی جانبِ پروردگار سے ندا کرے گا اے فاطمہؑ کے محبو فاطمہؑ سیدۃ النساء العالمین کی چادر کے تاروں میں لٹک جاؤ یہ ندا سُن کر فاطمہؑ کے سارے محب اِس چادر کے تاروں میں چمٹ جائیں گے اور وُہ دو ہزار فیام سے بھی زیادہ ہوں گے انھوں نے عرض کی یا رسُول اللہؐ فیام کتنے کا ہوتا ہے فرمایا دس لاکھ آدمیوں کا ایک فیام ہوتا ہے۔

بعدازاں تیسرے فریق کے لوگ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور وُہ کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو خدا کا رسُولؐ اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور علیؑ تمام نبیوں کے وصیوں سے افضل ہے اور تیری آل جملہ انبیا کی آل سے برتر ہے اور تیرے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے بہتر ہیں اور

تیری اُمت تمام پہلی اُمتوں سے افضل اور اکرم ہے اور ہم نے تیرے ایسے معجزے اور نشانیاں دیکھیں جن سے ہم کو کسی طرح مفر نہیں ہے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہو تم نے کیا دیکھا۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے آپ کا ذکر کر رہے تھے اور تیری خبروں اور تیرے آیت موسٰیؑ کی نظیر کے اپنے لیے دعویٰ کرنے پر ہنس رہے تھے اسی اثنا میں کعبہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آرہا اور ہم اپنی جگہ پر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ہم کو اتنا مقدور نہ ہوا کہ وہاں سے حرکت کریں۔ اتنے میں حضرتؐ کا چچا امیر حمزہؓ وہاں آیا اور اُس نیزے کی بھال سے جو آپ کے پاس ہے اس کو اُٹھا لیا اور باوجود اس کے کہ وہ بہت بڑا تھا۔ اُس کو نیزے پر تول کر ہوا میں ہمارے سروں پر اُونچا کیے رہا اور ہم سے کہا کہ نکل جاؤ تب ہم اُس کے نیچے سے نکلے۔ پھر کہا کہ دُور ہٹ جاؤ۔ ہم وہاں سے دُور ہٹ گئے۔ پھر حمزہؓ نے نیزے کی بھال کو اس کے نیچے سے نکالا اور وہ اُتر کر اپنی اصلی جگہ پر جم گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ہم مسلمان ہو گئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تب حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا۔ یہ تیسرا فرقہ بھی تیرے پاس آگیا اور جو کچھ انھوں نے مشاہدہ کیا تھا تجھ سے بیان کیا۔ ابوجہل بولا کیا معلوم کہ یہ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ۔ دراصل ایسا وقوع میں آیا ہے یا ان کو محض خیال ہی ہو گیا ہے۔ مگر ہاں میں نے جو تجھ سے معجزہ عیسٰیؑ ابن مریمؑ کی درخواست کی ہے۔ اگر اس کو میں مشاہدہ کر لوں تو بیشک مجھ پر لازم ہو جائے گا کہ تجھ پر ایمان لاؤں ورنہ ان لوگوں کی تصدیق کرنی مجھ پر لازم نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل اگر باوجود ان لوگوں کی کثرت اور تیزیٔ عقل کے انکی تصدیق تجھ پر لازم نہیں ہے تو تو نے اپنے باپ دادا کی خوبیوں اور اپنے گزشتہ دشمنوں کی برائیوں کی کیونکر تصدیق کی اور جب ملک چین اور عرب اور شام کا ذکر کیا جاتا ہے تو کیونکر اسکی تصدیق کرتا ہے حالانکہ وہاں کے حالات کی خبر دینے والے ان معجزات کی خبر دینے والوں سے کم ہی ہونگے باوجودیکہ اُن کے ساتھ اور بہت سے ایسے لوگوں نے انکو مشاہدہ کیا ہے جو کبھی امر باطل پر مجتمع نہیں ہوتے جو وہ اٹکل پچو ہانکیں کیا کوئی ان کے پاس سے ایسا شخص نہیں گزرا جو ان کی تکذیب کرتا اور انکے برخلاف بیان کرتا اے ابوجہل خبردار ہو کہ ان میں سے ہر ایک فریق پر وہ معجزے جو انھوں نے مشاہدہ کیے ہیں حجت ہیں اور تو نے جو ان کے مشاہدوں کا ذکر سنا وہ تجھ پر حجت ہے۔

پھر فریق سوم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس حمزہؓ عم رسول اللہ کو محمدؐ اور علیؑ ابن ابی طالب کی

زیادتی محبت نے منازل رفیعہ اور درجات عالیہ پر پہنچایا ہے اور فضائل و محاسن کریمہ پر فائز کیا ہے دیکھو میرے چچا حمزہؓ نے جس طرح کعبہ کو تمہارے اوپر گرنے سے روکا اسی طرح قیامت کے دن اپنے محبوں کے لیے جہنم کو دفع کریگا۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہو گا۔ فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اپنے محبوں کے ایک گروہ کثیر کو جنکی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں پل صراط کی طرف دیکھے گا کہ ان میں سے اکثر گنہگار ہونگے اور آتش جہنم کی دیواریں انکے سامنے حائل ہونگی اور انکو صراط پر گزر کر جنت میں جانے سے مانع ہونگی۔ تب وہ پکارینگے کہ اے حمزہؓ تم دیکھتے ہو کہ ہم کس حالت میں ہیں اور حمزہؓ مجھ سے اور علیؑ ابن ابی طالب سے کہیگا تم دیکھتے ہو کہ میرے دوست کیونکر مجھ سے فریاد کر رہے ہیں۔ یہ سن کر میں علیؑ ولی اللہ سے کہونگا کہ اپنے چچا کی امداد کر کہ وہ اپنے دوستوں کی فریادرسی کرے اور انکو آتش جہنم سے نجات دے۔ تب علیؑ ابن ابی طالب وہ نیزہ جسکے ساتھ حمزہؓ دشمنان خدا سے جنگ کرتا ہے لیکر آئیگا اور اپنے چچا کو دے کر اس سے کہیگا کہ اے رسولِ خدا اور اسکے بھائی کے چچا اس اپنے نیزے کی مدد سے اپنے دوستوں سے جہنم کو پرے ہٹا جس طرح دنیا میں دوستان خدا سے دشمنان خدا کو ہٹایا کرتا تھا آخرکار حمزہؓ نیزہ لے کر اسکی انی کو اُن دیواروں پر رکھے گا جو اسکے دوستوں کو صراط پر سے گزرنے اور جنت میں داخل ہونے سے مانع ہونگی اور انکو ایسا دھکا دے گا کہ وہ پانچسو برس کی راہ کے برابر اُن سے پرے ہٹ جائیں گی۔ پھر اُن لوگوں سے جو دنیا میں اسکو دوست رکھتے تھے۔ کہے گا کہ چلو صراط پر سے گزرو اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزریں گے کہ جہنم کی آگ اور دوزخ کے ہول اور اس کی دہشتیں اُن سے دُور اور نہایت بعید ہونگی اور فتح و ظفر اور کامیابی کے ساتھ جنت میں وارد ہوں گے۔

بعدازاں حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا اس تیسرے فریق نے بھی آیات خدا اور معجزات رسول اللہ کو مشاہدہ کر لیا اب تیری درخواست باقی رہی ہے۔ بتا کونسی نشانی دیکھنی منظور ہے۔ وہ بولا تو کہتا ہے کہ عیسٰیؑ ابن مریم کھائی ہوئی چیزوں اور گھر کے ذخیروں کا حال بتا دیا کرتا تھا۔ سو اب تو بتا کہ میں نے آج کیا کھایا ہے اور کیا اپنے گھر میں جمع کیا ہے اور چونکہ تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھ کو عیسٰیؑ ابن مریم پر فوقیت دی ہے اس لیے یہ بھی بتا تا کہ میں نے کھانا کھا کر کیا کام کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ کو خبر دونگا کہ تو نے کیا کھایا ہے اور آج خدا تجھ کو تیری اس درخواست میں رسوا کریگا مگر جو تو خدا پر ایمان لے آیا تو اس رسوائی سے تجھ کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور اگر تو نے اپنے کفر پر اصرار کیا تو دنیوی رسوائی پر آخرت کی

رُسوائی زیادہ کی جائیگی جس سے ابدتک تجھ کو رہائی نہ ہوگی ابوجہل نے کہا میرے سوال کا جواب دے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل آج تُو نے ایک فربہ مُرغی کباب کروائی تھی جب تو اس کو کھانے بیٹھا اور ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تو تیرے بھائی ابوالبختری بن ہشام نے دروازے پر آکر آواز دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی تجھ کو بُخل کے سبب یہ خوف ہوا کہ کہیں وُہ اِس میں سے نہ کھالے اس لیے اس کو دامن کے نیچے چھُپالیا اور جبتک وہ نہ گیا دامن اُس پر سے نہ اٹھایا یہ سُن کر ابوجہل بولا اے محمدؐ یہ تونے جھوٹ کہا اس میں سے نہ کم نہ زیادہ کچھ بھی وقوع میں نہیں آیا اور نہ میں نے مُرغی کھائی ہے اور نہ اس میں سے کچھ بچاکر رکھا ہے خیر اب یہ بتا کہ کھانے کے بعد تیرے خیال میں میں نے کیا کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرے پاس تین سو دینار تو اپنے تھے اور دس ہزار دینار لوگوں کے امانت تھے کسی کے سو تھے کسی کے دو سو کسی کے پانچسو کسی کے سات سو اور کسی کے ہزار وغیرہ وغیرہ اور ہر ایک کا مال جُدا جُدا تھیلیوں میں ہے اور تو نے ان امانتوں میں خیانت کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ان سب کو جواب دیدیا ہے اور کسی کو کچھ نہیں دیا اور آج جو مُرغی تو نے کھائی ہے اس کا سینہ تو کھایا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور ان تمام مال کو خیانت کر کے اور یہ سمجھ کر کہ اب یہ میرا ہوگیا ہے خوشی خوشی زمین میں دفن کر دیا ہے اور خدا کی تدبیر تیری تدبیر کے برخلاف ہے۔ ابوجہل نے کہا اے محمدؐ یہ بات بھی تو نے سچ نہیں کہی اس میں سے نہ تھوڑا نہ بہت کچھ بھی نہیں ہوا اور میں نے کوئی چیز زمین میں دفن نہیں کی اور وُہ دس ہزار دینار جو لوگوں کی امانتوں کے میرے پاس تھے ان کو چور لے گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کرتا جو تو مجھ کو جھٹلاتا ہے۔ یہ جبرئیلؑ امین موجود ہے اور خدا کی طرف سے یہ خبریں پہنچا رہا ہے اور اپنی شہادت کی صحت اور بات کی تحقیق اس کے ذمّے ہے بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا اُس مرغی کو لا جس میں سے اس نے کھایا ہے ناگاہ وُہ مُرغی حضرتؐ کے رُوبرو آموجود ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل تو اِس کو پہچانتا ہے وُہ بولا نہیں اور میں نے اس مُرغی میں سے نہیں کھایا اور تُو نے کچھ نہیں بتایا اور ایسی مُرغیاں جن میں سے کچھ حصّہ کھایا ہو دنیا میں بہت ہیں اسکی یہ تقریر سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے مُرغی ابوجہل نے مجھ کو جبرئیلؑ کے باب میں اور جبرئیل کو پروردگارِ عالم کے بارے میں جھُٹلایا ہے اب تو محمدؐ کی راستگوئی اور ابوجہل کے جھُوٹ کی شہادت دے۔ تب وہ مُرغی قدرتِ خدا سے گویا ہوئی اور اس نے عرض کی اے محمدؐ میں شہادت دیتی ہوں کہ تو رسُول ربُ العالمین اور سردار جمیع مخلوقات ہے

اور یہ ابوجہل دشمن و معاند خداوند متعال ہے اور اس امرِ واقعی کا جو اس کو معلوم ہے انکار کرتا ہے میری اس طرف کو تو اس نے کھالیا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور تُو نے اس کو اس حال کی خبر دی ہے اور مجھ کو اس کے سامنے حاضر کیا ہے۔ پھر اس نے اس امر کی تکذیب کی اس پر خدا کی اور تمام لعنت کرنیوالوں کی لعنت ہو کیونکہ یہ باوجود کافر ہونے کے بخیل بھی ہے جب اس کے بھائی نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو اس ڈر سے کہ کہیں وُہ مجھ میں سے کوئی لقمہ نہ کھالے مجھ کو دامن کے نیچے چھُپالیا پس اے رسُولِ خُدا تو تمام مخلوق سے زیادہ راست گو ہے اور ابُوجہل کاذب مفتری اور ملعُون ہے پھر حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا کہ کیا تجھ کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے۔ اب تو ایمان لا تا کہ عذابِ خُدا سے امن میں رہے۔ ابوجہل نے جواب دیا کہ میں تو ان باتوں کو وہم و خیال سمجھتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تُو خود اس مُرغی کو دیکھنے اور اس کی گفتگو سُننے میں اور اپنے آپکو اور تمام قریش اور اہلِ عرب کو دیکھنے اور ان کا کلام سُننے میں کچھ فرق پاتا ہے وہ بولا کچھ نہیں فرمایا تو جو کچھ تو دیکھتا ہے اور اپنے حواس سے دریافت کرتا ہے وہ سب تخیلات ہیں بولا کہ وُہ تو تخیلات نہیں حضرتؐ نے فرمایا تو یہ بھی تخیل نہیں ورنہ یہ کیونکر صحیح ہوگا کہ تو دنیا میں کس چیز کو دیکھے اور اس پر اعتماد کرے بعد ازاں حضرتؐ نے اِس مرغی کی کھائی ہوئی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہاں پہلے کی نسبت زیادہ تر گوشت پیدا ہوگیا۔ پھر فرمایا اے ابوجہل تُو نے یہ معجزہ دیکھا؟ وُہ بولا اے محمدؐ مجھے کچھ توہم سا ہے اور اعتماد اور وثوق نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ جو مال اِس دُشمنِ حق نے دفن کیے ہیں میرے سامنے لا۔ شاید کہ وہ ایمان لے آئے ناگاہ جن دس ہزار تین سو دیناروں کا حضرتؐ نے اس سے ذکر کیا تھا ان کی تمام تھیلیاں حضرتؐ کے سامنے آموجود ہوئیں حضرتؐ نے ابوجہل کے سامنے ایک تھیلی اُٹھا کر فرمایا کہ فلاں ابنِ فلاں کو بُلا دو وُہ حاضر ہُوا۔ اور وُہ اِس تھیلی کا مالک تھا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا لے یہ وُہ تھیلی ہے جس میں ابوجہل نے تیری خیانت کی تھی۔ یہ کہہ کر اُس کا مال اس کے حوالے کیا پھر ایک ایک کرکے سب کو بُلایا اور وُہ دس ہزار دینار سب کے سب اُن مالکوں کے سپرد کیے اور ابُوجہل کو اُن کے سامنے نہایت رُسوا کیا اور تین سو دینار حضرتؐ کے سامنے رہ گئے۔ تب اُس سے فرمایا کہ اب تو ایمان لا۔ تاکہ یہ تین سو دینار تجھ کو مل جائیں اور اللہ تعالیٰ تیرے املاک میں برکت عطا کرے اور تُو اہلِ قریش میں سب سے بڑھ کر

امیر اور مالدار ہو جائے وُہ مردُود ازل بولا کہ مَیں ایمان تو نہیں لاتا مگر ہاں اپنے دینار لے لیتا ہوں کہ وُہ میرے ہی ہیں۔ جب وُہ ملعُون ان کے لینے کے لیے آگے بڑھا حضرتؐ نے مُرغی کو آواز دی کہ ابوجہل کو روک اور اس کو دینار نہ لینے دے اور اس کو پکڑ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنتے ہی مُرغی جھپٹی اور ابوجہل کو اپنے پنجوں میں پکڑ لیا اور اُٹھا کر اُونچا کیا اور لے جا کر اُس کے گھر کے کوٹھے پر جا چھوڑا اور حضرتؐ نے وہ دینار محتاج مومنوں کو بانٹ دیئیے۔

بعد ازاں آپ نے اصحاب سے فرمایا اے صحابہ اس معجزے کو پروردگارِ عالم نے ابوجہل کیلئے ظاہر فرمایا مگر وُہ معاند ہی رہا اور ایمان نہ لایا اور یہ جانور جو زندہ ہوا ہے جنّت کے پرندوں میں سے ہوگا اور وہاں اُڑتا پھریگا۔ اور جنّت میں بہت سے پرندے اُونٹنیوں جیسے ہیں کہ ان پر زنگار رنگ کی دھاریاں اور چتّیاں پائی جاتی ہیں اور وُہ جنّت کے آسمان و زمین کے مابین اُڑتے پھرتے ہیں جب کوئی مومن مُحبّ محمدؐ و آلِ محمدؐ ان میں سے کسی کو کھانا چاہتا ہے تو وُہ پرندہ اپنے آپ کو اس محبّ کے سامنے ڈال دیتا ہے اور اس کے پر و بال سب الگ ہو جاتے ہیں اور صاف ہو جاتا ہے پھر بھُن جاتا اور پُختہ ہو جاتا ہے اُس کی ایک جانب سے تو وُہ خشک گوشت کھاتا ہے اور دوسری طرف سے بغیر آگ کے بھُنا ہوا تنا دل کرتا ہے۔ جب اس مومن کی خواہش پوری ہو چکتی ہے اور وُہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو وُہ پرندہ زندہ ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور ہوا میں اُڑنے لگتا ہے اور جنّت کے اور پرندوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے میری مانند اور کون ہو سکتا ہے کہ خدا کے دوست نے خدا کے حکم سے میرا گوشت کھایا ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا اے لوگو تم ہمارے ساتھ ہمارے دوستوں کو بھی دوست رکھو۔ یہ زید ابن حارثہ اور اس کا بیٹا اسامہؓ ہمارے خاص دوستوں میں سے ہیں تم ان دونوں کو دوست رکھو۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ ان دونوں کی محبت تم کو نفع دیگی صحابہؓ نے عرض کی ان کی محبت کیونکر ہم کو نفع دے گی۔ فرمایا یہ دونوں قیامت کے دن اپنے دوستوں کی ایک جمعیّت کثیر کو (جن کی تعداد بنی ربیعہ اور بنی مضر کے تمام قبیلوں سے زیادہ ہوگی) لے کر علیؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے برادرِ رسُولِ خدا یہ لوگ رسُولِ خدا اور تم کو دوست رکھتے ہیں تب علیؑ ان کے لیے صراط پر سے گزُرنے کا حکم دینگے اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزُر کر جنت میں داخل

مدح زید ابن حارثہ و اسامہ

ہوں گے اور میری تمام اُمت میں سے کوئی شخص جنّت میں نہ جائیگا جبتک کہ علیؑ اسکو صراط پر سے نہ گزاریں اگر تم صحیح سلامت صراط پر سے گزُرنا اور بہ خیر و خوُبی جنّت میں داخل ہونا چاہو تو محمدؐ و آلِ محمدؐ سے محبّت رکھنے کے بعد ان کے دوستوں کو دوست رکھو۔ پھر اگر تم یہ چاہتے ہو کہ محمدؐ تمہارے مراتب و منازل کو خدا کے نزدیک بزرگ کرا دے تو محمدؐ اور علیؑ کے شیعوں کو دوست رکھو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقُوق کے ادا کرنے میں کوشش کرو۔ پس اے ہمارے شیعو اور مُحبّو! جب خدا تم کو جنّت میں داخل کر دیگا تو وہاں ایک مُنادی ندا کریگا کہ اے میرے بندو تم میری رحمت کے سبب جنّت میں داخل ہوُئے ہو۔ اب تم اس کو اپنے شیعیانِ محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھنے اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کو ادا کرنے کے موافق باہم تقسیم کر لو۔ غرض ان میں سے جو کوئی ہمارے شیعوں کو محض برائے خُدا زیادہ دوست رکھتا ہوگا۔ اور برادرانِ ایمانی کے حقوق اس نے بوجہ احسن ادا کیے ہوں گے۔ اُس کے درجات سب سے اعلیٰ ہوں گے۔ یہانتک کہ ان میں سے بعض کے سیرگاہ اور محل و مکان بعض کے محل و مکانات سے اس قدر بلند ہوں گے کہ ان میں ایک لاکھ برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔

قولہٗ عزّوجلّ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ **ترجمہ:** اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہہ دے کہ اگر خانہ آخرت خدا کے نزدیک خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دُوسرے آدمیوں کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے تو تم اگر اپنے اس قول میں سچے ہو تو مرنے کی خواہش کرو۔ حالانکہ وہ اپنے ان اعمالِ بد کے سبب جو انھوں نے آگے بھیجے ہیں کبھی مرنے کی آرزو نہ کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوُب طرح جانتا ہے اور البتّہ تو ان (یہودیوں) کو تمام لوگوں اور مشرکوں سے زیادہ جینے کا حریص پائے گا۔ اور ان میں سے بعض یہ تمنّا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عمر ہو۔ حالانکہ وُہ بڑی عمر کا جینا ان کو عذابِ خُدا سے نہ چھڑائے گا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خوُب واقف ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولِ برحق حضرت محمدؐ کی زبانی ان یہودیوں کی سرزنش فرمائی اور اُن کے عذرات کو قطع کیا اور واضح دلیلوں کو ان پر قائم کیا جن سے ثابت ہوتا تھا کہ محمدؐ تمام پیغمبروں کا سردار اور ساری مخلوقات سے بہتر ہے اور علیؑ سب اوصیا کا سردار اور حضرت کے بعد سب مخلوق سے افضل ہے اور اسکی آلِ اطہار دینِ خدا کے قائم کرنے والے اور بندگانِ خدا کے پیشوا ہیں اور ان کے سب عُذرات باطل کر دیئے اور وُہ کوئی حجت اور شُبہ وارد نہ کر سکے۔ تب وہ مکابرہ پر آمادہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تیری بات کو نہیں سمجھتے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ بہشت خاص ہمارے واسطے ہے اور اے محمدؐ تیرا اور علیؑ کا اور تیرے دین و ملت والوں کا اور تیری اُمت کا اس میں کچھ دخل نہیں اور ہم کو تمہارے ساتھ مبتلا کیا ہے اور آزمائش میں ڈالا ہے اور ہم خدا کے خالص دوست اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور ہماری دُعائیں مقبول ہیں اور ہمارا پروردگار ہمارے کسی سوال کو رد نہیں کرتا جب انھوں نے یہ گفتگو کی تو خُدا نے اپنے نبیؐ پر وحی نازل کی قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہہ دے کہ اگر جنّت اور اسکی نعمتیں خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ خالص تمہارے لیے مخصوص ہیں اور محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہار اور دیگر اصحاب و مومنین اُمّتِ محمدیؐ کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے اور محمدؐ اور اِس کی ذریّت طاہرہ کے ذریعہ تمہارا امتحان لیا گیا ہے اور تمہاری دُعا کبھی ردّ نہیں ہوتی اور ہمیشہ قبول ہو جاتی ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ تو اپنی قوم میں سے اور اپنے مخالفوں میں سے کاذبوں کے مرنے کی تمنا کرو کیونکہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے اہلبیت کہتے ہیں کہ ہم ہی دوستانِ خدا ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے دین کے مخالف ہیں ان میں داخل نہیں اور ہماری دُعائیں مقبُول ہیں۔ الغرض اے گروہ یہود اگر تم کو یہ دعویٰ ہے تو تم ان لوگوں کے لیے جو تم میں سے اور تمہارے مخالفوں میں سے جھُوٹے ہوں موت کی آرزو کرو۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ مخالفوں کے لیے تمہاری بددُعا جلد قبول ہو جاتی ہے اور تم اس طریق سے دُعا کرو کہ اے خدا ہم میں سے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو جھوٹے ہوں ان کو موت دے تا کہ ہم میں جو اہل صدق ہیں وہ راحت پائیں اور تیری حُجّت اور زیادہ تر واضح ہو جائے جو پہلے صحیح اور واجب ہو چکی ہے۔ پھر حضرتؐ نے اس بات کو ان کے سامنے پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ جو کوئی تم

میں سے اس طرح سے کہیگا وہ فوراً تھوک گلے میں اٹک کر اسی جگہ مر جائیگا اور یہودی خوب جانتے تھے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی تصدیق کرنے والے ہی سچے ہیں اس لیے ان کو اس طرح دُعا کرنے کی جرأت نہ ہوئی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ہم دُعا کریں گے تو خود ہی مر جائیں گے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اور خدا اور اس کے رسُولؐ اور نبی اور صفیٔ محمدؐ اور اس کے نبی اور صفی کے بھائی علیؑ اور ائمہ طیبین و طاہرین کے کُفر و انکار کے اعمال جو ان یہودیوں نے کیے ہیں اس لیے وہ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ اور خدا یہودی ظالموں سے خوب واقف ہے کہ وہ جھوٹے کی موت کی تمنا کرنے کی جُرأت اور دلیری نہ کرینگے کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ ہم خُود ہی جھُوٹے ہیں اسی لیے اس نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ ان کو اپنی حُجت باہرہ سے ساکت کر دے اور ان سے کہدے کہ کاذب کے لیے بددُعا کریں تا کہ وُہ دُعا کرنے سے باز رہیں اور ضعیف لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہی جھُوٹے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ تو ان یہودیوں کو سب لوگوں سے بڑھ کر زندگی کا حریص پائے گا اور اس کا باعث یہ ہے کہ وُہ کُفر میں ساعی ہونے کی وجہ سے نعیم جنّت کے ملنے سے نا امید ہیں کیونکہ وُہ جانتے ہیں کہ اس (کفر) کے ہوتے جنّت کی نفیس اشیا میں سے ہم کو کچھ بھی حصّہ نہ ملیگا وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور وُہ مُشرکوں یعنی مجوس کی نسبت زیادہ تر زندگی کے حریص ہیں کیونکہ وہ نعمتوں کو دُنیا ہی میں سمجھتے ہیں اور آخرت کی بھلائی کی ان کو کچھ اُمید نہیں ہے اس سے سب لوگوں سے بڑھ کر ان کو زندگی کی طمع ہے اب خدا پھر یہودیوں کا وصف بیان کرتا ہے يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ کہ ان میں سے بعض یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عُمر پائیں حالانکہ بڑی عمر پانا عذابِ خدا سے نہ بچائے گا اور اس آیت میں جو مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ فرمایا اور صرف بِمُزَحْزِحِهٖ نہ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ اگر وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ فرماتا تو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ آیت کی تاویل یہ ہے کہ وَمَا هُوَ مَعَ وُدِّهٖ وَتَمَنَّاهُ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ یعنی وہ باوجود خواہش اور آرزو کرنے کے عذاب سے نہ چھُوٹے گا مگر چونکہ ان کا منشا درازیٔ عمر کا ہے

اس لیے فرمایا وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ بعد ازاں خدا فرماتا ہے
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اس لیے ان کو ان
کے اعمال کے موافق جزا دے گا اور ان کے ساتھ عدل کرے گا اور کسی قسم کا ظلم نہ کرے گا۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب یہودی اس تمنا کے کرنے سے خائف ہوئے اور خدا نے انکے
عذروں کو قطع کر دیا تو ان میں سے ایک گروہ خائف اور عاجز ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
کی اے محمدؐ بس تو اور تیرے خالص مومن اور تیرا بھائی اور وصی علیؑ جوان کا سردار اور ان سب سے افضل ہے
مستجاب الدعوات ہیں فرمایا ہاں وہ بولے اے محمدؐ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تیرا گمان ہے تو علیؑ سے کہہ کہ
وہ ہمارے اس رئیس کے بیٹے کے لیے دعا کرے کہ وہ نہایت حسین شکیل بزرگ اور وجیہ جوان ہے
اور اس کو برص اور جذام کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے اس لیے اس کو الگ کر دیا ہے اور کوئی اس کے
نزدیک نہیں جاتا اور ایسا چھوڑا ہے کہ کوئی اس سے معاشرت نہیں کرتا نیزے کی بھال پر
رکھ کر اس کو روٹی دی جاتی ہے حضرتؐ نے فرمایا اس کو یہاں لاؤ وہ جا کر اس کو لے آئے اور
رسولِ خدا اور اصحاب نے دیکھا کہ اسکی شکل نہایت قبیح کریہ اور بدصورت ہے پس حضرتؐ نے جناب
امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کے لیے صحت کی دعا کرو کیونکہ وہ قادرِ مطلق اسکے حق میں تمہاری دعا
کو قبول فرمائیگا۔ جنابِ امیرؑ نے اس کیلئے دعا کی ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اس جوان کی
تمام بیماریاں اور نقص جاتے رہے اور پہلے سے زیادہ حسین شکیل جمیل اور خوبصورت ہو گیا رسولؐ
خدا نے اس جوان سے فرمایا کہ اے جوان اس خدا پر ایمان لا جس نے تجھ کو اس بلائے بے درمان سے
نجات بخشی اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں ایمان لایا اور اس کا ایمان بہت اچھا ہوا۔ یہ حال
دیکھ کر اس کا باپ بولا اے محمدؐ تو نے مجھ پر ظلم کیا۔

(یہاں کی عبارت مفقود ہو گئی۔ مترجم)

اور عبادت خدا بجا لاؤ تا کہ وہ تم کو ثوابہائے عظیم عطا فرمائے اور جہاد میں دشمنانِ خدا سے مقابلہ
کر کے دنیا میں اپنی عمروں کو کم کر دو تا کہ جنت کی دائمی نعمتوں میں آخرت کی عمر طویل کو حاصل کرو اور
لازمی حقوق میں اپنے مال صرف کرو تا کہ جنت میں تمہاری دولت زیادہ ہو۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سن کر
بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارے بدن ضعیف ہیں اور ہم جہاد میں نہیں جا سکتے

اور ہمارے مال بہت کم ہیں اور اہل و عیال کے خرچ سے کچھ بچت نہیں ہوتی فرمائیے ہم کیا کریں فرمایا تم کو دل
اور زبان سے صدقے دینے چاہئیں عرض کی وہ کیونکر فرمایا دلوں میں خدا اور اسکے رسول محمدؐ اور ولی خدا
اور وصیِ رسول اللہ علیؑ ابن ابی طالب اور دین خدا کے قیام کے چاہنے والوں اور ان کے شیعوں اور
محبوں اور اپنے دینی بھائیوں کی محبت رکھو اور کینہ اور دشمنی کے اعتقادات سے انکو باز رکھو اور زبانوں
سے خدا کا ذکر کرو جس کے وہ قابل ہے اور اس کے نبی محمدؐ اور وصی علیؑ اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجا کرو
ایسا کرنے سے خدا تم کو درجاتِ عالیہ پر پہنچائے گا اور مراتبِ عظیمہ تم کو عطا فرمائے گا۔

قولہ عزوجل قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ
رُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ ترجمہ اے محمدؐ کہہ دے کہ جو کوئی
جبرئیلؑ کا دشمن ہے وہ اپنے غیظ و غضب میں مر جائے اس واسطے کہ اس نے خدا کے حکم سے
اس (قرآن) کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور
مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہے جو کوئی کہ خاص خدا کا اور اس کے فرشتوں
اور پیغمبروں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے وہ کافر ہے اور خدا کافروں کا دشمن ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ان آیتوں میں یہودیوں کی مذمت بیان فرماتا ہے کہ وہ جبرئیلؑ سے بغض رکھتے ہیں جو ان کے باب میں
احکامِ خدا کو جن کو وہ مکروہ جانتے تھے۔ جاری کرتا تھا۔ نیز انکی اور ناصبیوں کی مذمت کرتا ہے کہ وہ
جبرئیل و میکائیل اور دیگر فرشتگانِ خدا کے جو کفار کے مقابلہ میں علیؑ ابن ابی طالب کی مدد کیلئے نازل
ہوتے تھے اور وہ حضرت ان دشمنانِ خدا اور رسولؐ کو اپنی شمشیرِ براں سے ذلیل و خوار کرتے تھے۔ دشمن
ہیں اور فرماتا ہے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ اے محمدؐ کہہ دے کہ جو یہودی جبرئیلؑ کا دشمن ہے
اس لیے کہ اس نے دانیال کو بخت نصر کے مارنے سے منع کیا جس سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ یہودیوں کے
بارے میں جو حکم الٰہی ہو چکا تھا اس کا وقت پہنچ گیا اور جو کچھ اس کے علم میں پہلے گزر چکا تھا وہ ان پر وارد
ہوا نیز جو کوئی باقی فرفاتِ کفار اور نواصب دشمنانِ محمدؐ و علیؑ میں سے جبرئیلؑ کا دشمن ہے اس واسطے کہ
خدا نے اس کو علیؑ کی مدد اور اپنے دشمنوں پر اسکو نصرت دینے کیلئے بھیجا اور جو کوئی جبرئیلؑ کا اس لیے

دشمن ہے کہ اُس نے محمدؐ اور علیؑ کی یاری و مددگاری کی اور بندگانِ خدا میں سے اُس کے دشمنوں کے ہلاک کرنے کے لیے پروردگار عزّ و جل کی قضا (حکم) کو جاری کیا وُہ اپنے غیظ و غضب میں مرے فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ کیونکہ اے محمدؐ اس نے اس قرآن کو بحکمِ خدا سے تیرے دل پر نازل کیا ہے چنانچہ اسی طرح اور مقام پر فرماتا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ یعنی اس قرآن کو جبرئیلؑ امین نے تیرے دل پر نازل کیا ہے تاکہ تو صاف عربی زبان میں لوگوں کو خوفِ خدا سے ڈرائے۔ پھر خدا فرماتا ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی جبرئیلؑ نے اس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو توریت۔ انجیل۔ زبور۔ صحفِ ابراہیم و کُتبِ شیث وغیرہ سابقہ کُتب سماوی کی تصدیق کرنیوالا اور ان کے موافق ہے۔

اور جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن نورِ مبین اور حبل متین اور عروہ وثقٰی اور درجہ علیا اور شفائے اشفٰی اور فضیلتِ کبریٰ اور سعادتِ عظمٰی ہے جو کوئی اس سے روشنی طلب کریگا وُہ اسکو منور اور روشن کرے گا اور جو کوئی اپنے امور کو اس سے وابستہ کریگا وُہ اسکو محفوظ رکھیگا اور جو کوئی اسکو مضبوط کرکے پکڑیگا وُہ اسکو نجات دے گا اور جو کوئی اس کے احکام سے جُدائی نہ کریگا خدا اُسکے مراتب کو بلند کریگا اور جو کوئی اُسکے وسیلے سے شفا طلب کریگا خدا اسکو شفا دیگا اور جو اسکے ماسوا کتابوں پر اسکو ترجیح اور فوقیت دیگا خدا اسکو ہدایت دیگا اور جو کوئی اسکے سوا اور کُتب میں ہدایت کی تلاش کریگا خدا اُس کو گمراہی میں پڑا رہنے دیگا اور جو کوئی اس کو اپنا شعار و دثار یعنی لباس بنائے گا خدا اس کو نیک بخت اور کامیاب کریگا اور جو کوئی اس کو اپنا امام اور پیشوا اور معتمد اور پشت و پناہ بنائے گا خدا اس کو جناتِ نعیم اور عیشِ سلیم میں پہنچائیگا اسی لیے خدا فرماتا ہے وَهُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی یہ قرآن مومنوں کے لیے موجب ہدایت ہے اور آخرت میں ان کیلئے باعثِ بشارت ہوگا۔

اور قیامت کے دن ایک نحیف و زار شخص کو خدا کے سامنے حاضر کیا جائیگا اور قرأتِ قرآن (قرآن کا پڑھنا) عرض کریگی۔ اے پروردگار میں نے اس شخص کو دنوں کو پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا اور تیری رحمت کی طمع اس کیلئے قوی کرتی رہی اور تیرے بخشش کے باب میں اسکی امیدوں کو وسیع کرتی رہی اب اے پروردگار میرا اور اس کا تیری نسبت جو گمان ہے اسکو پورا کر تب خدا حکم دیگا کہ بادشاہی اس کے دائیں ہاتھ میں اور خلد اس کے بائیں ہاتھ میں دو اور اس کو حوروں سے جو اس کی بیویاں

ہیں ملحق کرو اور اُس کے ماں باپ کو ایسا حُلّہ پہناؤ کہ دُنیا اپنی تمام اشیا سمیت اس کا لگا نہیں کھاتی اُسوقت تمام خلقت اُنکی طرف دیکھے گی اور اُن پر رشک کرے گی اور خود بھی اپنی طرف دیکھ کر متعجب ہونگے اور عرض کرینگے اے پروردگار یہ حُلّہ ہم کو کیونکر مرحمت ہوا۔ ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے اُس وقت بحکمِ خدا سے تاجِ کرامت ان کے سروں پر رکھا جائیگا کہ اسکی مثل نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا ہوگا اور نہ کسی کے خیال میں گزرا ہوگا۔ تب خدا فرمائیگا کہ یہ سب کچھ اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم نے اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دی اور اُس کو دینِ اسلام کی بصیرت دلائی اور محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ کی محبت پر ریاضت کرائی اور ان کے فقہ کا اس کو عالم کیا کیونکہ وُہ دونوں میرے نزدیک ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ میں ان دونوں کی دوستی اور ان کے دشمنوں کی دشمنی رکھے بغیر کسی شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔ اگرچہ اُس نے ثریٰ سے لے کر عرش تک کے خلا کو سونے سے بھر کر میری راہ میں تصدق کیا ہو۔ پس یہ بھی ان بشارتوں میں سے ایک بشارت ہے جو مومنوں کو قیامت کے دن دی جائیں گی اور آیہ بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِيْنَ میں مومنین سے محمدؐ اور علیؑ کے شیعہ اور اُن کی اولاد و اخلاف میں جو اُن کے تابع ہیں مُراد ہیں۔

پھر خُدا فرماتا ہے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ جو کوئی کہ خدا کا دشمن ہے اس لیے کہ اُس نے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کو اپنی نعمت عطا کی اور وُہ دُشمنانِ خدا وہ لوگ ہیں جن کی جہالت اس حد کو پہنچی ہے کہ کہتے ہیں ہم اس اللہ کو دشمن رکھتے ہیں جس نے محمدؐ اور علیؑ کو وُہ بزرگی عطا کی جس کا وُہ دعویٰ کرتے ہیں اور جبرئیلؑ کو بھی دشمن رکھتے ہیں اس لیے کہ خدا نے اس کو دشمنوں کے مقابلے میں محمدؐ اور علیؑ کا مددگار بنایا اور اسی طرح انبیا اور مرسلوں کا اس کو معین کیا وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور جو لوگ کہ ان فرشتگانِ خدا کے دُشمن ہیں۔ جو دینِ خُدا کی نصرت اور اس کے دوستوں کی امداد کے لیے بھیجے گئے اور یہ بعض نواصب و معاندینِ اہلبیتؑ کا قول ہے کہ ہم جبرئیلؑ سے جو معاونِ علیؑ ہے بیزار ہیں وَرُسُلِهٖ اور جو لوگ کہ موسٰیؑ اور عیسٰیؑ اور دیگر پیغمبروں کے دشمن ہیں جنھوں نے نبوتِ محمدؐ اور امامتِ علیؑ کی طرف خلقِ خدا کو دعوت کی وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ اور جو لوگ کہ جبرئیل اور میکائیل کے دُشمن ہیں اور یہ ایک ناصبی کا قول ہے جو اُس نے اُس وقت کہا تھا جب رسولِ خداؐ نے علیؑ کے باب میں فرمایا تھا کہ جبرئیلؑ اس کے دائیں ہے

اور میکائیل بائیں اور اسرافیل پیچھے اور ملک الموت آگے اور اللہ تعالیٰ جو عرش پر سے اپنی خوشنودی سے اس کی طرف نظر کرتا ہے اس کا ناصر و مددگار ہے۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر ایک ناصبی نے کہا کہ میں اللہ سے اور جبرئیل و میکائیل اور ان فرشتوں سے جو علیؑ کے ہمراہ اس طور پر رہتے ہیں جیسے محمدؐ کہتا ہے بیزار ہوں۔ اس لیے خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی علیؑ ابنِ ابی طالب کے تعصب کی راہ سے ان کا دشمن ہے فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکَافِرِیْنَ پس خدا بھی کافروں کا دشمن ہے کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کریگا جیسا دشمن دشمن سے کیا کرتا ہے کہ ان کو طرح طرح کے سخت عذاب و عقاب میں مُبتلا کرے گا۔

اور ان دونوں آیتوں کے نزُول کا باعث وہ قولِ بد ہے جو جبرئیلؑ اور میکائیل اور دیگر فرشتوں کے باب میں کہا گیا تھا اور ناصبیوں کا جو دشمنانِ خدا ہیں وہ قول ہے جو انھوں نے اس سے بھی بدتر خدا اور جبرئیلؑ و میکائیل اور دیگر فرشتگانِ خدا کی شان میں کہا تھا۔ ناصبیوں کے بدتر قول کا قصّہ اس طرح پر ہے کہ حضرتؐ ہمیشہ علیؑ کے فضائل مخصُوصہ اور خداداد شرفوں کو بیان کیا کرتے تھے اور ہر ایک کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیلؑ امین نے خدا کی طرف سے مجھ کو اس امر سے مطلع کیا ہے بعض دفعہ فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ اسکے دائیں ہے اور میکائیل بائیں اور جبرئیلؑ میکائیل پر فخر کرتا ہے کہ میں علیؑ کے دائیں ہوں اور تو بائیں اور دایاں بائیں سے افضل ہے جیسے دُنیا کے کسی عظیم الشّان بادشاہ کا دائیں بیٹھنے والا مصاحب بائیں طرف والے مصاحب پر فخر کیا کرتا ہے اور وہ دونوں اسرافیل پر جو خدمت کے لیے پیچھے رہتا ہے اور ملک الموت پر جو خدمت گزاری کے لیے آگے آگے رہتا ہے فخر کرتے ہیں کہ دایاں اور بایاں دونوں آگے اور پیچھے سے بہتر ہیں جسطرح بادشاہ کے مقربانِ خاص کو بادشاہ کے پاس زیادہ قُرب ہونیکی وجہ سے دیگر حاشیہ نشینوں پر فخر ہوا کرتا ہے۔

اور آنحضرتؐ بعض وقت فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے نزدیک وہ فرشتے سب فرشتوں سے افضل اور اشرف ہیں جو علیؑ ابنِ ابی طالب کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہیں اور فرشتوں کا باہم دگر قسم کھانیکا یہ طریقہ ہے مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جس نے محمد مصطفےٰ کے بعد علیؑ کو تمام عالم پر شرف دیا ہے۔

اور بعض وقت ارشاد فرماتے تھے کہ آسمانوں کے فرشتے علیؑ ابنِ ابی طالب کی زیارت کے ایسے مشتاق رہتے ہیں جیسے مہربان ماں اپنے نیکوکار اور شفیق بیٹے کی مشتاق ہوتی ہے جو دس بیٹوں کے مرنے کے

بعد زندہ رہا ہو حضرتؐ کی یہ باتیں سُن کر ناصبی کہا کرتے تھے کہ محمدؐ کبتک جبرئیلؑ و میکائیل اور دیگر فرشتوں کا ذکر کرتا رہیگا۔ یہ سب علیؑ کی بڑائی اور اس کی شان بڑھانے کے واسطے ہے اور خدا تمام مخلوقات کو چھوڑ کر ایک علیؑ ہی کا ذکر کرتا ہے ہم ایسے پروردگار سے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں سے بیزار ہیں جو محمدؐ کے بعد علیؑ کو سب سے افضل بتلاتے ہیں اور ہم ان پیغمبروں سے بھی بیزار ہیں جو علیؑ کو محمدؐ کے بعد سب پر فضیلت دیتے ہیں۔

اور یہودیوں نے جو کہا تھا اس کا قصّہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو یہودِ عنود جو دشمنانِ خدا تھے عبداللہ ابنِ صوریا کو لے کر حاضر خدمت ہوئے ابنِ صوریا نے حضرتؐ سے دریافت کیا اے محمدؐ تیری نیند کا کیا حال ہے کیونکہ ہم کو آنیوالے نبی کی نیند کا حال معلوم ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں تو سویا کرتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔ عبداللہ نے کہا یہ سچ ہے اب یہ بتا کہ بچہ باپ سے بنتا ہے یا ماں سے فرمایا ہڈیاں، پٹھے اور رگیں تو باپ کی طرف سے ہوتی ہیں اور گوشت، خون اور بال ماں کی طرف سے۔ وہ بولا درست ہے پھر عرض کی یا محمدؐ کیا سبب ہے کہ بچہ کبھی تو چچا کے مُشابہ ہوتا ہے اور ماموں سے ذرا بھی نہیں ملتا اور کبھی ماموں کے مشابہ ہوتا ہے اور چچا سے ذرا نہیں ملتا فرمایا دونوں میں سے جس کا پانی غالب آجاتا ہے اسکے مُشابہ ہوجاتا ہے وہ بولا ٹھیک ہے پھر کہا کہ اے محمدؐ کیا وجہ ہے کہ بعض کے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور بعض کے نہیں فرمایا جبکہ نطفہ سُرخ اور گدلا ہوجاتا ہے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب نُطفہ صاف ہوتا ہے تو بچہ پیدا ہوجاتا ہے پھر اُسنے کہا کہ مجھ کو بتا تیرا پروردگار کیا چیز ہے تب سُورۂ توحید نازل ہوئی ابنِ صوریا بولا کہ درست ہے اب ایک بات باقی رہ گئی ہے اگر تُونے اس کا جواب دُرست دیا تو میں تجھ پر ایمان لاؤنگا اور تیری پیروی کرونگا یہ بتا کہ یہ احکام کونسا فرشتہ خدا کی طرف سے تجھ کو پہنچاتا ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ وہ بولا کہ یہ تو فرشتوں میں ہمارا دُشمن ہے جو قتال و جدال اور شدت اور جنگ کے مصائب لے کر نازل ہوتا ہے ہمارا ایلچی تو میکائیل ہے جو خوشی اور آرام کو لے کر آتا ہے اگر میکائیل فرشتہ تیرے پاس احکامِ خدا لے کر آیا کرتا تو ہم تجھ پر ایمان لے آتے میکائیل تو ہماری سلطنت کو مضبوط کیا کرتا تھا اور جبرئیلؑ اس کو تباہ اور برباد کرتا تھا اس لیے وُہ ہمارا دشمن ہے ابنِ صوریا کا یہ کلام سُن کر سلمانؓ فارسی علیہ الرحمۃ نے اس سے کہا کہ اس کی عداوت کی ابتدا کیونکر ہوئی اس نے جواب دیا کہ اے سلمانؓ ہاں اس نے بارہا

آلِ اطہار کی محبت پر قائم رہیں۔

بعدازاں حضرتؐ نے سلمانؓ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ خدا نے تیرے قول کی تصدیق کی اور تیری رائے سے اتفاق کیا اور جبرئیلؑ خدا کی طرف سے بیان کرتا ہے کہ سلمانؓ اور مقدادؓ دو بھائی ہیں جو تیری اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابی طالب کی خالص محبت رکھتے ہیں اور وہ دونوں تیرے اصحاب میں ایسے ہیں جیسے جبرئیلؑ و میکائیلؑ فرشتوں میں جو کوئی ان میں سے کسی ایک سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ دونوں اس کے دشمن ہیں اور جو ان دونوں کو اور محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھے وہ دونوں بھی اس کو دوست رکھتے ہیں اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دوستوں سے دشمنی رکھے اس کے یہ دونوں دشمن ہیں اور اگر اہلِ زمین سلمانؓ اور مقدادؓ کو اس طرح دوست رکھتے جیسے آسمانوں اور حجابوں اور کرسی اور عرش کے فرشتے دونوں کو ان کے محمدؐ و علیؑ سے خالص محبت کرنے اور ان کے دوستوں کو دوست رکھنے اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے باعث دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی قسم کا عذاب نہ دیتا۔

امام حسینؑ ابنِ علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سلمانؓ اور مقدادؓ کے باب میں یہ ارشاد فرمایا تو مومن تو اس کو سنکر نہایت خوش ہوئے اور ان کے مطیع و فرمانبردار رہے اور منافقوں کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا اور دشمنی کرنے اور عیب بیان کرنے لگے اور کہا کہ محمدؐ بیگانوں کی تو مدح و ثنا کرتا ہے اور قریبیوں کو چھوڑ دیتا ہے نہ تو ان کی کچھ مدح کرتا ہے نہ ان کا کچھ ذکر کرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر آنحضرتؐ کو بھی پہنچی حضرتؐ نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا خدا ان کو اپنی رحمت سے دور کرے اور یہ مسلمانوں کا برا چاہتے ہیں اور میرے اصحاب کو جو فضیلت کے درجے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ صرف محمدؐ کو اور میری اہلبیت کو دوست رکھنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں اور میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ تم ہرگز مومن نہ ہو گے جبتک محمدؐ اور اس کی آلؑ کو اپنی جانوں اور اہل و عیال اور زر و مال اور روئے زمین کی جمیع موجودات سے زیادہ دوست نہ رکھو گے بعدازاں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پاس بلا کر سب کو اپنی عبائے قطوانی میں ڈھانپ لیا اور اس طرح دعا کی کہ اے خدا یہ پانچ تن ہیں اور چھٹا آدمی کوئی ان کیساتھ شریک نہیں ہے جو کوئی ان سے جنگ کرے میں بھی اس سے جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح رکھے

میں بھی اس سے صلح رکھوں گا۔

جناب فاطمہ علیہما السلام نے روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ نے اندر داخل ہونیکی نیت سے عبا کا ایک گوشہ اٹھایا مگر حضرتؐ نے اس کو منع کر دیا اور فرمایا اے ام سلمہؓ تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تو یہاں بھی نیکی میں ہے اور آخرت میں بھی خیر کی طرف رجوع کریگی۔ یہ سن کر اس نے عبا کا گوشہ چھوڑ دیا اور جبرئیلؑ ان کے ہمراہ عبا میں تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں چھٹا ہوں فرمایا۔ ہاں بعد ازاں اس نے آسمان کی طرف پرواز کی اور اللہ تعالیٰ نے کثرت انوار سے اس قدر اس کو منور کیا کہ ملائکہ نے اسکو شناخت نہ کیا یہانتک کہ اس نے خود کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو اب کون میرا ہمسر ہو سکتا ہے میں جبرئیل ہوں اور محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پنجتن اہلبیتؑ میں چھٹا میں بھی شامل ہوں اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو تمام فرشتگان ارضی و سماوی پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضرتؐ نے حسنؑ کو دائیں پہلو میں اور حسینؑ کو بائیں پہلو میں بٹھایا پھر اس کو دائیں کندھے اور اس کو بائیں کندھے پر اٹھایا پھر دونوں کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ ایک دوسرے کی طرف چلے اور کشتی کرنے لگے۔ پس آنحضرتؐ یا ابا محمدؐ کہہ کر حسنؑ کو حوصلہ دلاتے تھے اور وہ حسینؑ پر غالب ہونے کو ہوتے تھے کہ حسینؑ کا حوصلہ بڑھ جاتا تھا۔ تب وہ بھائی کا مقابلہ کرتے تھے یہ حال دیکھ کر جناب سیدہؑ نے عرض کی۔ اے بابا آپ بڑے کو چھوٹے پر دلیر کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ یہ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ دونوں موجود ہیں جب میں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ کہتا ہوں تو یہ دونوں حسینؑ کو کہتے ہیں یا ابا عبداللہ اسی لیے یہ دونوں مقابلے میں برابر رہے اور جب میں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ اور جبرئیلؑ حسینؑ کو یا ابا عبداللہ کہتے تھے تو ان میں اس قدر طاقت پیدا ہو جاتی تھی کہ اگر کوئی سا ان میں سے یہ ارادہ کرتا کہ زمین کو پھاڑ دوں۔ دریاؤں ٹیلوں اور دیگر تمام اشیاء سمیت اٹھائے تو وہ اس کو اپنے بدن کے ایک بال سے بھی زیادہ ہلکی معلوم ہوتی اور یہ دونوں مقابلے میں اس لیے یکساں رہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی نظیر ہیں یہ دونوں میری آنکھوں کی خنکی اور میرے دل کے میوے ہیں یہ دونوں میری پیٹھ کے سہارے ہیں یہ دونوں تمام اولین و آخرین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے اور ان

دونوں کا نانا رسولِ خداؐ ان سب سے بہتر ہے۔

جب آنحضرتؐ نے یہ ارشاد فرمایا تو یہودیوں اور ناصبیوں نے کہا کہ اب تک تو ہم جبرئیلؑ ہی کو دشمن رکھتے تھے اب سے میکائیل سے بھی عداوت اور بغض رکھیں گے کیونکہ یہ دونوں محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دونوں بیٹوں کے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ جو کوئی خدا اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کا دشمن ہو (وہ کافر ہے) اور اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے۔

قولہٗ عزوجل وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ

ترجمہ: اور بیشک ہم نے تیری طرف روشن نشانیوں کو نازل کیا ہے اور بدکاروں کے سوا اور کوئی ان کا انکار نہیں کرتا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ہم نے تیری طرف ایسی نشانیوں کو نازل کیا ہے جو تیری نبوت کی تصدیق کرتی ہیں اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابی طالب کی امامت کو ظاہر کرتی ہیں اور جو کوئی تیرے یا تیرے بھائی کے باب میں کسی قسم کا شک کرے یا تم دونوں کے کسی امر کے مقابلے میں سوائے تسلیم کے کوئی اور بات پیش کرے۔ یہ اس کے کفر کو واضح کر دیتی ہیں وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ اور ان آیات کا جو تیری فضیلت اور تیرے بعد تیرے بھائی علیؑ کے تمام عالم سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں خدا کے دین اور اس کی اطاعت سے باہر نکل جانے والوں کے سوا کہ وہ جھوٹے یہودی اور نام کے مسلمان ناصبی ہیں اور کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب عبداللہ بن سلام مسلمان ہوا تو اس نے ایک مسئلہ حضرتؐ سے پوچھا جب اس کا جواب باصواب سن لیا تو عرض کی یا رسول اللہؐ ایک اور مسئلہ دریافت کرنا باقی ہے اور وہ بہت بڑا اور عرض اعلیٰ ہے وہ کون شخص ہے جو تیرے بعد خلیفہ ہوگا اور تیرے قرضوں کو ادا کریگا اور تیرے وعدوں کو پورا کریگا اور تیری امانتوں کو ادا کرے گا اور تیرے آیات و معجزات

واضح کرے گا حضرتؐ نے اس سے فرمایا۔ اے عبداللہ یہ میرے اصحاب بیٹھے ہیں ان کو جا کر دیکھ کہ میرے ولیعہد کی پیشانی اور رخساروں سے نور چمکتا ہوا تجھ کو معلوم ہوگا اور تیرا صحیفہ قدرت خدا سے تجھ سے بیان کریگا کہ وہی وصی رسولؐ ہے اور ابھی تیرے اعضا اس امر کی شہادت دینگے۔ آخر کار عبداللہ وہاں گیا اور علیؑ کو دیکھا کہ اس کے چہرہ سے ایسا نور ساطع ہو رہا ہے جو آفتاب کے نور کو مات کرتا ہے اور اس کا صحیفہ اور اس کے اعضاء جسمانی قدرت خدا سے گویا ہوئے اور بولے اے ابن سلام یہ علیؑ ابن ابی طالب ہے جو جنت کو اپنے محبوں سے پُر کریگا اور جہنم کو اپنے دشمنوں سے بھریگا اور دین خدا کو زمین کے اطراف و جوانب میں پھیلائیگا اور کفر کو اس کے نواحی اور کناروں سے خارج کر دیگا تو بھی اسکی ولایت کو مضبوط کر کے پکڑ کہ کامیاب اور سعادتمند ہوگا اور اس کو تسلیم کر کے اس پر ثابت قدم رہ کہ رشد و ہدایت پائیگا۔ تب عبداللہ ابن سلام نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور برگزیدہ رسولؐ اور پسندیدہ امین اور تمام عالم پر اس کا امیر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ جو اس کا بھائی اور صفی اور وصی ہے وہ اس کے امر شریعت کو قائم کریگا اور اس کے وعدہ کو پورا کریگا۔ اور اسکی امانتوں کو ادا کریگا۔ اور اُس کے آیات و بیّنات (دلائل) کو واضح کریگا اور امور باطلہ کو اپنی دلیلوں اور معجزوں سے شکستہ کرے گا۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم دونوں وہ شخص ہو جن کی بابت موسیٰؑ اور اس سے پہلے پیغمبروں نے بشارت دی تھی اور اصفیا میں سے برگزیدہ لوگوں نے تم دونوں کی طرف رہبری کی ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ سے عرض کی کہ میری حجتیں ختم ہوگئیں اور سب علتیں رفع ہوگئیں اور تمام عذر قطع ہوگئے اب مجھ کو حضرتؐ سے الگ ہونے کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہا اور آپکی متابعت کا ترک کرنا میرے لیے کسی طرح اچھا نہیں۔ پھر عرض کی یا رسول اللہؐ یہودی ایک چوپایہ صفت قوم ہے اگر وہ میرے سلام کا حال سن پائیں گے تو میرے پیچھے پڑ جائیں گے اس لیے مجھ کو اپنے پاس چھپا لیجیے جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس آئیں تو ان سے میری بابت سوال کیجیے اور میرے اسلام لانے کا حال ان پر ظاہر ہونے سے پہلے کی اور اس کا حال کھل جانے کے بعد کی باتیں سنیئے تاکہ ان کا حال حضرتؐ کو معلوم ہو آخر کار حضرتؐ نے عبداللہ کو اپنے گھر میں پوشیدہ کیا اور چند یہودیوں کو بلا بھیجا جب وہ حاضر ہوئے تو اپنا امر نبوت ان کے سامنے

پیش کیا انھوں نے انکار کیا حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے درمیان کس کو منصف بنانا چاہتے ہو وُہ بولے کہ عبداللہ بن سلام کو۔ فرمایا وُہ کون شخص ہے یہودیوں نے کہا کہ وُہ ہمارا رئیس اور رئیس زادہ اور ہمارا سردار اور سردار زادہ اور عالم اور عالم زادہ اور ہمارا پرہیزگار اور پرہیزگار زادہ اور ہمارا زاہد اور زاہد زادہ ہے حضرتؐ نے فرمایا کہو اگر وُہ مجھ پر ایمان لے آئے تو کیا تم رضامند ہو گے وُہ بولے کہ اللہ نے اس سے اس کو بچایا ہے اور پھر اسی کو دُہرایا تب حضرتؐ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ باہر آ کر جو کچھ خدا نے محمدؐ کے باب میں تجھ پر ظاہر کیا ہے اس کو ان کے سامنے ظاہر کر وُہ یہ کہتا ہوا باہر آیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے اور وُہ واحد اور لاشریک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے جس کا ذکر توریت۔ انجیل صحف ابراہیم اور تمام کُتب سماوی میں موجود ہے جن میں اسکی اور اسکے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی طرف رہبری کی گئی ہے۔ جب ان یہودیوں نے عبداللہ کی زبان سے یہ کلمات سُنے تو کہنے لگے اے محمدؐ یہ ہماری قوم کا سفیہ (بیوقوف) اور سفیہ زادہ اور شریر اور شریر زادہ اور فاسق اور فاسق زادہ اور جاہل اور جاہل زادہ ہے۔ ہم نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی بُرائیاں بیان کرنے کو مکروہ سمجھا تھا اس لیے تعریف کی تھی۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھ کو اسی بات کا خوف تھا پھر عبداللہ بن سلام کا اسلام بہت اچھا ہوا اور اس کو اپنے یہودی ہمسایوں سے سخت ایذا پہنچی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ گرمی نہایت زور کی پڑ رہی تھی اور رسُولِؐ خدا مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور بلالؓ اذان سے فارغ ہو چکا تھا اور لوگ نماز میں مصروف تھے کہ ناگاہ عبداللہ ابن سلام وہاں آیا۔ حضرتؐ نے جو اس کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ چہرہ متغیر ہے اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں فرمایا۔ اے عبداللہ کیا حال ہے عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہودی میری ایذا رسانی پر آمادہ ہو گئے میرے ہمسایوں نے مجھ سے بدی کی اور جو سامان خانگی مجھ سے عاریتاً مانگ کر لے گئے تھے سب توڑ پھوڑ کر تلف کر دیا اور جو کوئی چیز میں نے ان سے عاریتاً مانگی وُہ نہ دی پھر اسکے بعد جب ان کو تقویت ہو گئی تو سب نے جمع ہو کر صلاح کی اور قسمیں کھائیں کہ کوئی میرے پاس نہ بیٹھے اور مجھ سے کسی قسم کی خرید و فروخت کرے اور نہ کوئی صلاح مشورہ مجھ سے کرے اور نہ کوئی مجھ سے کلام کرے اور نہ مجھ سے میل جول رکھے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جو لوگ میرے مکان میں بھی

رہتے ہیں وُہ بھی میرے اہل و عیال سے بات چیت نہیں کرتے اور میرے تمام ہمسائے یہودی ہیں اور مجھ کو ان سے کمال وحشت آتی ہے اور ان سے کسی قسم کا اُنس مجھ کو باقی نہ رہا اور میرے گھر اور حضرتؐ کی مسجد اور گھر کے درمیان فاصلہ پڑا ہے اور میں ہر وقت حضرتؐ کی مسجد اور گھر کی طرف آ نہیں سکتا اور میں ان سے نہایت دِل تنگ ہوں۔

جب حضرتؐ نے عبداللہ بن سلام کی یہ گفتگو سُنی تو فوراً وُہ حالت آپ پر طاری ہوئی جو تعظیم امرِ خدا کے باعث نزولِ وحی کے وقت ہوا کرتی تھی۔ بعد ازاں اس سے افاقہ ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ یعنی تمہارا مالک اور حاکم صرف اللہ اور اس کا رسُولؐ اور وُہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز کو اس کے شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کوئی خدا اور اس کے رسُولؐ اور مومنوں کو دوست رکھے وُہ لشکرِ خدا میں شامل ہے اور بیشک اللہ کا لشکر ہی رستگاری اور فلاح پائے گا۔

حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ تمہارا ولی اور ناصر ان یہودیوں کے مقابلے میں جو تیری ایذا رسانی کے درپے ہیں صرف اللہ اور اس کا رسُولؐ اور وُہ مومن ہیں جو صفات ذیل سے موصوف ہیں کہ نماز کو درست طور پر بجا لاتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعد ازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ جو شخص خدا اور اس کے رسُولؐ کو اور مومنین اور ان کے دوستوں کو دوست رکھے اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہو اور اپنی ضروریات و مہمات میں اوّل خدا کی طرف رجُوع کرے پھر انکی طرف وُہ لشکر خدا میں شامل ہے اور اس میں شک نہیں کہ خدا کا لشکر ہی یہودیوں اور دیگر کافروں پر غالب ہو گا اے عبداللہ غمگین مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور یہ لوگ تیرے معین و مددگار رہیں اور وُہ شرور اعدا اور مکائد دشمنان کو تیرے سر سے ٹالیگا بعد ازاں فرمایا اے عبداللہ خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان (یہودیوں) سے بہتر دوست تیرے لیے مقرر کیے کہ وہ اللہ اور اس کا رسُول اور وہ مومن ہیں جو نماز کو درست طور پر ادا کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ وُہ لوگ کون ہیں جو آیہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں داخل ہیں اس وقت حضرتؐ نے

پارہ ۶
سُورۂ مائدہ
ع ۸

ایک سائل کو دیکھا اُس سے پوچھا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے اُس نے عرض کی کہ ہاں اس نماز پڑھنے والے نے اپنی انگلی سے مجھ کو اشارہ کیا کہ میری انگوٹھی لے لے میں نے انگوٹھی لے لی جب میں نے انگوٹھی کو اور اُس نمازی کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وُہ علیؑ ابنِ ابی طالب کی انگوٹھی ہے۔ یہ سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اَللہُ اَکبَرُ میرے بعد یہ تمھارا ولی ہے اور میرے پیچھے لوگوں کا مالک و مختار علیؑ ابنِ ابی طالب ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ عبداللہ ابن سلام کا ایک پڑوسی بیمار ہوا اور وہ ایسا محتاج ہوا کہ گھر بار بیچنے کی ضرورت پڑی اور عبداللہ کے سوا اور کوئی اس کا خریدار نہ ہوا۔ اسی طرح ایک اور ہمسایہ بھی مفلس ہو گیا اور ضرورت کے سبب اس کو بھی اپنا مکان فروخت کرنا پڑا اس کو بھی عبداللہ کے سوا اور کسی نے نہ خریدا بعد ازاں عبداللہ کے ہمسایوں میں کوئی بھی ایسا نہ رہا جس پر کوئی نہ کوئی مصیبت نہ پڑی ہو اور اس کو اپنا مکان بیچنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو۔ رفتہ رفتہ وُہ اس محلّہ کا مالک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے دشمنوں کی بیخ کنی کر دی اور اس نے ان مکانوں میں مہاجروں کو آباد کر دیا اور وُہ اس کے انیس و جلیس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مکر و فریب کو ان ہی کے گلے کا ہار کر دیا اور رسُولؐ خدا پر ایمان لانے اور علیؑ ولی اللہ کی دوستی اختیار کرنے کے سبب اسکی دُنیوی زندگی کو پاکیزہ کیا۔

قولہٗ عزّوجلّ اَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيقٌ مِّنْهُم بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

ترجمہ: کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے کامل طور پر عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس کو توڑ ڈالا۔ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمدؐ باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جن کے عناد کا پہلے ذکر آچکا ہے اور ان ناصبیوں کو جنھوں نے اس عہد کو جو ان سے لیا گیا تھا توڑ ڈالا تھا زجر و توبیخ کرتا ہے اور فرماتا ہے اَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے عہدِ واثق لیا تھا کہ ہم محمدؐ کی اطاعت کرینگے اور اسکے بعد علیؑ کے ماتحت اور فرمانبردار رہیں گے اور اس کی حکومت کو تسلیم کرینگے نَّبَذَهٗ فَرِيقٌ مِّنْهُم ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو توڑ ڈالا اور اس کی خلاف ورزی کی۔ اب خدا فرماتا ہے بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

بلکہ یہ اکثر یہودی اور نواصب ایمان نہ لائیں گے یعنی اپنی آئندہ زندگی میں کچھ رعایت ایمانی نہ کرینگے اور باوجود ان نشانیوں اور دلیلوں کے مُشاہدہ کرنے کے توبہ نہ کریں گے

جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے بندگانِ خُدا خدا سے ڈرو اور اسکے رسُولؐ نے جو حکم تم کو دیا ہے کہ خُدا کو واحد جانو اور محمدؐ رسُول اللہ کی نبوت پر ایمان لاؤ اور علیؑ ولی اللہ کی ولایت کے معتقد ہو اس پر ثابت قدم رہو تم اپنی نمازوں اور روزوں اور گزشتہ عبادتوں پر فریفتہ اور مغرور نہ ہونا کیونکہ اس عہد کی مخالفت کی صُورت میں ان سے تم کو کچھ نفع نہ ہوگا ہاں جو کوئی اس عہد پر وفا کرے گا اس سے وفائی جائیگی یعنی اس کے اعمال کا اس کو پورا ثواب ملے گا بلکہ پروردگارِ عالم اپنے فضل و جلال سے اس پر تفضل کریگا یعنی زیادہ عطا فرمائیگا اور جو کوئی اس عہد کو توڑیگا وُہ اپنا ہی نقصان کریگا اور خدا اس سے انتقام لینے کا مختار ہے اور اعمال سے اسی حالت میں نفع ہوگا جبکہ خاتمہ بالخیر ہو۔

یہ وصیت تمام صحابہ کو اس وقت کی گئی تھی جبکہ حضرت غار میں تشریف لے گئے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ پر وحی نازل کی کہ اے محمدؐ خدا نے بعد تحفہ دُرود و سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ ابوجہل اور رؤسا قریش نے تیرے قتل کی تجویز کی ہے اور تجھ کو امر فرمایا ہے کہ آج کی شب علیؑ کو اپنے بستر پر سُلا دے اور یہ فرمایا ہے کہ علیؑ کا درجہ تیرے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیمؑ خلیل اللہ کے نزدیک اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کا رتبہ کہ وُہ اپنی جان کو تیری جان پر سے فدا کرے گا اور اپنی رُوح کو تیری رُوح کی سپر بنائے گا نیز یہ حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو اپنے ساتھ لے جا کہ اگر وُہ تجھ سے مانوس ہوگا اور تیری اعانت کریگا اور ان عہدوں اور اقراروں پر جو اُس نے تجھ سے کیے ہیں قائم رہے گا تو جنت میں تیرا رفیق اور اس کے غرفات میں تیرا خاص مصاحب ہوگا۔ الغرض حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ کیا تجھ کو یہ منظور ہے کہ مجھے تلاش کریں اور میں نہ ملوں اور تو مل جائے اور اس وقت شاید جاہل لوگ تجھ پر حملہ کریں اور تجھے قتل کر دیں جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھ کو بخوشی منظور ہے کہ میری رُوح آپکی رُوح کی سپر ہو اور میری جان آپ کی جان پر فدا ہو جائے بلکہ میں تو اس پر بھی راضی ہوں کہ میری جان اور رُوح حضرتؐ کے کسی بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار یا کسی جانور پر جس سے حضرتؐ کو کچھ نفع ہو نثار کر دی جائے اور میں تو زندگی کو صرف حضرتؐ کی خدمت اور آپ کے اوامر و نواہی میں استعمال کرنے اور

جناب کے دوستوں کی محبت اور آپ کے خالص احباب کی نصرت اور حضور کے دشمنوں سے جہاد کرنے کیلئے پسند کرتا ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو ایک ساعت بھی دُنیا میں زندہ رہنا مجھ کو مطلوب نہیں ہے جناب امیرؑ کا یہ کلام سُن کر حضرتؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ لوح محفوظ کے موکلوں نے تیری یہ گفتگو مجھ سے بیان کی اور جو ثوابِ عظیم اور اجر جزیل اس گفتگو کے عوض خدا نے تیرے واسطے مقرر کیا ہے مجھ سے ذکر کیا اور وہ اس قدر ہے کہ نہ کسی نے کان سے سُنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

بعدازاں حضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ آیا تو اس امر پر راضی ہے کہ میرے ساتھ رہے اور دشمن جس طرح میری تلاش میں ہوں اسی طرح تیری جستجو بھی کریں اور وہ تیری نسبت یہ معلوم کرلیں کہ تو ہی مجھ کو اس دعویٰ نبوت پر آمادہ کرتا ہے اس وجہ سے تجھ کو میرے باعث بہت سی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں اس نے جواب دیا یارسولؐ اللہ اگر میں تمام دُنیا کے برابر عمر پاؤں اور ہمیشہ سخت تر عذابوں میں مبتلا رہوں اور مجھ کو نہ تو آرام کی موت نصیب ہو اور نہ کسی قسم کی راحت ملے اور یہ سب کچھ حضرتؐ کی محبت میں ہو تو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ بہ نسبت اسکے کہ حضرتؐ کی مخالفت میں مجھ کو تمام دُنیا کی بادشاہی مل جائے اور میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کروں یارسولؐ اللہ میرے اہل و عیال اور اولاد سب آپ پر نثار ہیں حضرتؐ نے اسکی یہ تقریر سُن کر ارشاد فرمایا کہ خدا تیرے دل پر مطلع ہونے اور معلوم کرنے کے بعد اگر تیری زبان کے موافق تیرے دل کو پائے گا تو بیشک تجھ کو میرے لیے ایسا کردیگا جیسے جسم کے لیے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن کے لیے جان جیسا کہ علیؑ بھی میرے نزدیک ایسا ہی ہے اور علیؑ اپنے فضائل مزیدہ اور خصائل شریفہ کے باعث اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے ابوبکرؓ جو کوئی خدا سے معاہدہ کرے اور پھر اسکو نہ توڑے اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کرے اور جس کے فضائل کو خدا نے ظاہر کیا ہے اس سے حسد نہ کرے کہ وہ شخص بہشت کی اعلیٰ منزل میں میرے ہمراہ ہوگا۔ اور جب تو خدا کے پسندیدہ طریق پر چلے گا اور بعدازاں ایسا طریق اختیار نہ کریگا جو اس کے غضب اور ناخوشی کا باعث ہو اور اس پسندیدہ طریق پر اس سے وفا کرچکا ہوگا تو جب وہ قیامت کے دن تجھ کو مبعوث کریگا تو تو ولایتِ خدا کا مستحق اور اُس کی جنت میں ہماری مصاحبت اور مرافقت کا سزاوار ہوگا۔ پھر ارشاد فرمایا

اے ابوبکر اُوپر کو دیکھ جب اس نے کنارہائے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ آگ کے فرشتے آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کے نیزے سنبھالے ہیں اور ہر ایک پکارتا ہے اے محمدؐ ہم کو حکم دیجیئے کہ آپ کے دشمنوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالیں پھر حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے ابوبکرؓ زمین پر کان لگا۔ جب اس نے زمین پر کان لگائے تو سُنا کہ زمین پکارتی ہے یا محمدؐ مجھ کو اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کا حکم دیجیئے تاکہ تعمیل کروں پھر فرمایا کہ پہاڑوں کی طرف کان لگا جب اس نے ادھر کان لگائے تو سُنا کہ وُہ پکار رہے ہیں کہ یا محمدؐ ہم کو اجازت دیجیئے تاکہ ہم آپکے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں۔ پھر فرمایا کہ دریاؤں کی طرف کان لگا اور دریا موجیں مارتے ہوئے اس کے سامنے آگئے اور پکارتے تھے کہ یا محمدؐ ہم کو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی اجازت عطا فرمایئے ہم بسر و چشم تعمیل کرینگے بعدازاں اس نے سُنا کہ آسمان اور زمین اور دریا سب کے سب پکار رہے ہیں کہ تیرے پروردگار نے تجھ کو غار میں چھپنے کا حکم اس لیے نہیں دیا ہے کہ تو ان کے مقابلے سے عاجز ہے بلکہ ان کی نسبت تیرے حلم و تحمل اور صبر و بردباری کا امتحان کرنا منظور ہے تاکہ اس کے خبیث اور پاکیزہ بندوں اور کنیزوں میں تمیز ہو جائے۔ اے محمدؐ جو کوئی تیرے عہد و پیمان کو پورا کریگا وُہ جنت میں تیرا رفیق ہوگا اور جو کوئی عہد شکنی کریگا وُہ اپنا ہی بگاڑیگا اور طبقاتِ جہنم میں ابلیس لعین کا ہمنشین ہوگا بعدازاں حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا۔ یا علیؑ تو میرے لیے ایسا ہے جیسے جسم کے لیے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن میں جان اور تو مجھ کو ایسا عزیز ہے جیسے پیاس کی بیماری والے شخص کو ٹھنڈا پانی۔ پھر فرمایا اے ابوالحسنؑ میری چادر اوڑھ لے جب وہ کفار تیری طرف آئیں گے تو خدا اپنی توفیق کو تیرے شاملِ حال کریگا اور اس سبب سے تو ان کے ہاتھ سے نجات پائیگا۔

آخرکار جب ابوجہل اور دیگر کفار تلواریں کھینچے وہاں آئے تو ابوجہل بولا کہ اسکو بے خبر سوتے کو مت مارو پہلے پتھر پھینک کر جگا دو پھر قتل کرو تب انھوں نے بھاری بھاری پتھر نشانہ باندھ کر ادھر کو پھینکے جب ان کافروں نے یہ حرکت کی تو جناب امیرؑ نے اپنے سر پر سے کپڑا اتار کر فرمایا۔ یہ کیا کرتے ہو۔ جب ان مردودوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وُہ علیؑ ہے یہ دیکھ کر ابوجہل لعین اپنے ہمراہیوں سے بولا تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے اسکو تو اپنی جگہ سُلا دیا اور خود بچ کر نکل گیا تاکہ ہم اس میں مشغول رہیں اور وُہ نجات پا جائے۔ تم علیؑ کو کچھ نہ کہو کہ وُہ اس کے فریب میں

آگیا ہے تاکہ یہ ہلاک ہو جائے اور محمدؐ نجات پا جائے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ خود اپنی جگہ کیوں نہ سویا جبکہ اس کے گمان کے موافق خدا اُس کا محافظ تھا۔ اس ملعون کی یہ بیہودہ تقریر سُن کر جنابِ امیرؑ نے اُس سے فرمایا اے اَبُوجہل کیا یہ باتیں میری نسبت کہہ رہا ہے؟ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اتنی عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر تمام دُنیا کے احمقوں اور دیوانوں پر اس کو تقسیم کیا جائے تو وہ سب کے سب عقلمند ہو جائیں اور اُس نے مجھ کو اس قدر قوّت عنایت کی ہے کہ اگر ساری دُنیا کے ضعیفوں پر بانٹی جائے تو وہ سب قوی ہو جائیں اور اتنی شجاعت مرحمت فرمائی ہے کہ اگر اس کو تمام عالم کے بُزدلوں پر تقسیم کریں تو سب شجاع ہو جائیں اور اس قدر حلم مجھ کو عطا فرمایا ہے کہ اگر اس کو تمام سفیہانِ روزگار پر بانٹا جائے تو وہ سب حلیم اور بُردبار ہو جائیں اور اگر حضرتؐ نے مجھ کو یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرنا۔ یہاں تک کہ تو مجھ سے ملاقات کرے۔ تو بیشک مجھ میں اور تم میں بڑا جھگڑا ہوتا اور میں تم کو خوب طرح قتل کرتا۔ اے اَبُوجہل والے ہو تجھ پر آسمان اور زمین اور دریاؤں اور پہاڑوں نے لاستے میں آنحضرتؐ سے تمہاری ہلاکت کے لیے اجازت طلب کی حضرتؐ نے اجازت نہ دی بلکہ وہ تم سے رفق و مدارات کرتے ہیں تاکہ تم میں سے جس شخص کا ایمان لانا علمِ الٰہی میں گزر چکا ہے وُہ ایمان لے آئے اور مومن کافر مردوں کی پشتوں اور کافرہ عورتوں کے رحموں سے نکلتے ہیں اور خدا تمہاری بیخکنی کر کے ان (مومنوں) کو اپنی کرامت اور بخشش سے منقطع کرنا پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ بات مدِّنظر نہ ہوتی تو تمہارا پروردگار تم کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اللہ غنی اور بے پرواہ ہے اور تم فقیر و محتاج ہو۔ وہ تم کو مُضطر اور بیقرار کر کے اپنی اطاعت کی طرف نہیں بُلاتا۔ بلکہ جس امر کی تم کو تکلیف دی ہے اس کا تم کو مقدور بھی دیا ہے اور تمہارے عُذروں کو قطع کر دیا ہے۔ جنابِ امیرؑ کی یہ تقریر سُن کر ابوالبختری ابن ہشام غضبناک ہُوا اور تلوار لے کر حضرتؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ اس کی طرف بڑھے کہ اس پر آپڑیں اور زمین شق ہو گئی تاکہ اس ملعون کو نیچے لے جائے اور دریاؤں کی لہروں کو اپنی طرف آتے دیکھا کہ اس کو لے جا کر سمندر میں ڈبو دیں اور آسمان نیچے کو اُترا کہ اس پر گر پڑے یہ حال دیکھ کر تلوار اس شقی کے ہاتھ سے چھُوٹ گئی اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور لوگ اس کو اُٹھا کر لے گئے۔ ابوجہل اپنے ہمراہیوں کو تسلّی دینے اور ان پر اس امر کو مُشتبہ

کرنے کی غرض سے کہنے لگا کہ اس پر صفرا کا غلبہ ہو گیا ہے اس لیے اس پر غشی طاری ہو گئی ہے اور کچھ بات نہیں ہے۔

جب جنابِ امیرؑ رسُولِ خدا کی خدمت میں پہنچے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تُو نے جو اس رات ابُوجہل سے گفتگو کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری آواز کو اوپر کی طرف بلند کیا اور اس کو جنّت میں پہنچایا وہاں کے خزانچی اور حُورانِ خُوبرو اس آواز کو سُن کر کہنے لگیں۔ یہ کون ہے جو ایسے وقت میں محمدؐ کا تابع ہے جبکہ مکّہ والوں نے اس کو جھُٹلایا اور وطن سے نکال دیا۔ ان سے کہا گیا کہ یہ اس کا نائب ہے اور اس کے فرش پر سو رہا ہے تاکہ اپنی جان کو اس کی جان کی سپر بنائے اور اپنی رُوح کو اس کی رُوح پر فدا کرے۔ تب خازنانِ جنّت نے عرض کی۔ اے پروردگار ہم کو اس کا خزانچی بنا اور حُوروں نے عرض کی کہ اے خدا ہم کو اسکی بیویاں کر۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ اس کے لیے اور اس کے برگزیدہ دوستوں اور محبّوں کے لیے ہو کہ وُہ میرے حکم سے تم کو ان لوگوں پر تقسیم کرے گا۔ جن کی بہتری کو وُہ خوب جانتا ہے۔ آیا تم رضامند ہو انھوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار اور ہمارے سردار ہاں ہم خوش ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِينُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هٰرُوتَ وَمٰرُوتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّينَ بِهٖ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلٰقٍ ۟ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ أَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ اٰمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ **ترجمہ:** اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسُولؐ آیا جو اس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو

اہلِ کتاب کے ایک فریق نے کتاب خدا کو پسِ پُشت ڈال دیا گویا وُہ اس کو جانتے ہی نہیں اور انھوں نے اِس چیز کی متابعت کی جو شیاطین سلطنتِ سلیمان میں پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں ہی نے کفر کیا ہے کہ وُہ لوگوں کو جادُو سکھاتے تھے اور وُہ اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی اور وہ دونوں فرشتے کسی شخص کو کچھ نہ سکھاتے تھے۔ جبتک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم صرف آزمائش کے واسطے ہیں تو کافر نہ ہو جانا۔ مگر وُہ ان دونوں جادُوؤں میں سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان جُدائی ڈال دیتے تھے۔ حالانکہ وُہ اس سے بے اذنِ خدا کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچاتے تھے اور وُہ چیز سیکھتے تھے جو اُن کو نقصان پہنچائے اور فائدہ نہ دے اور ان کو خوب معلوم تھا کہ جس نے اس کو خریدا ہے اس کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں ہے اور بیشک وُہ چیز بہت بُری ہے جس کے عوض میں اُنھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے۔ کاش وُہ جانتے اور اگر وُہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو خُدا کے ہاں ضرور بہت اچھا ثواب ملتا کاش وُہ جانتے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ لَمَّا جَآءَ هُمْ جب ان یہودیوں اور ناصبیوں کے پاس جو حکم یہود میں ہیں رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خدا کی طرف سے رسُول یعنی قرآن آیا جس میں محمدؐ اور علیؑ کے فضائل اور اُن کی اور اُن کے دوستوں کی دوستی رکھنے اور ان کے دُشمنوں سے دُشمنی کرنے کا واجب ہونا مندرج ہے اور وُہ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو انکے پاس ہے نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ تو اہلِ کتاب میں سے ایک فریق نے کہ وُہ یہودی ہیں كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ کتابِ خدا یعنی توریت اور دیگر کتبِ انبیا کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا یعنی ان کے احکام پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور محمدؐ کی نبوّت اور علیؑ کی ولایت پر حسد کیا اور ان دونوں کے جو فضائل اُن کو معلوم تھے ان کا اِنکار کیا كَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ انھوں نے ان فضائل کا انکار اور حضرت کی نبوّت کا رد اس طور پر کیا کہ گویا ان کو معلوم ہی نہیں ہے حالانکہ وُہ جانتے تھے کہ وُہ حق ہے وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَیْمٰنَ اور ان یہودیوں اور ناصبیوں نے اِس جادُو کی پیروی کی جو شیاطین سلطنتِ سلیمانؑ میں پڑھا کرتے تھے اور وُہ یہ گمان کرتے تھے

کہ سُلیمانؑ نے یہ سلطنتِ عظیم اسی جادُو اور نیرنجات کی بدولت حاصل کی ہے پس ان شیطانوں نے اِس جادُو کے سبب ان کو کتاب خدا سے باز رکھا اور اس کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ جب مُلحد یہودیوں اور ناصبیوں نے جو الحاد میں یہودیوں کے ساتھ شریک ہیں رسُولِ خدا سے علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل سُنے اور آنحضرتؐ اور علیؑ کے معجزات جو ان مردُودوں کی ہدایت کے لیے خدا نے ان دونوں حضرات کے ہاتھ پر ظاہر کیے ہیں، مشاہدہ کیے تو بعض یہود و نواصب بعضوں کے پاس جا کر کہنے لگے کہ محمدؐ فقط ایک طالب دُنیا شخص ہے اور طرح طرح کے حیلے اور خرق عادات اور جادُو اور نیرنجات جو اُسنے سیکھے ہیں اور ان میں سے بعض علیؑ کو بھی سکھا دیتے ہیں ان کو طلبِ دُنیا کا ذریعہ بنایا ہے اس کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی زندگی میں ہمارا بادشاہ بن جائے اور اپنے بعد علیؑ کے واسطے سلطنت کی بُنیاد پُختہ کر جائے اور یہ جو وہ کہتا ہے ذرا بھر خدا کی طرف سے نہیں ہے اور سب کچھ اسی کا ساختہ پرداختہ ہے تاکہ ہم پر اور خُدا کے ضعیف بندوں پر اس جادُو اور نیرنجات کو جو وُہ استعمال کرتا ہے بستہ کر دے اور سب سے بڑا جادُوگر سلیمانؑ ابن داؤدؑ تھا جو اپنے جادُو کی بدولت تمام دُنیا اور جن و انس اور شیاطین کا مالک ہو گیا تھا اور ہم بھی جب اس عمل سلیمان میں سے کچھ سیکھ لیں گے تو محمدؐ اور علیؑ کی سی عجیب عجیب باتیں ظاہر کرنے لگیں گے اور علیؑ کی پیروی کرنے سے بے پرواہ ہو جائیں گے پس اس وقت اللہ تعالیٰ تمام یہود و نواصب کی مذمّت فرماتا ہے کہ انھوں نے کتاب خدا کو جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کا حکم دیتی ہے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس پر عمل نہ کیا اور اس سحر و نیرنجات کی پیروی کی جس کو کفّار شیاطین سلیمانؑ کی بادشاہی میں پڑھا کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمان نے اسی کی بدولت سلطنت حاصل کی ہے اور ہم بھی اس کے ذریعے سے عجائبات ظاہر کیا کریں گے۔ یہاں تک کہ لوگ ہمارے مطیع اور پیرو ہو جائیں گے اور ہم علیؑ کی پیروی سے مُستغنی ہو جائیں گے۔

نیز ان کا یہ بھی مقولہ تھا کہ سُلیمان کافر اور جادُوگر تھا اور جادُو میں اُس کو بڑی مہارت تھی۔ جس کے باعث اِتنی عظیمُ الشّان سلطنت اس کو نصیب ہُوئی تھی اور اس قدر طاقت اور مُقدرت پائی تھی۔ اِس لیے حق تعالیٰ اُن کی تردید میں فرماتا ہے وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ اور سلیمانؑ کافر نہ تھا اور نہ وُہ جادُو کا استعمال کرتا تھا جیسا کہ یہ کفّار کہتے ہیں وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ بلکہ شیاطین ہی کافر ہیں۔ اِس سبب سے کہ انھوں نے لوگوں کو وُہ جادُو سکھایا

جس کو وہ سلیمانؑ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اور اس سبب سے (وہ شیاطین کافر ہیں) کہ انھوں نے لوگوں کو وہ چیز سکھائی جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ کے بعد جادوگروں اور مموّہین یعنی تلبیسات کرنیوالوں کی بہت کثرت ہوگئی تھی۔ اس لیے حق تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اس زمانہ کے پیغمبر کے پاس بھیجا اور انھوں نے آکر جادوگر جادو کرنے والوں کے جادو کرنے کی ترکیب بیان کی۔ پھر اُن کے جادو کے باطل کرنے اور اُن کے فریب کے رد کرنیکے طریق کا ذکر کیا اور اُس پیغمبر نے ان فرشتوں سے سیکھ کر بحکم خدا سے لوگوں کو سکھایا اور ان کو حکم دیا کہ اس کے ذریعہ جادو سے واقف ہو۔ اور اسکو باطل کرو اور تم خود کسی کو جادو مت کرد۔ اور یہ تعلیم بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی کسی کو بتلائے کہ دیکھو یہ چیز زہر ہے اور اس چیز سے اس کا اثر زائل ہوجاتا ہے۔ پھر اس شاگرد کو جسے زہر کی تعلیم دی ہے کہا جائے کہ جس کسی کو زہر چڑھا دیکھو اس ترکیب سے اس کے اثر کو دور کرنا۔ اور خبردار خود کسی کو زہر دے کر ہلاک نہ کرنا اور اس پیغمبر نے ان دونوں فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ دو آدمیوں کی صورت میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں سکھایا ہے لوگوں کو سکھا دیں۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور وہ دونوں فرشتے کسی شخص کو جادو اور اس کے باطل کرنے کا طریق نہ سکھاتے تھے۔ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ جبتک کہ اس سے یہ نہ کہہ دیتے تھے کہ ہم بندگانِ خدا کے لیے صرف امتحان اور آزمائش ہیں تاکہ وہ اس جادو اور اس کے باطل کرنے کی ترکیب کے سیکھنے میں خدائے بزرگ و برتر کی اطاعت کریں اور لوگوں کو جادو نہ کریں فَلَا تَكْفُرْ پس تو کافر نہ ہوجانا یعنی امور ذیل کو اختیار کرکے کافر نہ بن جانا کہ تو اس جادو کو استعمال کرے اور کسی کی ضرررسانی کے درپے ہو اور لوگوں کو اس امر کا معتقد کرے کہ میں اس جادو کے ذریعے سے زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور ایسے کام کرتا ہوں جن کے کرنے کی خدائے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ یہ سب کفر کے کام ہیں فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ پس طالبانِ سحر ان دونوں قسم کے جادوؤں میں سے (کہ ایک تو وہ زیر جات تھے جو شیطانوں نے سلیمانؑ کی سلطنت میں لکھے تھے اور دوسرا وہ جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا) وہ سحر

سیکھتے تھے جس کے ذریعے سے میاں بیوی میں جدائی ڈلوا دیتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ضرر پہنچانے کے لیے جادو سیکھتے تھے کہ وہ طرح طرح کے حیلوں اور چغلخوریوں اور شکوک و شبہات ڈالنے سے جدائی ڈلوانے کے لیے سیکھتے تھے کبھی تو کچھ دفن کرتے تھے اور کبھی کچھ عمل کرتے تھے تاکہ مرد کا دل عورت کی طرف سے فاسد ہوجائے اور عورت کا دل مرد کی طرف سے اور آخر کار دونوں میں جدائی ہوجائے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جو اس قسم کے جادو کو سیکھتے تھے وہ اس سے بے اذنِ خدا کسی کو کچھ ضرر نہ پہنچاتے تھے۔ یعنی وہ جلّشانہ اُن کے اس فعل کو جانتا تھا مگر اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ رکھا تھا۔ کیونکہ اگر وہ چاہتا تو اُن کو زبردستی منع کرسکتا تھا بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور وہ لوگ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کو ضرر پہنچائے اور کچھ نفع نہ دے کیونکہ جب وہ اس جادو کو اس غرض سے سیکھتے تھے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو جادو کریں اور ان کو ضرر پہنچائیں تو وہ حقیقت میں وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کے دین کو ضرر پہنچاتی تھی اور اس سے کسی قسم کا دینی فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس کی بدولت وہ دین خدا سے خارج ہوجاتے تھے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور بیشک اس جادو کے سیکھنے والے یہ بات جانتے تھے کہ جس شخص نے اس جادو کو کس کے سیکھنے سے دین سے خارج ہوجاتا ہے۔ اپنے دین کے عوض خریدا ہے اسکو آخرت میں ثوابِ جنّت سے کچھ بھی حصہ نہ ملے گا۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اور بیشک وہ چیز جس کے عوض میں انھوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے اور انکو عذاب خدا میں مبتلا کیا ہے بُری ہے۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ کاش کہ ان کو یہ معلوم ہوتا کہ انھوں نے آخرت کو بیچ ڈالا ہے اور اپنے جنّت کے حصہ کو ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ اس جادو کے سیکھنے والے وہی لوگ تھے جو خدا و رسولؐ اور روز قیامت کے معتقد نہ تھے۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ کہ اس جادو کے خریداروں نے جان لیا تھا کہ ان کی عاقبت میں کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ وہ عاقبت کے قائل ہی نہ تھے اس لیے وہ سمجھتے تھے جب آخرت نہیں ہے تو دنیا کے بعد کسی اور جگہ ہمارا کچھ حصہ بھی نہیں ہے اور اگر آخرت ہے تو بھی کفر کے سبب اس میں ہمارا کچھ واسطہ نہیں ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ وہ چیز بیشک بُری ہے جس کے عوض انھوں نے اپنی جانوں کو

بیچ ڈالا یعنی دُنیا کے عوض آخرت کو فروخت کیا اور اپنی جانوں کو عذابِ خُدا کا گروی بنایا۔ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کاش اُن کو معلوم ہوتا کہ اُنھوں نے عذابِ آخرت کے عوض اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے۔ لیکن ان کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہے کیونکہ وہ عذابِ آخرت کو مانتے ہی نہیں نیز یہ باعث ہے کہ اُنھوں نے دلائلِ الٰہی میں غور کرنا ترک کر دیا ہے۔ یہانتک کہ اُنھوں نے سمجھ لیا ہے کہ میں ان کو ان کے باطل اعتقاد رکھنے اور حق کے منکر ہونے پر عذاب نہ دُوں گا۔

ابو یعقوب اور **ابو الحسن** راویانِ تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ہم نے امام حسن عسکریؑ والد ماجد قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک قوم یہ گمان کرتی ہے کہ ہارُوت و مارُوت دو فرشتے ہیں جن کو خُدا نے اُس وقت فرشتوں میں سے انتخاب کیا تھا جبکہ بنی آدم نہایت عاصی اور سرکش ہو گئے تھے اور ایک اور فرشتہ ان کے ہمراہ کر کے انکو دنیا میں بھیجا۔ اور وُہ دونوں زُہرہ پر عاشق ہو گئے اور اس کے ساتھ زنا کرنے کا ارادہ کیا اور شراب پی اور ایک شخص کو بے گناہ قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ نے اُن کو بابل میں عذاب میں مُبتلا کیا ہے اور جادوگر اُن سے جادو سیکھتے ہیں اور خُدا نے اس عورت کو مسخ کر کے زُہرہ ستارے کی صُورت میں تبدیل کر دیا تھا۔ یہ بات سُن کر امام علیہ السّلام نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ میں اس قول سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں بعد ازاں فرمایا فرشتگان الٰہی لُطف خداوندی کے باعث خطاؤں سے معصوم اور کُفر و قبائح سے محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے وصف قرآن میں اِس طرح فرماتا ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ وُہ خُدا کے حکم سے کبھی سرکشی اور نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو دیا جاتا ہے وُہی کرتے ہیں نیز فرماتا ہے وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَہٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے اور جو اشخاص کہ اسکے پاس ہیں یعنی فرشتے وُہ اسکی عبادت سے انکار اور تکبّر نہیں کرتے اور کبھی اس سے نہیں تھکتے رات دن تسبیح کرتے ہیں اور کبھی سُستی انکو عارض نہیں ہوتی۔ ایک اور مُقام پر فرشتوں کے باب میں فرمایا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ ۝ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ بلکہ وہ (فرشتے) مکرّم اور

مُعزّز بندے ہیں کہ بات کرنے میں خُدا پر سبقت نہیں کرتے اور وُہ اس کے حکم سے کام کرتے ہیں خُدا ان کے آگے اور پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے۔ وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے مگر ہاں اس شخص کی جس کے لیے خدا پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی ہو جیساکہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تو ان فرشتوں کو اپنا خلیفہ مقرّر کیا تھا اور وُہ دنیا میں پیغمبروں اور اماموں کی طرح تھے۔ کیا پیغمبروں اور اماموں سے بھی قتلِ نفس اور زناکاری سرزد ہوا کرتی ہے اور یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دُنیا کو کبھی کسی آدم زاد نبی یا امام سے خالی نہیں رکھا چنانچہ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْقُرٰی اور ہم نے تجھ سے پہلے سوائے مردانِ بنی آدم کے اور کسی کو (ملائکہ وغیرہ میں سے) پیغمبر کر کے نہیں بھیجا کہ وُہ اہل قریہ یعنی بستی والوں میں سے ہوتے تھے (نہ کہ صحرا نشین) اور ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے (جیساکہ تیری طرف بھیجتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہم نے فرشتوں کو زمین پر اس غرض سے نہیں بھیجا کہ وُہ وہاں جا کر امام اور حاکم بنیں بلکہ وُہ انبیا کی طرف صرف ایلچی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ راویانِ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اس بنا پر تو ابلیس بھی فرشتہ نہ ہوا فرمایا نہیں بلکہ وُہ تو جن ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ اور اے محمدؐ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ یہ حکم سُنتے ہی سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے جو جِن تھا سجدہ نہ کیا پس یہ آیت ابلیس کے جن ہونے پر دال ہے اور جنّوں کے باب میں خدا فرماتا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ اور ہم نے جان کو کہ وُہ جنوں کا باپ ہے۔ آدمؑ سے پہلے تیز آگ مساموں میں گھسنے والی بے دود سے پیدا کیا ہے۔

بعد ازاں امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے مجھ سے اپنے آبائے کرام علیہم السّلام کی زبانی روایت کی ہے کہ رسُول خُداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم گروہ آلِ محمدؐ کو منتخب کیا اور پیغمبروں کو منتخب کیا اور ملائکہ مقربین کو منتخب کیا اور ان کو صرف اس بنا پر منتخب کیا ہے کہ اس کو معلوم تھا کہ ان سے کبھی کوئی ایسا امر سرزد نہ ہوگا جس کے باعث وہ اس کی ولایت سے

خارج ہو جائیں اور اس کی عصمت سے نکل کر عذاب خدا کے مستحقوں میں شامل ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ روایت میں مذکور ہے کہ جب آنحضرتؐ نے علیؑ کی امامت پر نص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی امامت کو آسمانوں میں لاکھوں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور اُنھوں نے اس سے انکار کیا اِس لیے خدا نے اُن کو مینڈک کی صُورت میں مسخ کر دیا۔ یہ بات سُن کر حضرتؑ نے فرمایا معاذ اللہ یہ لوگ ہم پر جھوٹ باندھتے ہیں ملائکہ بھی خدا کے رسُول ہیں۔ اس لیے وہ بھی اُن پیغمبروں کی مانند ہیں جو خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں کیا اُن پیغمبروں سے کفرِ الٰہی سرزد ہوتا ہے ہم نے عرض کی ہرگز نہیں۔ فرمایا پس فرشتوں کا یہی حال ہے اور ملائکہ کی شانِ عظیم اور اُن کا درجہ نہایت جلیل ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ: اے ایماندار و لفظ رَاعِنَا (ہماری رعایت کر) مت کہو اور اُنْظُرْنَا (یعنی ہمارے احوال کو دیکھ) کہو اور دل سے سُنو اور کافروں کے لیے عذابِ دردناک ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب رسُولِ خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مہاجرین و انصار کا آپکے پاس ہجوم ہوا اور مسائل کی کثرت ہوئی اور اُن لوگوں کا دستور تھا کہ حضرتؐ سے نہایت ادب و آداب کیساتھ جو آپ کے شایاں تھا گفتگو کرتے تھے اور اُس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو حکم دیا تھا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ اے ایماندارو! اپنی آوازوں کو پیغمبرؐ کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور بات کرنے میں اس سے بلند آواز سے کلام نہ کرو جس طرح تم میں سے ایک دُوسرے کو بلند آواز سے پکارتا ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو تمھارے اعمال ساقط ہو جائیں گے اور تمھیں کچھ بھی خبر نہ ہوگی اور آنحضرتؐ ان کے حال پر نہایت رحم کرتے تھے اور بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے اور ان کے گناہوں کو زائل کرنے میں کوشش فرماتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے مخاطبین میں سے ہر ایک کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور

اپنی آواز کو اس شخص کی آواز پر بلند کرتے تھے تاکہ خدا نے جو اس سے اعمال کے ساقط کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ موقع اس سے زائل ہو جائے۔ یہاں تک کہ ایک دن آنحضرتؐ دیوار کے پیچھے تشریف رکھتے تھے کہ ایک مرد اعرابی نے دُوسری طرف سے چلّا کر پکارا یا محمدؐ۔ حضرتؐ نے اُس سے بھی زیادہ چلّا کر جواب دیا تاکہ اپنی آواز کی بلندی کے باعث اعرابی گنہگار نہ ہو۔ اعرابی نے عرض کی اے محمدؐ فرمایئے توبہ کب تک قبول ہوتی ہے۔ فرمایا اے اعرابی توبہ کا دروازہ بنی آدم کے لیے ہمیشہ کھلا ہے جبتک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہ کرے اور اسکی شاہد یہ آیت ہے کہ خدا فرماتا ہے هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۝ وہ صرف اِس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ فرشتے قبضِ رُوح کے لیے یا عذابِ خُدا لے کر ان کے پاس آئیں یا تیرے پروردگار کا حکم عذاب ان کے پاس آئے یا تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں ان کے پاس آئیں جس دن کہ تیرے پروردگا کی بعض نشانیاں آئیں گی تو جو شخص کہ اس وقت سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا اس کو اس وقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا یا اگر پہلے سے ایمان تو لایا ہوگا مگر اس میں کچھ نیکی حاصل نہ کی ہوگی تو بھی اس کو اُس وقت کچھ نفع نہ ہوگا۔

امام مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ لفظ رَاعِنَا کو مُسلمان آنحضرتؐ سے گفتگو کرتے وقت استعمال کیا کرتے تھے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے احوال کی حفاظت اور رعایت کر اور ہماری باتیں سُن جیسے ہم تیری باتیں سُنتے ہیں اور یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ ایک گالی تھی اور اس کے یہ معنی تھے اِسْمَعْ لَا أُسْمِعْتَ یعنی سُن خُدا تجھے نہ سُنائے جب یہودیوں نے سُنا کہ مُسلمان حضرت سے باتیں کرتے وقت لفظ رَاعِنَا استعمال کرتے ہیں تو باہم کہنے لگے بھئی آج تک تو ہم محمدؐ کو چھُپ چھُپا کر گالیاں دیا کرتے تھے۔ آؤ اب کھلم کھلا بُرا بھلا کہا کریں اُس وقت سے وہ بھی حضرتؐ سے گفتگو کرتے ہوئے لفظِ رَاعِنَا کہنے لگے اور اس سے گالی مُراد لیتے تھے سعدؓ ابن معاذؓ انصاری نے ان کی یہ ناشائستہ حرکت معلوم کر لی اور اُن سے کہا اے دُشمنانِ خُدا۔ خدا تم پر لعنت کرے میں دیکھتا ہوں کہ تم رسُولِ خداؐ کو

پارہ ۸ سورۃ انعام ع ۲۰

مدحِ سعد ابن معاذ

گالیاں دیتے ہو اور ہم کو اس شبہ میں ڈالتے ہو کہ ہم تمہاری طرح گفتگو کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں نے تم میں سے کسی کی زبان سے یہ لفظ سُنا تو میں اُس کی گردن اُڑا دونگا اور اگر میں آنحضرتؐ کی نیابت میں امورِ اُمت کے بجا لانے سے پہلے تم پر ہاتھ اُٹھانا مکروہ نہ جانتا تو جس شخص کی زبان سے میں نے یہ لفظ سُنا ہے اُس کو ضرور قتل کر ڈالتا جب سعد یہودیوں سے یہ گفتگو کر رہا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیتِ ذیل نازل فرمائی مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّاۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ بعض یہودی کلمات کو ان کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور (عناد اور دشمنی کی راہ سے) کہتے ہیں کہ ہم نے تیری بات سُنی اور تیرے حکم کی نافرمانی کی اور ہم سے وہ بات سُن جو تیرے سُننے کے قابل نہیں اور جس کو تو پسند نہیں کرتا لفظ رَاعِنَا (جس کے معنی عربی میں ہماری رعایت کریں اور عبرانی میں گالی ہے) اپنی زبانی کو موڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے کہتے ہیں اور اگر وہ سَمِعْنَا یعنی ہم نے سُنا اور اَطَعْنَا یعنی ہم نے اطاعت کی اور اِسْمَعْ یعنی ہماری بات سُن اور اُنْظُرْنَا یعنی ہمارے احوال کو دیکھ اور توقف کر کہ ہم تیرے کلام کو سُنیں اور سمجھیں کہتے تو یہ ان کے لیے بیشک (اس ہنسی اور طعن سے) بہتر اور درست تر ہوتا لیکن خدا نے ان کے کفر اور عناد و تکبّر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے اور ان کو اپنی رحمت سے دُور کیا ہے پس وہ تھوڑا سا ایمان لاتے ہیں (کہ بعض کتاب پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور یہ قابلِ شمار نہیں) نیز یہ آیت نازل فرمائی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اے ایمان لانے والو حضرت سے گفتگو کرتے وقت لفظ رَاعِنَا مت کہا کرو۔ کیونکہ یہودیوں میں سے جو تمہارے دشمن ہیں وہ اس لفظ سے ایک ایسا لفظ مُراد لیتے ہیں جس سے وہ رسول اللہؐ کو اور تم کو گالیاں دیتے ہیں وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اور رَاعِنَا کی جگہ اُنْظُرْنَا (یعنی ہمارے حال کو دیکھ) کہا کرو۔ کیونکہ اس میں وہ نقص نہیں ہے جو رَاعِنَا میں ہے اور اس لفظ (اُنْظُرْنَا) کو گالی میں شامل نہیں کر سکتے جیسا کہ رَاعِنَا کو کر سکتے ہیں وَاسْمَعُوْا اور

جب رسُول اللہؐ تم سے بات کرے اس کو سُنو اور اطاعت کرو وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور کافروں یعنی یہودیوں اور رسُولِ خداؐ کو گالیاں دینے والوں کے لیے عذابِ دردناک ہے۔ دُنیا میں بھی اگر وہ پھر گالیاں دیں اور عاقبت میں ہمیشہ اس عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

بعد ازاں رسُولِ خداؐ نے فرمایا اے بندگانِ خدا یہ سعدؓ ابنِ معاذ خدا کے نیکوکار بندوں میں سے ہے اُس نے اُسکی خوشنودی کو اپنے یہودی قریبیوں اور دامادوں کی ناراضی پر پسند کیا ہے اور ان کو نیک کام کے بجا لانے کا حکم دیا اور بُرے کام سے منع کیا اور محمدؐ رسُول اللہ اور علی ولی اللہ وصی رسُول اللہ کی خاطر اس بات پر غضبناک ہُوا کہ ان دونوں سے اس طرح سے گفتگو کرنی چاہیئے جو ان کی عزّت و جلالت کے شایاں ہو۔ چونکہ اس نے محمدؐ اور علیؑ کی حمایت کی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اُس کا شکرگزار ہُوا اور جنّت میں اس کے لیے منازلِ کریمہ مقرر کیے اور ان منزلوں میں اس قدر بے شمار نفیس چیزیں اُس کے لیے مُہیا کی ہیں کہ زبانیں ان کا وصف بیان نہیں کر سکتیں اور دل ان کا وہم و خیال بھی نہیں کر سکتے اور جنّت میں اس کے دسترخوانوں کا ایک تار دُنیا اور اس کے تمام سونے چاندی، جواہرات اور سب مالوں اور نعمتوں سے بہتر ہے اور جو کوئی جنّت میں اس کا رفیق اور شریک بننا چاہے اس کو چاہیئے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے غضب کا متحمل ہو اور رسُولِ خداؐ کی خاطر غضب ناک ہو رضائے خُدا کو اُن پر مُقدّم کرے۔ اور جب دیکھے کہ حق چھوٹ گیا ہے اور باطل پر عمل ہو رہا ہے تو اُس کو دیکھ کر غضب ناک ہو۔ اور خبردار ایسی خواہشوں میں نہ پڑنا جو باوجود طاقت اور مقدور اور زوال تقیہ کے منافیٔ حق ہوں۔ کیونکہ اس حالت میں حق تعالیٰ تمہارے کسی عُذر کو قبول نہ کرے گا۔

اور زمانہ سابق میں خُدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جس کے باشندے کافر اور فاجر ہیں زمین میں دھنسا دے جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار آیا فلاں زاہد کے سوا سب کو زمین میں دھنسا دوں اور اس سوال سے یہ غرض تھی کہ اس زاہد کے باب میں جو حکمِ خدا ہو معلوم ہو جائے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیلؑ بلکہ اس کو ان سب سے پہلے زمین میں دھنسا جبرئیلؑ نے عرض کی اے پروردگار اس کا باعث ارشاد فرمایئے وہ شخص تو زاہد اور عابد ہے فرمایا میں نے اس کو

طاقت و قدرت عطا کی ہے پھر بھی وہ امرِ معروف اور نہی منکر عمل میں نہیں لاتا اور باوجود میرے اُن پر غضب ناک ہونے کے یہ اُن سے زیادہ محبت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم بُرے کاموں کو دیکھتے ہیں اور ان سے منع کرنے پر قادر نہیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم ضرور امرِ معروف اور نہی منکر کرو۔ اور خدا سے لوگوں کو مطلع کرو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے کسی فعل بد کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ اگر مقدور ہو تو ہاتھ سے منع کرے اور اگر نہ ہو سکے تو زبان سے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے نفرت کرے ایسی حالت میں اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کو اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس فعل سے دلی نفرت اور کراہت رکھتا ہے

آخرکار جب سعدؓ ابن معاذ بنی قریظہ کے تمام قبیلے کے قتل کے بعد انکی طرف سے مطمئن ہُوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد وفات پائی تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے سعدؓ خدا تجھ پر رحم کرے تُو کافروں کے گلے میں اٹکی ہوئی ہڈی کی مانند تھا اگر تو زندہ رہتا تو گوسالہ کے نصب کرنے سے روکتا جس کو وہ لوگ موسیٰؑ کی طرح بیضۃ المسلمین یعنی مدینہ میں قائم کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا آپ کے اس مدینہ میں بھی کوئی گوسالہ نصب کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا ہاں خدا کی قسم چاہتے ہیں اگر سعد زندہ رہتا تو کبھی ان کی تدبیر کو جاری نہ ہونے دیتا اور وہ لوگ اپنی بعض تدبیروں کو جاری کریں گے بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان کو باطل کر دیگا اصحاب نے عرض کی فرمائیے وہ کیونکر ہوگا فرمایا اس کو جانے دو یہاں تک کہ حق تعالیٰ کی تدبیر اس بات میں ظاہر ہو۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب سعدؓ ابن معاذ نے رحلت کی اور آنحضرتؐ نے تبوک کی طرف کوچ فرمایا تو منافقانِ اُمتِ محمدیؐ نے ابو عامر راہب کو اپنا امیر اور رئیس بنایا اور اسکی بیعت کی اور مدینہ کے لوٹنے اور آنحضرتؐ کی ذریت اور دیگر اہل و عیال اور آپکے اصحاب کے بال بچوں کے قید کرنے کی صلاح کی اور یہ تجویز کی کہ آنحضرتؐ کو تبوک کی راہ میں چھاپہ مار کر قتل کر ڈالیں مگر خدا نے حضرتؐ کو بوجہ احسن محفوظ رکھا اور منافقوں کو نہایت رُسوا اور ذلیل کیا اسی لیے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم پہلی اُمتوں کے طریقوں پر چلو گے جیسے ایک جُوتی دوسری جُوتی کے اور تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے اور بالکل ان کے مشابہ ہو جاؤ گے یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں

گھسے ہوں گے تو تُم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے۔

حاضرین نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ بیان فرمائیے وُہ گوسالہ کون تھا اور وُہ تدبیر کیا تھی۔ امام کاظم علیہ السّلام نے فرمایا سُنو حضرتؐ کو دومۃ الجندل کے بادشاہ کی طرف سے خبریں آتی تھیں اور وُہ اس نواح میں ایک عظیمُ الشّان سلطنت کا مالک تھا جو شام کے قریب تھی اور وہ حضرتؐ کو ڈرایا کرتا تھا کہ میں مدینہ پر چڑھائی کر کے تیرے اصحاب کو قتل کرونگا اور ان کی بیخکنی کر دُونگا حضرتؐ کے اصحاب اس سے نہایت خائف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر روز بلیں اصحاب نوبت بہ نوبت حضرتؐ کی حفاظت کرتے تھے اور جب کوئی شخص چیختا چلاتا تو یہی خیال کرتے کہ لو وُہ اس کی ہراول فوج کے سوار اور پیادے آپہنچے اور منافق لوگ بہت سی جھوٹی اور بد خبریں اُڑایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے اصحاب کو دسوسوں اور خدشوں میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ اکیدر نے تمہارے مُقابلے کے لیے اتنے لشکر اور اس قدر گھوڑے اور اتنا مال تیار کیا ہے اور اپنے پاس کے علاقوں میں مُنادی کرادی ہے کہ میں نے مدینے کا تاخت و تاراج کرنا تمہارے لیے مُباح کیا پھر ضعیف مسلمانوں کو بہکاتے تھے اور ان سے کہتے تھے بھلا محمدؐ کے اصحاب اکیدر کے ہمراہیوں کا مُقابلہ کہاں کر سکتے ہیں اور وُہ عنقریب مدینہ کی طرف آنے والا ہے تاکہ مردوں کو قتل کرے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر کے لے جائے آخرکار منافقوں کی ان باتوں سے مومنوں کو سخت ایذا پہنچی اور اُنھوں نے آنحضرتؐ سے اپنے رنج و الم کی شکایت کی۔ بعد ازاں مُنافقوں نے متفق ہو کر ابو عامر راہب سے جس کو حضرتؐ نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا بیعت کر لی اور اس کو اپنا سردار بنایا اور اُسکی اطاعت اپنے اوپر لازم کی اُس نے اُن سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں مدینہ سے کہیں باہر چلا جاؤں تاکہ میں تہمت سے محفوظ رہوں۔ یہاں تک کہ تمہاری تدبیر کامل ہو جائے نیز اُنھوں نے دومۃ الجندل میں اکیدر کو لکھ بھیجا کہ مدینے پر چڑھائی کرے اور ہم تیری مدد کریں گے اور ان کی بیخ کنی کر دیں گے جب مُنافقین یہ سب تجویزیں کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ اُن کی تمام تجویزوں سے مطلع کیا اور حکم دیا کہ تبوک کی طرف کُوچ کرے۔ اس سے پہلے جب آنحضرتؐ کسی جہاد کو تشریف لے جاتے تھے تو جہاں کا ارادہ ہوتا تھا اس کے سوا اور مقام کا ذکر ہوا کرتا تھا اور اس کو پوشیدہ رکھا جاتا تھا۔ مگر اس موقع پر اپنے ارادے کو ظاہر فرمایا اور اس کے لیے سامان اور اسباب مہیا

کرنے کا حکم دیا اور یہ وُہ جہاد ہے جس میں مُنافق رُسوا ہُوئے اور اِس سے باز رہنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُن کی مذمّت کی۔ اور حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ جو کچھ معلوم ہوا تھا اس کو آپ نے ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اکیدر پر غالب کرے گا۔ اور وُہ گرفتار ہوگا اور اس شرط پر ہم سے صُلح کریگا کہ ہزار اوقیہ سونا اور دُو سُو حُلّے ماہ صفر میں دیا کرے۔ اور ہزار اوقیہ سونا اور دُو سو حُلّے ماہ رجب میں اور مَیں اسّی ۸۰ دن تک صحیح سلامت مدینہ میں واپس آجاؤنگا۔

بعد ازاں اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت مُوسیٰؑ نے اپنی قوم سے چالیس ۴۰ راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اَسّی ۸۰ راتوں کے بعد صحیح سلامت اور بِن لڑے فتح پا کر مدینہ میں واپس آؤں گا اور کوئی مومن اس میں شک نہ کرے۔ حضرتؐ کی یہ گفتگو سن کر منافق کہنے لگے خُدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ یہ اُس کی آخری شکست ہے کہ اس کے بعد کبھی نہ سنبھلے گا کیونکہ اس کے بعض اصحاب تو اس گرمی اور جنگلوں کی ہواؤں اور خراب ایذا دینے والے مقامات کے پانیوں کے سبب مر جائیں گے اور جو اس بَلا سے بچ رہیں گے وُہ اکیدر کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مارے جائیں گے یا قید ہو جائیں گے اور مُنافقوں نے حضرتؐ سے اجازت طلب کی اور طرح طرح کے عُذر اور حیلے بہانے پیش کیے کوئی گرمی کا بہانہ کرتا تھا اور کوئی کہتا تھا کہ میں بیمار ہُوں۔ کوئی اپنے عیال کی بیماری کا عُذر پیش کرتا تھا اور حضرتؐ اِن کو اجازت دیتے جاتے تھے۔ جب رسُولِ خدا کا تبوک کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ پختہ ہو گیا تو مُنافقوں نے مدینہ کے باہر ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد ضرار کہلاتی ہے اور اس کے تعمیر کرنے سے ان کا یہ ارادہ تھا کہ اِس میں جمع ہوا کرینگے اور لوگوں سے یہ کہیں گے کہ نماز کے واسطے جمع ہوتے ہیں۔ حالانکہ وُہ صرف اس لیے بنائی گئی تھی کہ نماز کے بہانے سے اس میں جمع ہوں تاکہ ان کی تجویز کامل ہو جائے اور جو کچھ ان کا ارادہ ہے اس کے سہل طور پر سرانجام دینے کا کوئی موقع وہاں ہاتھ آجائے بعد ازاں کچھ لوگ جمع ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہمارے گھر آپؐ کی مسجد سے بہت دُور ہیں اور ہم بے جماعت نماز کو بُرا سمجھتے ہیں اور یہاں حاضر ہونا ہم کو دُشوار معلوم ہوتا ہے اس لیے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے اگر آپ مُناسب سمجھیں تو وہاں تشریف لے چلیں اور اُس میں نماز پڑھیں تاکہ آپ کی نماز کے سبب وُہ مسجد متبرک ہو جائے حضرتؐ کو ان کے بارے میں جو کچھ وحی کے ذریعے

معلوم ہو چکا تھا اِن کو نہ بتایا اور حکم دیا کہ میرا گدھا لاؤ۔ آخر کار یعفور حاضر ہوا حضرت مسجد کو جانے کے اِرادے سے اِس پر سوار ہوئے۔ ہر چند حضرتؐ نے اور اصحاب نے اس کو ہانکا مگر وُہ نہ چلا اور جب دوسری سمت کو لگام پھیری تو جھٹ روانہ ہُوا منافقوں نے عرض کی کہ یہ گدھا اس راہ میں شاید کسی چیز سے ڈرتا ہے اس لیے اب اِس راستے جانا نہیں چاہتا۔ پھر حضرتؐ اُس پر سے اُترے اور گھوڑا منگا کر اس پر سوار ہوئے۔ ہر چند اس کو زجر و توبیخ کی مگر اُس نے مسجد کی طرف کو قدم نہ اُٹھایا۔ ہاں جب اور طرف کو مُنہ پھراتے تھے تو جلد جلد چلنے لگتا تھا منافق بولے یہ گھوڑا بھی اس راہ میں کسی چیز سے ڈر گیا ہے اِس لیے اِس راستے اب جانا نہیں چاہتا تب حضرتؐ نے فرمایا چلو پیدل ہی چلیں جب آنحضرتؐ اور دیگر ہمراہیوں نے مسجدِ ضرار کی طرف چلنے کا قصد کیا تو سب کے قدم جم گئے اور ذرا حرکت نہ کر سکتے تھے اور جب کسی اور طرف کا ارادہ کرتے تھے تو چلنا آسان ہو جاتا تھا اور بدن ہلکے اور دل خوش ہو جاتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا ہمارا یہ کام خدا کو ناپسند ہے اور اس کو اس حالت میں جبکہ ہم سفر کو تیار ہیں۔ ہمارا وہاں جانا منظور نہیں ہے اتنے دِنوں تامل کرو کہ ہم انشاء اللہ سفر سے واپس آجائیں بعد ازاں جو کچھ خدا کو منظور ہوگا اُس کا اب ہم عمل میں لائیں گے پھر حضرتؐ نے تبوک کی طرف روانہ ہونے میں جدوجہد کی اور منافقوں نے یہ عزم کیا کہ جب یہ یہاں سے چلے جائیں تو ان کے پسماندوں کی بیخ کنی کر دیں پس جبرئیلؑ جانب پروردگار سے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ یا تو تم سفر میں جاؤ اور علیؑ کو پیچھے مدینہ میں چھوڑو یا علیؑ کو سفر میں بھیجو اور خود یہاں رہو۔ حضرتؐ نے خدا کا یہ فرمان علیؑ کو پہنچایا۔ اُنھوں نے عرض کی مجھ کو حکم خُدا و رسُولؐ بسر و چشم منظور ہے۔ اگرچہ میں چاہتا ہوں کہ کسی حالت میں حضرتؐ کا ساتھ نہ چھوڑوں حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ کیا تم اِس بات پر رضا مند نہیں ہو کہ تمھارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارُون کا مرتبہ موسیٰؑ کے نزدیک تھا مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں راضی ہوں حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ تم کو مدینہ میں اس قیام کرنے میں سفر کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُمّت تنہا قرار دیا ہے (یعنی جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو حالت تنہائی میں اس زمانہ کے مشرکوں سے معارضہ کرنے کی

تکلیف دی گئی تھی اسی طرح تم بھی تن تنہا ان کافروں اور منافقوں سے معارضہ کرو۔ اور
تمھاری ہیبت اور رُعب سے منافق لوگ مسلمانوں پر کسی قسم کی دست درازی نہ کر سکیں گے۔
الغرض جب آنحضرتؐ تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور علیؑ متابعت کے لیے ہمراہ گئے تو منافق
باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ ناراضی اور ملال کی وجہ سے علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ گیا ہے اور یہاں چھوڑ
جانے سے اس کا یہی منشا ہے کہ ہم چھاپا مار کر اس کو قتل کر ڈالیں اور لڑ کر ہلاک کر دیں جب یہ
خبر حضرتؐ کو پہنچی تو جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ سنتے ہیں کہ یہ منافق کیا کہتے ہیں
حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ کیا یہ بات تجھ کو کافی نہیں ہے کہ تو میری آنکھ کی پتلی اور بینائی کے نور
اور جسم میں رُوح کی مانند ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ اپنے اصحاب سمیت روانہ ہوئے اور علیؑ کو
مدینہ میں اپنا قائمقام چھوڑا جب کبھی منافق لوگ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی کوئی تدبیر کرتے تھے تو
جناب امیرؑ خبر گیر سے ڈر جاتے تھے اور خوف کرتے تھے کہ اس کے ساتھ ہمارے مقابلے پر اور
لوگ ایسے نہ کھڑے ہو جائیں جو ہم کو اس امر سے باز رکھیں اور باہم ذکر کرتے تھے کہ محمدؐ کا یہ آخری
سفر ہے اور وہ اِس لڑائی سے واپس نہ آئیگا۔

آخر کار جب آنحضرتؐ اور اکیدر کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ رہا تو اس دن شام کے وقت
حضرتؐ نے زبیر بن عوام اور سماک بن خراشہ سے فرمایا کہ تم دونوں بیس مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لیکر
اکیدر کے محل کے دروازے کی طرف جاؤ اور اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ زبیر نے عرض کی
یا رسولؐ اللہ ہم اسکو کیونکر پکڑ لائیں حالانکہ اسکے ہمراہ جو لشکر ہے اس کا حال حضرتؐ کو معلوم ہے اور
علاوہ حشم کے ہزار یا کچھ کم لونڈی غلام اور خدمتگار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کسی تدبیر اور حیلہ سے گرفتار
کر لینا انھوں نے عرض کی یا حضرتؐ ہم کیا تدبیر کر سکتے ہیں اوّل تو رات چاندنی ہے دوسرے
ہمارا راستہ ہموار زمین میں سے ہے۔ بھلا ہم اس میدان میں کیونکر نظروں سے پوشیدہ ہو سکتے ہیں فرمایا
آیا تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو ان کی نظروں سے پوشیدہ رکھے اور چلتے وقت تمھارا سایہ نہ ہو اور
تمھارے جسم ایسے روشن ہو جائیں کہ چاندنی میں اور ان میں ذرا بھر تمیز نہ ہو سکے انھوں نے عرض کی
کہ ہاں یا رسولؐ اللہ ہم ایسا ہی چاہتے ہیں فرمایا تم دونوں پر لازم ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو
اور یہ اعتقاد رکھو کہ علیؑ ابن ابی طالب میری تمام آلِ اطہارؑ سے افضل ہے اور اے زبیر

خاص کر تو اس امر کا معتقد ہو کہ علیؑ جس قوم میں موجود ہو ان کی سرداری اور ولایت کا سب سے
زیادہ وُہی حقدار ہے اور کسی کو اس پر سبقت کرنی جائز نہیں ہے جب تم دونوں یہ عمل کرو گے اور
اس کے محل کی دیوار کے سائے تلے پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ ہرنوں اور پہاڑی بکریوں کو اس کے دروازے
کی طرف بھیجے گا اور وہ دروازے پر اپنے سینگوں کو رگڑیں گے جب ان وحشی جانوروں کی آوازیں
اسکے کان میں پہنچیں گی تو وہ کہے گا کہ کوئی شخص جا کر ان جانوروں کو میرے لیے شکار کرائے۔ اسکی
بیوی اس کو منع کرے گی اور کہے گی کہ خبردار اس وقت باہر نہ نکلنا کیونکہ محمدؐ ہمارے قلعہ کے پاس
اُترا ہوا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس نے اپنے کچھ ہمراہیوں کو ادھر نہ بھیجا ہو کہ کسی تدبیر سے تجھ کو
گرفتار کر لیں وہ جواب دے گا کہ اس وقت لشکر سے جدا ہونے کی کون جرأت کر سکتا ہے کیونکہ
اس چاندنی رات میں ہمارے آدمی اسکو دُور ہی سے آتا دیکھ لیں گے اور اس وقت تمام عالم روشن
ہو رہا ہے اور یہاں کوئی نہیں ہے اور بالفرض اگر کوئی آدمی ہمارے محل کے سایہ میں ہوتا بھی تو یہ
وحشی اِس کو دیکھ کر بھاگ جاتے۔ آخر کار وُہ ہرنوں اور بکریوں کے شکار کے لیے قلعہ سے نیچے اترے
گا اور وُہ جانور اس کے سامنے سے بھاگ جائیں گے اس وقت تم دونوں اس کے پیچھے لگ کر
اس کو گھیر لیں گے اور تمھارے ہمراہی اس کو گرفتار کر لیں گے۔

الغرض آنحضرتؐ نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور انھوں نے اسکو گرفتار کر لیا
اکیدر نے ان سے کہا کہ میری تم سے ایک درخواست ہے وہ بولے بیان کر ہم تیری سب درخواستوں کو
پورا کریں گے۔ مگر ہاں جو تو یہ کہے کہ ہم تجھ کو چھوڑ دیں یہ نہ مانیں گے۔ اکیدر نے کہا کہ تم میرا یہ لباس
تلوار اور پٹکا اُتار لو اور ان کو حضرتؐ کے پاس لے جاؤ اور مجھ کو فقط ایک کرتے میں جو میں پہنے
ہوں آپکے سامنے لے چلو تاکہ وُہ مجھ کو اس زیب و زینت کے لباس میں نہ دیکھیں۔ بلکہ عاجزانہ لباس
میں ملاحظہ کریں۔ شاید کہ وُہ مجھ پر رحم کریں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا محتاج مسلمان اور اعرابی لوگ
اِس زرق برق کے لباس کو اس چاندنی رات میں دیکھ کر کہنے لگے یا رسولؐ اللہ یہ لباس اور
زیورات تو جنّت کے معلوم ہوتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں یہ تو اکیدر کا لباس اور اسکی تلوار اور
پٹکا ہے اور اگر میری پھوپھی کا بیٹا زبیر اور سماک میرے عہد پر قائم رہیں یہانتک کہ محشر میں حوضِ کوثر
پر مجھ سے ملاقات کریں تو ان کا ایک رومال جنّت میں ان سب سے افضل ہے صحابہ نے عرض کی کہ وُہ

رُومال اُن سے افضل ہوگا۔ فرمایا اگر اس قسم کے سونے سے زمین اور آسمان کے درمیانی فاصلے کو بھر دیا جائے تو اس تمام سونے سے اس رومال کا ایک تار بھی بہتر ہے جو جنت میں ان دونوں کے ہاتھ میں ہوگا۔

جب اکیدر کو حضرتؐ کے پاس لائے تو اُس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں آپکے دشمنوں کو جو میرے مُلک سے پرے رہتے ہیں آپ پر حملہ کرنے سے باز رکھوں۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اگر تُو نے اِس عہد کو پُورا نہ کیا تو پھر کیا ہوگا۔ اس نے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر میں وفا نہ کرونگا تو اگر آپ خُدا کے پیغمبر ہیں تو وُہ خدا جس نے آپکے اصحاب کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور جس نے ہرنوں کو میرے دروازے پر بھیجا اور مجھ کو محل سے نکالا اور آپکے اصحاب کے ہاتھوں میں لا ڈالا۔ اور اگر پیغمبر نہیں ہیں تو آپ کا وُہ اقبال جس نے اس طرزِ عجیب اور سببِ لطیف سے مجھ کو آپ کے ہاتھ میں ڈالا پھر بہت جلد اسی طرح مجھ کو آپکے ہاتھ میں گرفتار کرا دیگا۔ آخر کار آنحضرتؐ نے اُس سے اِس شرط پر صُلح کی کہ ہزار اُوقیہ سونا اور دُوسو حُلّے ماہ رجب میں دیا کرے اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حُلّے ماہ صفر میں ادا کرے اور جو مُسلمان اُس کے پاس سے گُزرے اس کو تین دن مہمان رکھے اور اپنی سرحد تک اُس کو زادِ راہ دے۔ اور اگر ان شرطوں میں سے ایک کو بھی توڑ ڈالے تو امانِ خُدا و رسُولؐ سے نکل گیا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

امام مُوسیٰؑ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ زمانۂ رسُولِ خداؐ کا گوسالہ وُہی ابوعامر راہب تھا جس کو حضرتؐ نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا۔ جب آپ ظفریاب ہو کر مدینہ میں تشریف لائے اور مُنافقوں کا حیلہ خدا نے باطل کر دیا تو حضرتؐ نے مسجدِ ضرار کے جلانے کا حکم صادر فرمایا اور خدا نے یہ آیت نازل کی وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا آخر آیت تک اور وہ لوگ ہیں جنھوں نے مومنین کو ضرر پہنچانے اور کُفر کو تقویت دینے اور مومنوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور اس شخص کا انتظار کرنے کے لیے جس نے اس سے پہلے خدا اور اس کے رسُولؐ سے جنگ کی ہے مسجد تعمیر کی ہے اور البتہ وہ قسمیں کھاتے ہیں

کہ اِس مسجد کی تعمیر سے ہماری نیت نیکی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ وُہ بیشک جھُوٹے ہیں۔ اے محمدؐ تُو ہرگز اس میں نہ کھڑا ہو یعنی اس مسجد میں نماز مت پڑھ۔

پھر امام ہفتم علیہ السّلام نے فرمایا کہ جو گوسالہ آنحضرتؐ کی زندگی میں تھا اللہ تعالیٰ نے اُس پر ہلاکت ڈالی اور وُہ قولنج۔ برص جذام۔ فالج اور لقوہ کے امراض میں مُبتلا ہوا اور اس حالت میں چالیس دن سخت عذاب میں گرفتار رہا۔ بعد ازاں جہنّم کے سخت عذاب کی طرف مُنتقل ہُوا۔ لَعْنَۃُ اللہِ والعذاب الشدید۔

قولہٗ عزّوجلّ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ترجمہ: کفّار اہلِ کتاب و مشرکین نہیں چاہتے ہیں کہ تمھارے پروردگار کی جانب سے تم پر کوئی نیکی نازل ہو اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ اور مشرکین و نواصب کی مذمّت میں ارشاد فرماتا ہے مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کفار اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اور کفّار مشرکین کہ نواصب بھی انھیں میں داخل ہیں جو ذکرِ خدا و ذکرِ محمدؐ اور فضائل علیؑ اور اُس ولیِ خدا کے مراتب شریفہ کے بیان کرنے سے غضبناک ہوتے ہیں نہیں چاہتے ہیں کہ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ تم پر تمھارے پروردگار کی طرف سے کوئی نیکی یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کے شرف و فضل کے بارے میں کوئی اور آیت نازل ہو۔ نیز وہ نہیں چاہتے کہ آسمان سے ان کے لیے معجزات کی کوئی دلیل نازل ہو اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار سے ظاہر ہو اسی سبب سے وُہ لوگ اپنے مذہب والوں کو تمھارے ساتھ بحث کرنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ تمھاری حُجت ان کو لاجواب کر دے گی اور آخر کار ان کے عوام تم پر ایمان لے آئیں گے اور اپنے سرداروں سے بگڑ جائیں گے اس لیے اُن میں سے جو کوئی تیرے امر کو دریافت کرنے کی غرض سے تیرے پاس آنا چاہتا ہے اس کو یہ بات کہہ کر تیری طرف آنے سے روک دیتے ہیں کہ میاں تُو

بڑا لطیفہ گو قسمیں کھانے والا اور جادو بیان ہے تیرے دین و دنیا کے بچاؤ کیلئے یہی بہتر ہے کہ نہ تو تو اس سے ملاقات کرے اور نہ وہ تجھ سے ملے اسی طرح عوام الناس کو بھی تیرے آنے سے منع کرتے ہیں۔

بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے کہ اس کو دین اسلام اور محمدؐ اور علیؑ ابن ابی طالب کی محبت کی توفیق دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ اُس شخص پر بہت بڑا فضل کرتا ہے جس کو تیرے دین کی توفیق دیتا ہے اور تیری اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی دوستی کی ہدایت فرماتا ہے۔

جب رسولِ خدا نے اُن کو اس حکم سے ڈرایا تو ان میں سے ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی اور آکر حضرتؐ سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا اور بولے کہ اے محمدؐ تو ہمارے دلوں میں اس چیز کے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جو ان میں پائی نہیں جاتی ہم اس بات کو بُرا نہیں سمجھتے کہ تم پر حجتِ خدا نازل ہو جس کی متابعت لازم ہو اور اس کی متابعت کی جائے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم آج محمدؐ سے جھگڑتے ہو تو کیا مضائقہ عنقریب تم پروردگارِ عالم سے جھگڑو گے جبکہ تمہارے اعمالنامے تمہارے اعمال کو بیان کرینگے تم کہو گے کہ حافظانِ اعمال فرشتوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور جو عمل ہم نے نہیں کئے تھے وہ ہمارے اعمالناموں میں درج کر دیئے ہیں اس وقت تمہارے اعضاء سے شہادت لی جائے گی اور وہ تمہارے برخلاف شہادت دینگے حضرتؐ کی یہ تقریر سُن کر انھوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اپنے شاہد کو اس قدر دُور مت کر کہ یہ کام جھوٹوں کا ہے ہم میں اور روزِ قیامت میں بہت فاصلہ ہے جس بات کا تو دعویٰ کرتا ہے وہ ہم کو ہمارے نفسوں میں دکھا دے تاکہ ہم کو تیری راست گوئی معلوم ہو اور یہ معلوم ہی ہے کہ یہ کام تجھ سے ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ تو جھوٹا ہے ان کی یہ بیہودہ گفتگو سُن کر حضرتؐ نے جنابِ امیرؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ ان کے اعضا سے گواہی طلب کر علیؑ نے ان سے گواہی طلب کی ان کے تمام اعضا نے ان کے برخلاف گواہی دی کہ یہ لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے محمدؐ کی زبان پر کوئی آیت بطور آیت بیّنہ اور حجت کے جو اس کی نبوت اور اس کے بھائی علیؑ کی امامت کے لیے معجزہ ہو نازل ہو کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ دلیل سے ان کو ساکت اور لاجواب کر دے گا اور ان کے عوام

اس پر ایمان لے آئیں گے اور اکثر لوگ ان سے برگشتہ ہو جائیں گے یہ شہادتیں سُن کر وہ نابکار کہنے لگے کہ اے محمدؐ ہم ان شہادتوں کو نہیں سُنتے جن کا تو دعویٰ کرتا ہے کہ ہمارے اعضا گواہی دیتے ہیں یہ کلام ان کافروں کا سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ لوگ اس گروہ میں داخل ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ جن لوگوں پر تیرے پروردگار کا قول ثابت اور واجب ہو چکا ہے وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس ہر نشانی آئے یہاں تک کہ عذابِ دردناک کو دیکھیں ان کی ہلاکت کے لیے بددعا کرنا۔ جنابِ امیرؑ نے ان کی ہلاکت کے لیے بددعا کی اس وقت یہ حالت ہوئی کہ ان کے اعضا گویا ہوئے اور ہر ایک عضو اپنے مالک کے برخلاف گواہی دیتا تھا اور اس کے جسم سے جُدا ہو جاتا تھا یہاں تک کہ وہ سب کے سب وہیں مر گئے۔ ان کے مرنے کے بعد اور یہودی وہاں آئے اور بولے اے محمدؐ تو کس قدر سخت دل ہے کہ سب کو مار ڈالا حضرتؐ نے جواب دیا کہ جن لوگوں پر خدائے قہار نہایت غضبناک ہو۔ میں اُن سے نرمی کیوں برتوں ہاں اگر وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے التماس کرتے کہ وہ ان کو مہلت دے اور درگزر کرے تو حق تعالیٰ ضرور ان کی دعا کو قبول کرتا۔ جیسا کہ اس سے پہلے گوسالہ پرستوں کی دعا قبول کی گئی تھی جبکہ اُنھوں نے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کا واسطہ دے کر دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی زبانی ان سے فرمایا تھا کہ اگر ان حضرات کا واسطہ دے کر اس قاتل کے لیے بھی دعا کی جاتی تو خدا محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی کرامت و شرافت کے باعث اس کو بھی قتل کا گناہ معاف کر دیتا۔

سیپارہ ۱۱ سورہ یونس ع ۱۰

قولہٗ عزوجلّ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ ترجمہ جس آیت کو کہ ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسکی مانند اور آیت لاتے ہیں۔ اے محمدؐ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت خدا ہی کی ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی تمہارا نہ دوست ہے اور نہ مددگار

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام محمد تقی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر سے خطاب کر کے فرماتا ہے مَا نَنسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنسِهَا اگر ہم کسی آیت کے حکم کو رفع کرتے ہیں یعنی منسوخ کر دیتے ہیں یا اُس کے رسم خط کو رفع کرتے ہیں یعنی اسکو محو کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے اور تیرے دل سے اسکی یاد جاتی رہتی ہے یعنی وُہ بھول جاتی ہے چنانچہ ایسا ہی اور مقام پر فرماتا ہے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسٰىٓ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ عنقریب ہم تجھ کو پڑھائیں گے کہ تو اُس کو نہ بھولے گا۔ مگر جس کو خدا چاہے گا تجھ کو بھلا دیگا اور اس کا ذکر تیرے دل سے جاتا رہیگا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ تو اس سے بہتر آیت لاتے ہیں یعنی اس دوسری آیت پر عمل کرنا بہتر ہے اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور آیت منسوخہ کی نسبت تمھاری بہتری کے لیے زیادہ تر مفید ہے اَوْ مِثْلِهَا یا تمھاری بہتری کے حق میں پہلی آیت (منسوخہ) کی مانند ہے یعنی اس منسوخ اور تبدیل کرنے سے ہم کو صرف تمھاری بہتری اور مصلحت مطلوب ہوتی ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وُہ منسوخ کرنا وغیرہ سب اُمور کی قدرت رکھتا ہے۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اے محمدؐ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک خدا ہی ہے۔ اور وہی اس کی تدبیروں اور مصلحتوں کو جانتا ہے اس لیے وُہی اپنے علم سے تمھاری تدبیریں کرتا ہے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ اور اس کے سوا اور کوئی تمھارا ولی نہیں ہے جو تمھاری بہتری کا متولّی ہو جب کہ مصلحتوں کا عالم وُہی خدائے بزرگ و برتر ہے اور اس کے سوا اور کوئی ان سے واقف نہیں ہے وَّلَا نَصِيْرٍ اور نہ کوئی اس کے سوا تمھارا ناصر و مددگار ہے جو مکروہات و بلّیات میں تمھاری مدد کرے جبکہ خُدا ان مکروہات کو تم پر نازل کرنا چاہے یا کسی عذاب میں تمھارا مددگار ہو جب کہ وُہ تم کو اس عذاب میں ڈالنا چاہے۔

اور امام محمد تقی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات کا منسوخ اور تبدیل کرنا تمھاری مصلحتوں اور فائدوں کی غرض سے مقرّر کیا ہے تاکہ تم اُن پر ایمان لاؤ اور وُہ تمھارے ان آیتوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے تمھارے ثواب کو زیادہ کرے۔ پس وُہ وہی نسخ اور

تبدیلی عمل میں لاتا ہے جس میں تمھاری بہتری اور بھلائی ہو۔

بعد ازاں خُدا ارشاد فرماتا ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے محمدؐ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے اور وُہ اپنی قدرت سے ان پر حکومت کرتا ہے اور اپنی مشیّت کے موافق ان میں تصرّف کرتا ہے جس چیز کو وہ موخر کرے کوئی اس کو مقدّم نہیں کر سکتا اور جس کو وُہ مُقدّم کرے اس کو کوئی موخر نہیں کر سکتا۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور اے یہودیو اور محمدؐ کے جھٹلانے والو اور شرائع کے تبدیل اور منسوخ ہونے کا انکار کرنے والو، اللہ کے سوا اور کوئی تمھارا ولی نہیں ہے جو تمھاری مصلحتوں کا متولّی ہو اگر تمھارا پروردگار تمھاری مصلحتوں کا والی نہ ہو اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی تمھارا ناصر اور مددگار ہے جو تمھاری نصرت کرے اور اسکے عذاب کو تم سے دفع کرے۔

منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ مکّہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ نماز پڑھتے وقت بیت المقدس کی طرف مُنہ کیا کرو اور جب ممکن ہو تو کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچ میں کر لیا کرو اور جب نہ ہو سکے تو جہاں پر ہو اکرو۔ وہاں صرف بیت المقدس کی طرف رُخ کیا کرو۔ غرض آنحضرتؐ تیرہ ۱۳ برس تک جبتک کہ مکّہ میں رہے اِس حکم کی تعمیل کرتے رہے اور مدینہ منورہ میں آتے پر بھی سترہ ۱۷ مہینے تک بیت المقدس ہی قبلہ رہا اور کعبہ کی طرف رُخ نہ کیا چند سرکش یہودی آپس میں ذکر کرنے لگے۔ خدا کی قسم محمدؐ کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیونکر نماز پڑھتا ہوں یہاں تک کہ وہ ہمارے قبلہ کی طرف مُنہ کرتا ہے اور ہمارے طریقوں اور عبادت کے طرزوں پر چلتا ہے حضرتؐ کو ان یہودیوں کی یہ گفتگو نہایت ناگوار اور شاق گزری اور ان کے قبلہ کو مکروہ جانا اور کعبہ کو پسند کیا جب جبرئیلؑ امین آپ کے پاس آئے تو اُن سے فرمایا مجھ کو یہ بات نہایت مرغوب ہے کہ اللہ تعالےٰ بیت المقدّس کی جگہ کعبہ کو میرا قبلہ مقرّر کر دے کیونکہ یہودیوں کی جو باتیں ان کے قبلہ کے باب میں میں نے سُنی ہیں ان سے مجھ کو ایذا پہنچی ہے۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ اپنے پروردگار سے التماس کرو کہ وُہ قبلہ کو اِدھر تبدیل کر دے اللہ تعالیٰ تمھاری درخواست کو ہرگز رد نہ کریگا اور تم کو اپنی آرزو میں محروم نہ رکھیگا۔ آخر کار جب حضرتؐ کی دُعا ختم ہوئی تو جبرئیلؑ نے آسمان پر جا کر پھر زمین پر نزول کیا اور عرض کی کہ اے محمدؐ پڑھ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ

پارہ سیقول
سورۃ بقر
شروع پارہ

فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ الخ بیشک ہم انتظارِ وحی میں آسمان کی طرف تیرے منہ کا پھرنا دیکھتے ہیں۔ پس جس قبلہ کو تو پسند کرتا ہے اس کی طرف ضرور ہم تجھ کو پھیر دیں گے۔ اب تو مسجد حرام کی طرف منہ پھرا اور جہاں کہیں تم (اے مومنین) ہُوا کرو، وہیں سے اس کی طرف منہ کر لیا کرو۔

جب بحکم خدا حضرتؐ نے کعبہ کی طرف رُخ کیا تو یہودیوں نے اعتراض کے طور پر کہا جس کو حق تعالیٰ قرآن میں نقل فرماتا ہے مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے جس کی طرف وہ پہلے نماز پڑھنے میں رُخ کیا کرتے تھے کس چیز نے پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو نہایت عمدہ جواب دیا چنانچہ فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ مشرق اور مغرب خدا ہی کا ہے اور وہی ان دونوں کا مالک ہے اور اس کا کسی طرف کو پھرنے کی تکلیف دینا ایسا ہی ہے جیسے تم کو کسی اور طرف پھیر دیوے یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے جو اُن کے لیے موجب صلاح و فلاح ہے اور ان کی اطاعت ان کو بہشت کی طرف لے جاتی ہے۔

اور یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمدؐ قبلہ بیت المقدس کی طرف تو نے چودہ۱۴ برس نماز پڑھی اور اس کو چھوڑ دیا جس بات پر کہ تو پہلے قائم تھا اگر وہ حق تھی تو اس کو ترک کر کے اب تو ضرور باطل کی طرف چلا گیا کیونکہ جو چیز حق کے خلاف ہوتی ہے وہ باطل ہوتی ہے یا اگر وہ باطل تھی تو پھر تو ضرور اتنی مدت تک باطل پر قائم رہا پس ہم اپنے باطل پر ہونے کا یقین نہیں کر سکتے۔ حضرتؐ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ پہلا امر بھی حق تھا اور اب یہ بھی حق ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ مشرق و مغرب خدا ہی کا ہے جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اے بندگانِ خدا جب وہ مشرق کی طرف منہ کرنا تمہارے لیے مصلحت سمجھتا ہے مشرق کی طرف منہ کرنے کا تم کو حکم دیتا ہے اور جب مغرب کی طرف منہ کرنا مصلحت جانتا اس کے لیے امر فرماتا ہے اور اگر ان دونوں کے سوا اور کسی طرف میں تمہاری بہتری

معلوم کرے تو اسی کا تم کو حکم دے پس تم لوگ اپنے بندوں کے بارے میں خدا کی تدبیروں اور اُن کی مصلحتوں کے باب میں اس کے ارادے کے منکر مت ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ اے یہودیو تم نے پہلے تو شنبہ کے روز کام کرنا ترک کر دیا تھا پھر کچھ مدت بعد کرنے لگے تھے پھر چھوڑ دیا تھا بعد ازاں پھر کرنے لگے۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کیا یا باطل کو چھوڑ کر حق کو اختیار کیا یا ایک باطل کو ترک کر کے دوسرے باطل کی طرف عود کیا یا حق سے حق کی طرف رجوع کی جو کچھ کہ تم میرے اس اعتراض کا جواب دو گے وہی میری طرف سے اپنے اعتراض کا جواب سمجھ لو۔ یہودی بولے کہ پہلے شنبہ کے دن کام کا ترک کرنا حق تھا۔ بعد ازاں دوسری بار اس دن کام کا کرنا بھی حق ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو بس اسی طرح سے بیت المقدس کو قبلہ بنانا اپنے وقت پر حق تھا۔ اب کعبہ کو قبلہ مقرر کرنا اپنے وقت میں حق ہے۔ اس کے بعد یہودیوں نے کہا کہ پہلے تو جیسا کہ تیرا خیال ہے خدا نے تجھ کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اور پھر کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا تجھ کو حکم دیا تو اس میں بدا واقع ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس میں اس کو بدا واقع نہیں ہوا کیونکہ وہ انجاموں سے واقف اور مصلحتوں پر قادر ہے اور اپنے نفس میں کسی قسم کی غلطی نہیں پاتا۔ اور جو کسی رائے کو پہلی رائے کے برخلاف قائم کرتا ہے وہ اس بات سے بَری اور برتر ہے۔ نیز اس کو کوئی رکاوٹ ایسی پیش نہیں آتی جو اس کو اپنے منشا سے باز رکھے اور بدا اسی شخص کو پیش آیا کرتا ہے جس میں یہ وصف موجود ہوں اور حق تعالیٰ جلشانہٗ ان صفات سے بہت بزرگ و برتر ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے یہودیو دیکھو خدا بیمار کرتا ہے پھر تندرست کر دیتا ہے پھر بیمار کر دیتا ہے تو کیا اس میں بدا واقع ہوا نیز وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ کیا ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک میں بدا واقع ہُوا وہ بولے کہ نہیں۔ فرمایا تو بس اسی طرح سے اس نے اپنے پیغمبر محمدؐ کو پہلے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد کعبہ کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے کا حکم فرمایا اور اس کو اس صورت میں بدا واقع نہیں ہوا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گرمی کے بعد سردی لاتا ہے اور سردی کے بعد گرمی۔ کیا یہاں بھی ہر ایک صورت میں بدا واقع ہوا وہ بولے کہ نہیں فرمایا تو بس اسی طرح قبلہ کے باب میں بھی بدا وقوع میں نہیں آیا بعد ازاں فرمایا کہ دیکھو خدا نے تمہارے لیے لازم کیا ہے کہ سردیوں میں خز کے

لباس پہنو اور گرمی کے لیے جاڑے کے برخلاف حکم دیا تو کیا اس میں اسکو بدا پیش آیا وہ بولے کہ نہیں۔ فرمایا دیکھو اسی طرح اُس نے ایک وقت تو اپنی مصلحت کے موافق ایک چیز میں تم سے خدمت لی پھر دوسرے وقت کسی اور مصلحت کے موافق دوسری چیز میں جب تم نے دونوں حالتوں میں اس کی اطاعت کی تو تم اس کے ثواب کے مُستحق ٹھہرے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور مشرق مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف کو تم مُنہ پھیرتے ہو۔ وہیں اللہ کی ذات موجود ہے یعنی جبکہ تم اس کے حُکم سے کسی سمت کو مُنہ کرو۔ وہیں وہ ذات موجود ہے جس سے تم اللہ مُراد لیتے ہو۔ اور اس کے ثواب کی آرزو کرتے ہو۔

بعدازاں حضرتؑ نے فرمایا۔ اے بندگانِ خدا تم گویا بیمار ہو اور اللہ مثل طبیب کے ہے اور مریض کے لیے وُہی چیز بہتر ہوتی ہے جس کو طبیب بہتر سمجھے اور اس کیلئے تجویز کرے نہ کہ جس میں مریض اسکو اشتیاہ میں ڈال دے اور خود اس سے درخواست کرے۔ اے لوگو! آگاہ ہو اور اللہ کے کام کو اُسی کے سپرد کرو۔ اس میں تم کامیاب ہو گے اور اپنی مُراد کو پہنچو گے۔

کسی نے امام محمد تقی علیہ السّلام سے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ بیتُ المقدّس کو پہلا قبلہ کیوں مقرّر کیا گیا حضرتؑ نے فرمایا کہ اسکی وجہ خُدا خود بیان فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ اور ہم نے بیت المقدّس کو جس پر تُو پہلے قائم تھا اس لیے قبلہ مقرّر کیا تھا کہ ہم معلوم کرلیں کہ کون ہمارے رسُولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی دونوں ایڑیوں پر مُڑ جاتا ہے یعنی نافرمانی کرتا ہے۔ یعنی تاکہ ہم اس بات کو جس کی بابت ہم کو پہلے ہی معلوم ہے کہ وُہ عنقریب اس سے وجُود میں آئیگی۔ اس سے ظہُور میں آئی ہوئی معلوم کرلیں۔ اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ اہلِ مکّہ کعبہ کو پسند کرتے تھے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حضرتؐ کے تابعین اور مخالفین میں تمیز ہو جائے اس طرح سے کہ جس قبلہ کو وُہ ناپسند کرتے ہیں اور محمدؐ اس کی بابت حکم دیتا ہے۔ اگر اس میں حضرتؐ کی متابعت کریں تو مطیع اور فرمانبردار ہیں ورنہ مخالف اور نافرمان اور اہل مدینہ بیت المقدّس کو چاہتے تھے اس لیے ان کو اس کی مخالفت کرنے اور کعبہ کیطرف متوجہ ہونے کا حکم دیا تاکہ معلوم

ہو جائے کہ اپنے ناپسندیدہ اور مکروہ امر میں کون شخص محمدؐ کی موافقت کرتا ہے جو کوئی ایسا کرے وُہی اس کا مُصدِق اور موافق ہے چُنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ یعنی اگرچہ اُس وقت بیت المقدّس کی طرف مُنہ کرنا ان کو ناگوار اور دشوار معلوم ہوتا تھا۔ مگر جن کو خدا نے ہدایت کی توفیق دی تھی ان کا یہ حال نہ تھا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ پروردگارِ عالم اپنے بندوں سے اُن کی رائے کے برخلاف اپنی طاعت اور بندگی لینا چاہتا ہے تاکہ ان کی نفسانی خواہش کی مخالف صورت میں ان کی طاعت گزاری کی آزمائش ہو جائے۔

قولہٗ عزّوجلّ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ **ترجمہ:** آیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے رسُولؐ سے ایسا سوال کرو۔ جیسا کہ اس سے پہلے مُوسٰیؑ سے کیا گیا تھا اور جو کوئی کُفر کو ایمان کے ساتھ بدل ڈالے یعنی ایمان کو چھوڑ کر کُفر اختیار کرے وُہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا یعنی گمراہ ہو گیا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ کہ اے کُفّارِ قریش و یہود تم جو اپنے رسُولؐ سے ایسے آیات و مُعجزات طلب کرتے ہو جنکی بابت تم کو یہ معلوم نہیں کہ وُہ تمہارے حق میں باعثِ صلاح ہیں یا مُوجب فساد تو کیا تم اس سے ایسا سوال کرنیکا ارادہ رکھتے ہو كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ جیسا کہ اس سے پہلے مُوسٰیؑ سے سوال کیا گیا تھا اور وُہ یہ تھا کہ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ اللہ کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں اُس وقت اے بنی اسرائیل تم کو بجلی نے گھیر لیا تھا وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ اور جو کوئی بعد اس کے کہ رسُولِ خدا اس کو یہ جواب دے کہ جو کچھ تُو نے مجھ سے سوال کیا ہے اس کی بابت خُدا سے درخواست کرنی بہتر نہیں ہے ایمان سے کُفر کو تبدیل کرے یا اگر اسکی درخواست دُرست ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کر دے اور وُہ اپنی مطلوبہ آیات کے مشاہدہ کرنے کے بعد ایمان نہ لائے یا جبکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کو سوال کرنا مناسب نہیں ہے اور جن دلائل کو خُدا نے قائم کیا

پارہ الم
سورہ بقرہ
ع ۶

ہے اور جن بیّنات کو اُس نے واضح فرمایا ہے انہی پر اکتفا کرنا واجب ہے پھر بھی وُہ ایمان سے
کُفر کو تبدیل کرے کہ معاندہ کرے اور خُدا نے جس حُجّت کو اس پر قائم کیا ہے اس کا التزام نہ کرے
فقد ضلّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ وُہ ضرور اس سیدھے راستے سے بھٹک گیا جو جنّت میں پہنچاتا
ہے اور اُس راہ پر ہولیا جو جہنّم کی طرف لے جاتی ہے۔

امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے یہودیو اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ
تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ . . . الخ بلکہ تم بعد اس چیز کے جو ہم نے تم کو عطا کی ہے یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے
رسُول سے موسیٰ علیہ السّلام کا سا سوال کرو اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ دس یہودی اِس
ارادے سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے ایسے سوالات کریں جن میں عتاب و خطاب
سے پیش آئیں۔ اسی اثنا میں ایک اعرابی اس طرح دوڑتا ہُوا وہاں آیا گویا پیچھے سے اُس کو کوئی
دھکیلتا تھا اور وُہ اپنے کندھے پر ایک لاٹھی رکھے تھا اور اس کے سرے پر ایک تھیلی لٹک رہی تھی
جس کا مُنہ بندھا ہُوا تھا اور بیچ میں کوئی چیز بھری ہُوئی تھی جس کا حال کسی کو معلوم نہ تھا اور
آتے ہی آواز دی۔ اے محمدؐ میں جو کچھ پُوچھتا ہوں اس کا جواب دے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے
بھائی عرب یہ یہودی بھی تجھ سے پہلے کچھ دریافت کرنے آئے ہیں اگر تو اجازت دے تو پہلے ان کے سوالوں
کا جواب دوں اعرابی بولا کہ نہیں کیونکہ میں مُسافر اور چلا جانے والا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بیشک
تو مسافر اور راہی ہونے کے سبب اُنکی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ اعرابی نے عرض کی ایک اور بات بھی
ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ کیا اُس نے عرض کی کہ ان لوگوں کے پاس ایک کتاب بھی ہے جس کو یہ اپنے
خیال میں سچا سمجھتے ہیں اور مجھے یہ خوف ہے کہ تو کوئی ایسی بات کہے جس میں وہ تیرے ساتھ متفق
ہو جائیں اور لوگوں کا دین بگاڑنے کے لیے تیری تصدیق کریں اور میں ایسی بات پر قناعت نہ کرونگا
جب تک کوئی ظاہر اور روشن نشانی دیکھے بغیر قانع نہ ہونگا۔ تب حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ علیؑ
ابن ابی طالب کہاں ہے اس کو یہاں بُلاؤ۔ حسب ارشاد جب جناب امیرؑ وہاں آ گئے تو حضرتؐ کے
پاس گئے اعرابی نے کہا کہ اے محمدؐ میرے تجھ سے گفتگو کرتے وقت اس سے کیا مطلب ہے فرمایا اے
اعرابی تو نے مجھ سے توضیح مطلب کا سوال کیا ہے اور یہ بیان شافی اور علم کافی کا مالک ہے
میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور یہ اُس شہر کا دروازہ ہے جو کوئی علم و حکمت کا ارادہ کرے

اُس کو چاہیئے کہ دروازے سے داخل ہو جب جناب امیرؑ آنحضرتؐ کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے
حضرتؐ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جو کوئی آدمؑ کی جلالت اور شیثؑ کی حکمت اور
ادریسؑ کی دانش و ہیبت اور نوحؑ کا شکر و عبادت اور ابراہیمؑ کی وفا اور خلّت اور موسیٰؑ کا
تمام دُشمنان و مخالفانِ خدا کو دُشمن رکھنا اور عیسیٰؑ کا سب مومنوں سے محبت اور معاشرت کرنا
دیکھنا چاہے اس کو چاہیئے کہ اس (علیؑ ابن ابی طالب) کی طرف دیکھ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد
سُن کر مومنوں کا تو ایمان اور زیادہ ہو گیا اور منافقوں کا نفاق بڑھ گیا۔ اعرابی بولا کہ اے محمدؐ
یہ تو نے اپنے چچا کے بیٹے کی تعریف کی ہے۔ اس کا شرف تیرا شرف ہے اور اس کی عزت
تیری عزت ہے میں ان میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کرتا جبتک کہ کوئی ایسا شخص شہادت
نہ دے جس کی شہادت میں جھُوٹ اور فساد کا گمان نہ ہو۔ جب اس سے دریافت کیا گیا کہ وُہ ایسا
شخص کون ہے تو بولا کہ اگر یہ سوسمار گواہی دے تو میں تسلیم کروں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ
اے بھائی عرب اس کو تھیلی سے نکال اور اس سے گواہی طلب کر تا کہ وُہ میری نبوت اور
میرے اس بھائیؑ کی فضیلت کی شہادت دے۔ اعرابی بولا کہ میں نے اس کے شکار کرنے
میں بڑی تکلیف اُٹھائی ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ چھُوٹ کر بھاگ نہ جائے حضرتؐ نے فرمایا
تو کچھ خوف نہ کر یہ بھاگنے کی نہیں بلکہ یہاں توقف کر کے ہماری صداقت اور فضیلت کی
گواہی دے گی۔ اعرابی نے کہا مجھے تو اس کے چھُوٹ جانے کا ڈر ہے حضرتؐ نے فرمایا اگر
یہ بھاگ گئی تو تجھ کو ہمارے جھُٹلانے اور ہم پر حُجت قائم کرنے کے لیے یہی امر کافی ہوگا۔ یہ
ہرگز نہ جائے گی بلکہ ہمارے حق میں سچی گواہی دے گی پس جب وُہ شہادت دے چکے تو اس
کو جانے دینا کہ میں اس کے عوض میں تجھ کو وُہ چیز دُونگا۔ جو تیرے لیے اس سے بہتر ہوگی الغرض
اعرابی نے سوسمار کو تھیلی سے نکال کر زمین پر چھوڑ دیا وُہ وہیں ٹھہر گئی اور حضرتؐ کی طرف
مُنہ کیا اور اپنے رُخساروں کو عاجزی سے خاک پر ملا پھر اپنا سر اُٹھایا اور
اللہ تعالیٰ نے اس کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور وُہ بولی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ
اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں وُہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور
میں شہادت دیتی ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور پیغمبر اور اس کا برگزیدہ ہے اور یہ بندہ

نازل کیا گیا۔ نیز اور جگہ فرماتا ہے۔ وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۝ اور کفار نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جبتک کہ تو ہمارے لیے زمین سے چشمے جاری نہ کر دے یا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ تیری ملکیت میں نہ ہو کہ تو اس کے درمیان خوب طرح نہریں جاری کرے یا جیسا کہ تو خیال کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے یا تیرے لیے کوئی طلائی مکان نہ ہو یا تو آسمان پر نہ چڑھے اور ہم تیرے آسمان پر چڑھنے کا یقین نہ کریں گے۔ جبتک کہ تو کوئی تحریر ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں۔

یہ کہہ کر ان کافروں نے حضرتؐ سے کہا کہ اگر تو موسیٰؑ کی طرح پیغمبر ہوتا تو تجھ سے ہمارے اس سوال کرنے کی وجہ سے ہم پر بجلی ضرور گرائی جاتی کیونکہ ہمارا سوال قوم موسیٰؑ کے سوالات سے بہت سخت ہے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ رسولِ خدا ایک روز مکہ معظمہ میں صحن کعبہ کے اندر تشریف رکھتے تھے کہ روسائے قریش مثلِ ولید ابن مغیرہ مخزومی ابوالبختری ابنِ ہشام ابوجہل ابن ہشام عاص ابن وائل سہمی عبداللہ ابن ابوامیہ مخزومی وہاں آکر جمع ہوئے اور ان کے خویش و اقارب کی ایک جماعت کثیر ان کے ہمراہ تھی اور اُس وقت آنحضرتؐ کے پاس چند اصحاب حاضر تھے اور آپ اُن کو قرآن سنا رہے تھے اور خدا کے اوامر و نواہی ان کو پہنچا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ مشرک باہم ذکر کرنے لگے کہ دیکھو محمدؐ کا کام بہت جلد بن گیا اور اس کا معاملہ بہت زور پکڑ گیا ہے۔ آؤ اس کو زجر و توبیخ اور سرزنش کریں اور اس پر احتجاج کر کے اس کے دین کو باطل کر دیں تاکہ اسکی شان اس کے اصحاب کی نظروں میں کم ہو جائے اور ان کے نزدیک اسکی قدر و منزلت گھٹ جائے شاید ایسا کرنے سے وہ اپنی گمراہی اور جھوٹے دعویٰ اور سرکشی اور طغیانی سے باز آجائے اگر وہ اس طرح ہٹ جائے تو بہتر ورنہ پھر شمشیر بُراں سے کام لیں گے ابوجہل بولا کہ اس سے مکالمہ اور مجادلہ کون کرے گا عبداللہ

بن ابوامیہ نے کہا کہ میں کیا تو مجھ کو اس کا اچھا ہمسر اور کافی طور پر اس سے مجادلہ کرنے والا نہیں سمجھتا ابوجہل نے جواب دیا کہ ہاں آخر کار سب جمع ہو کر وہاں آئے اور عبداللہ مذکور نے گفتگو شروع کی اور بولا کہ اے محمدؐ تو نے ایک امرِ عظیم کا دعویٰ کیا ہے اور ایک ہولناک بات کا قائل ہوا ہے تو گمان کرتا ہے کہ میں رسولِ رب العالمین ہوں حالانکہ تمام عالموں کے پروردگار اور جمیع مخلوقات کے آفریدگار کے شایاں نہیں ہے کہ تجھ سا اس کا رسول ہو جو ہم جیسا ایک بشر ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں خرید و فروخت کرتا پھرتا ہے اور شاہانِ روم و ایران کا قاعدہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنا پیام بر مقرر کرتے ہیں جو نہایت مالدار اور عظیم الشان ہوتا ہے اور حویلیوں مکانوں سراپردوں خیموں اور غلاموں اور خدمتگاروں کا مالک ہوتا ہے اور پروردگار عالمین ان تمام بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں اگر تو پیغمبر ہوتا تو تیرے ہمراہ کوئی ایسا شخص بھی ضرور ہوتا جو تیری تصدیق کرتا اور ہم اس کو دیکھتے بلکہ اگر حق تعالیٰ ہماری طرف پیغمبر کو بھیجنا چاہتا تو وہ فرشتے کو بھیجتا نہ کہ ہم جیسے بشر کو اے محمدؐ تجھ کو کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو نبی نہیں ہے۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ کچھ اور کہنا باقی ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اگر اللہ ہم پر کسی پیغمبر کو مبعوث کرنا چاہتا تو ہم میں سے کسی مالدار اور صاحب حشمت و جاہ شخص کو پیغمبر مقرر کرتا بھلا یہ قرآن جس کی نسبت تو گمان کرتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اسکے ساتھ تجھ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے ہماری دونوں بستیوں مکہ اور طائف کے کسی بڑے رئیس پر کیوں نازل نہ ہوا کہ مکہ میں تو ولید ابنِ مغیرہ ہے اور طائف میں عروہ ابن مسعود ثقفی جب اسکی تقریر اس مقام پر پہنچی تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے عبداللہ اب بھی کچھ کہنا باقی ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اور ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تو مکہ کی زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دے کہ وہاں کی زمین نہایت سخت سنگلاخ اور پہاڑی ہے تو اسکو کھود کر اور شگافتہ کر کے اس میں چشمے جاری کر دے کیونکہ ہم کو انکی ضرورت ہے یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو کہ تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور ان کھجوروں اور انگوروں کے درمیان خوب نہریں جاری کرے (اس صورت میں ہم ایمان لا سکتے ہیں) یا جیسا کہ تو گمان کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دے کیونکہ تو تے ہم سے کہا ہے کہ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا

مِنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ اگر وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بتہ مِلا ہوا بادل ہے شاید ہم یہی بات کہیں یا جب تک کہ تو اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ تو ان کو لائے اور وہ ہمارے مقابل ہوں تب تک ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے یا یہ کہ تیرے پاس سونے کا گھر ہو کہ تو اس میں سے مال و زر عطا کرکے ہم کو مالدار اور غنی کر دے۔ اس وقت شاید ہم سرکشی اور نافرمانی اختیار کریں کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی نہیں نہیں جب انسان اپنے آپ کو غنی جانتا ہے تو ضرور سرکش اور نافرمان ہو جاتا ہے یا جبتک تو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے کا کبھی یقین نہ کریں گے جبتک کہ تو ہم پر کوئی تحریر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں اور اس میں یہ مضمون درج ہو کہ یہ تحریر خدائے عزیز و حکیم کی طرف سے عبداللہ ابن ابوامیہ مخزومی اور اس کے ہمراہیوں کی طرف ہے کہ وہ محمدؐ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ایمان لائیں۔ کیونکہ وہ میرا پیغمبر ہے اور اس کے قول کی تصدیق کریں کیونکہ وہ میری طرف سے کہتا ہے۔ اس کے بعد عبداللہ نے کہا کہ اے محمدؐ جب تو یہ سب کچھ کر چکے تو بھی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں گا یا نہیں بلکہ اگر تو ہم کو آسمان کی طرف لے جائے اور اس کے دروازے کھول کر ہم کو اس کے اندر داخل کرے تو بھی ہم یہی کہینگے کہ ہماری آنکھیں نشہ میں آگئیں اور ہم کو کسی نے تسخیر کر لیا ہے۔

اُس وقت حضرتؐ نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی یا اللہ تو ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے تیرے بندے نے جو کچھ کہا وہ تجھ کو معلوم ہے اس وقت آیۂ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ ۔ ۔ ۔ رَجُلًا مَّسْحُوْرًا o نازل ہوئی پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا تو دیکھ کہ تیرے واسطے انھوں نے کیونکر مثالیں بیان کیں ہیں پس وہ گمراہ ہو گئے اور یہ کبھی راہ ہدایت پر نہیں آسکتے بعدازاں یہ آیت نازل کی کہ اے محمدؐ تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا o وہ ذات بہت بزرگ و برتر ہے کہ اگر وہ چاہے تو ان باغوں (جن کا وہ تجھ سے ذکر کرتے ہیں) سے بہتر باغ تجھ کو عطا کرے کہ ان کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں اور تیرے واسطے بلند محل مقرر کر دے اور یہ

فرقان ۱۸ ع ۱

آیت نازل کی اے محمدؐ فَلَعَلَّکَ تَارِکٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُکَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَکٌ o شاید تو اس چیز کے بعض حصے کو ترک کرنے والا ہے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اور اس کے ظاہر کرنے سے تیرا سینہ تنگ ہے کہ مبادا وہ یہ کہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہ نازل کیا گیا یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا جو اس کی تصدیق کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَکٌ ط وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ o وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ o اور ان کافروں نے کہا کہ اس پر فرشتہ کیوں نہ نازل کیا گیا اور اگر ہم فرشتے کو نازل کرتے تو ان کی ہلاکت کا امر فیصل ہو جاتا پھر ان کو مہلت نہ ملتی اور اگر ہم پیغمبر فرشتہ کو کرتے یعنی فرشتے کو پیغمبر مقرر کرتے تو ضرور اس کو مرد کی صورت میں کرتے اور ضرور ان پر اس چیز کو مشتبہ کرتے جس کی بابت وہ اب شبہ میں ہیں۔ یعنی جب فرشتہ مرد کی صورت پیغمبر ہو کر آتا تو ان کو وہی اعتراض باقی رہتا اور کہتے کہ ہم جیسا آدمی پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے۔

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ میں تمہاری طرح کھاتا پیتا ہوں اور یہ گمان کیا کہ ایسا شخص خدا کا رسول نہیں ہو سکتا سو تمام کام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو اس کے کاروبار میں چون و چرا اور اعتراض کی گنجائش ہے دیکھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو فقیر اور محتاج بنایا ہے اور کسی کو غنی اور مالدار اور کسی کو عزت عطا کی ہے اور کسی کو ذلت اور کسی کو تندرست کیا ہے اور کسی کو بیمار کسی کو شریف بنایا ہے اور کسی کو کمینہ اور یہ سب کھانا ہی کھاتے ہیں اب فقیروں کی مجال نہیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو نے ہم کو فقیر کیوں کیا اور ان کو کس لیے غنی اور نہ کمینے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو نے ہم کو کم درجہ کیوں بنایا اور انکو شرف کیوں دیا اور نہ مصیبت زدہ اور نہ ضعیف لوگوں کو اتنا کہنے کا مقدور ہے کہ تو نے ہم کو مصیبت میں کس لیے مبتلا کیا اور کیوں ضعیف و ناتواں کر دیا اور ان کو صحیح سلامت رکھا نہ ذلیل لوگ دم مار سکتے ہیں کہ ہم کو ذلت میں کس لیے ڈالا اور ان کو عزت کیوں دی اور نہ بدصورت کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو بدصورت کیوں بنایا اور

پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۲

پارہ ۷ سورۂ انعام ع ۱

ان کو خوبصورتی کیوں عطا کی۔ بلکہ اگر وہ اس طرح کہیں تو اپنے پروردگار پر معترض اور اُس کے احکام میں جھگڑنے والے اور اس کے مُنکر اور کافر ٹھہریں گے اور اس کی طرف سے اُن کو یہ جواب ملے گا کہ میں ایسا بادشاہ ہوں کہ کسی کو پست کرتا ہوں اور کسی کو بلند اور کسی کو غنی کرتا ہوں اور کسی کو فقیر اور کسی کو عزّت دیتا ہوں اور کسی کو ذلّت کسی کو تندرستی عطا کرتا ہوں اور کسی کو بیماری میں مُبتلا کرتا ہُوں اور تم میرے بندے ہو تم کو میری فرمانبرداری اور میرے حکم کی متابعت کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے۔ اگر تم میری فرمانبرداری کرو گے تو میرے مومن بندے قرار پاؤ گے اور اگر نافرمانی کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور میرے عذابوں میں پڑ کر ہلاک ہو گے۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ بلحاظ بشریّت کے، مَیں تم ہی جیسا آدمی ہوں۔ لیکن اِتنا فرق ہے کہ پروردگارِ عالم نے تم میں سے مجھ کو اپنی نبوّت کے لیے خاص کیا ہے (کہ میری طرف وحی کی ہے کہ تمھارا خدا ایک ہی ہے) جیسا کہ بعض کو امیری اور تندرستی اور خوبصورتی سے مخصوص کرتا ہے اور بعض کو یہ چیزیں نہیں دیتا۔ پس تم نبوّت کے ساتھ میرے مخصوص ہونے کا انکار مت کرو۔

سورہ کہف ۱۵

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ رُوم و ایران کے بادشاہ ایسے شخص کو اپنا پیام بَر مقرّر کرتے ہیں جو بڑا مالدار اور نہایت خوب صورت ہوتا ہے اور محلوں مکانوں سراپردوں خیموں غلاموں اور خدمت گاروں والا ہوتا ہے اور پروردگارِ عالم ان سب بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اسکے بندے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدبّر اور حکیم ہے وہ نہ تو تیرے گمان اور سمجھ کے موافق کرتا ہے اور نہ تیری درخواست اور آرزو کے مطابق بلکہ جو کچھ وُہ خود چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ان کے دین سے خبردار کرے اور ان کو ان کے پروردگار کی طرف بُلائے اور اس کام میں رات دن اپنی جان کو کھپائے اگر وُہ پیغمبر محلّوں والا ہوتا تو اُن میں چھُپا رہتا اور اس کے نوکر چاکر اور خدمت گار لوگوں کی نظروں سے اسکو چھُپائے رکھتے اِس طرح سے رسالت ضائع جاتی اور کاموں میں تاخیر

ہو جاتی آیا تُو نے نہیں دیکھا کہ بادشاہ جب حجابوں میں پوشیدہ رہتے ہیں تو مُلک میں کیسے فساد اور خرابیاں پڑ جاتی ہیں اور ان کو خبر تک بھی نہیں ہوتی۔ اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بے مال اسی واسطے مبعوث کیا ہے کہ تم کو اس جلّشانہٗ کی قدرت اور قوّت معلوم کراؤں اور یہ ظاہر کروں کہ وُہ اپنے رسُولؐ کا ناصر و مددگار ہے اور تم نہ تو اس کو قتل کر سکتے ہو اور نہ رسالت سے ہٹا سکتے ہو۔ اس سے اُس کی قدرت اور تمھارا عجز صاف ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھ کو تم پر فتحیاب کریگا اور مجھ کو تمھارے قتل کرنے اور قید کر لینے کی قدرت حاصل ہوگی بعدازاں مجھ کو تمھارے مُلک پر ظفر یاب کریگا اور مومنین اس پر قابض ہوں گے اور تم کو اور تمھارے ہم مذہبوں کو اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔

بعدازاں ارشاد فرمایا اور یہ جو تُو نے میری نسبت کہا کہ اگر تُو رسُول ہوتا تو تیرے ساتھ ضرور ایک فرشتہ ہوتا جو ہمارے سامنے تیری تصدیق کرتا بلکہ اگر وہ ہماری طرف پیغمبر بھیجنا چاہتا تو فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتا نہ کہ ہم جیسے ایک آدمی کو اس کا جواب سُن کر فرشتے کو تمھارے حواس مُشاہدہ نہیں کر سکتے کیونکہ وُہ اس ہوا کی جنس سے ہے جو غیر مرئی ہے اور اگر تمھاری نظروں کو اِس قدر تیز کر دیا جاتا کہ تم اس کو مشاہدہ کر لیتے تو تم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو بشر ہے کیونکہ وُہ تم کو بشر ہی کی صورت میں دکھایا جاتا۔ جس سے تم مانوس ہوتا کہ تم اس کی گفتگو پُورے طور سے سُنو اور اسکی بات اور مُراد کو سمجھو۔ پھر تم کو کیونکر اس فرشتے کی صداقت اور اس کے قول کی سچائی معلوم ہوتی (جس طرح میری سچائی تم کو معلوم نہیں ہوتی) بلکہ حق تعالیٰ نے بشر ہی کو اپنا پیغمبر مقرّر کیا۔ اور اس کے ہاتھ پر ایسے ایسے مُعجزات ظاہر کیے جو ان لوگوں کی طبیعتوں میں نہیں پائے جاتے۔ جن کے دلوں کا حال تم کو معلوم ہے اس وجہ سے جو چیز اس نے ظاہر کی اس سے تمھارے عاجز ہونے سے تم کو معلوم ہو گیا کہ وُہ معجزہ ہے اور یہی خُدا کی طرف سے اُس کی صداقت کی شہادت ہے۔

اور اگر فرشتہ تمھارے سامنے ظاہر ہوتا اور اس کے ہاتھ پر کوئی ایسی چیز ظاہر ہوتی جس سے بشر عاجز ہو اس سے تم کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ بات اسکے اور ہم جنس فرشتوں کی طبیعتوں میں نہیں پائی جاتی جو اس کو معجزہ کہہ سکیں۔ دیکھو پرندوں کا اُڑنا معجزہ میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی

ادر جنسوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور اگر کوئی آدمی پرندوں کی طرح اُڑنے لگے تو اس کا یہ
فعل معجزے میں داخل ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے امرِ نبوت کا تسلیم کرنا تمھارے واسطے سہل کر
دیا ہے اور اس کو اس طرح رکھا ہے کہ اپنی حُجت کو تم پر قائم کرے حالانکہ تم ایسے ضعیف عمل
کی درخواست کرتے ہو جس میں کسی کی حُجت نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تُو نے میری نسبت جو یہ کہا کہ تجھ کو کسی نے جادو کر دیا ہے اب تُو بتا
کہ میں کیونکر ایسا ہوں حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں صحت تمیز و عقل میں تم سب سے بڑھ کر ہُوں تم نے
بھی ابتدا سے لے کر چالیس سال کی عمر تک کبھی مجھ سے کسی قسم کی رُسوائی یا لغزش یا جھوٹ یا
بدکاری یا خطائے قولی یا سفاہت رائے دیکھی ہے؟ کیا تم گمان کر سکتے ہو کہ جو شخص اتنی مُدت
تک ان خطاؤں سے محفوظ رہے۔ وُہ اپنی قوتِ نفس سے محفوظ رہا ہے یا پروردگارِ عالم کی قوت
اور مدد سے۔ دیکھو اسی واسطے خدا فرماتا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ اے محمدؐ تو دیکھ کہ ان لوگوں نے تیرے لیے کیونکر مثالیں بیان
کی ہیں۔ پس وُہ گمراہ ہو گئے اور وُہ اس بات کی طرف راہ نہ پا سکیں گے کہ اپنے اکثر باطل
دعوؤں کو جن کا باطل ہونا تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی حُجت کے ساتھ
تیرے اُوپر ثابت کریں۔

پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ
رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ یہ قرآن مکہ اور طائف کے دو سرداروں ولید ابن مغیرہ (سردار مکہ)
اور عروہ ابن مسعود ثقفی (سردار طائف) میں سے کسی ایک سردار پر کیوں نہ نازل کیا گیا اس کا جواب
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے مال کو بزرگ اور عظیم نہیں جانتا جیسا کہ تو سمجھتا ہے اور اس کے
نزدیک اس کی کچھ وُقعت نہیں جیسی کہ تیرے نزدیک ہے بلکہ اگر اسکے نزدیک دُنیا کی وُقعت مچھر
کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو وُہ کافر اور مخالف کو پیاس بھر پانی سے بھی سیراب نہ کرتا اور اللہ کی رحمت
کی تقسیم تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ وُہ خود ہی اپنی رحمتوں کا تقسیم کرنے والا ہے۔ اپنے
بندوں اور کنیزوں کے بارے میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح تو کسی مالدار کے مال و جاہ
سے خوف کرتا ہے۔ اس طرح وُہ پروردگارِ بزرگ و برتر اس سے خوف نہیں کرتا جو اس کو

نبوت کے لیے انتخاب کرے اور نہ اس کو تیری طرح سے کسی کے مال اور حال کی طمع ہے کہ اس
باعث سے اس کو نبوت کے لیے خاص کرے اور نہ وُہ کسی کو اپنی خواہشِ نفسانی کے لیے دوست
رکھتا ہے جیسا کہ تو رکھتا ہے کہ جو غیر مُستحق کو مُستحق پر مُقدم کرے بلکہ اس کا مُعاملہ عین عدل
و انصاف پر مبنی ہے اس لیے دین اور اپنے جلال کا اعلیٰ مرتبہ اسی شخص کو عطا فرماتا ہے
جو اس کی اطاعت کے بجالانے میں سب سے افضل ہو اور اس کی خدمت گذاری
میں سب سے زیادہ سرگرم اور ساعی ہو اور ایسا ہی دین اور اپنے جلال کے مراتب میں سب سے
موخر اس شخص کو رکھتا ہے جو اسکی طاعت کے بجالانے میں سب سے بڑھ کر سُستی کرتا ہو اور جب وُہ
اس صفت سے موصوف ہے تو وہ مال اور حال کی طرف نظر نہ کریگا۔ بلکہ یہ مال اور حال محض اس کا
تفضل اور احسان ہے اور اس پر کسی بندے کا کوئی لازمی حق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جب وُہ اپنے
فضل و کرم سے کسی بندے کو مال عطا کرے تو اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسی طرح سے اسکو نبوت بھی
عنایت فرمائے کیونکہ نہ تو کوئی اس کو اسکے منشا کے خلاف پر مجبور کر سکتا ہے اور نہ فضل و احسان
کرنا اس پر لازم کر سکتا ہے کہ اس سے پہلے اس نے اپنے فضل و کرم سے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی
ہیں۔ اے عبداللہ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص کو کس قدر مالدار کرتا ہے اور بدصورت رکھتا ہے اور
ایک کو خوبصورت بناتا ہے اور محتاج کر دیتا ہے ایک کو شرفِ عظیم عطا فرماتا ہے مگر تنگدست کر دیتا
ہے اور ایک کو صاحبِ مال کرتا ہے مگر رذیل کر دیتا ہے اب اس غنی کو یہ کہنے کا اختیار نہیں ہے
کہ مجھ کو اس ثروت اور دولت کے ساتھ فلاں شخص کا سا جمال کیوں نہ عطا فرمایا اور نہ اس
خوبصورت شخص کو اختیار ہے کہ یہ کہہ سکے کہ مجھ کو اس خوبصورتی کے ساتھ فلاں شخص کی سی ثروت
اور دولت کیوں نہ مرحمت فرمائی اور نہ شریف یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کا سا مال بھی کیوں نہ
دیا اور نہ رذیل یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کی سی شرافت کیوں نہ عطا فرمائی۔ مگر خدا
حاکم ہے جس طرح چاہتا ہے تقسیم کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ اپنے
افعال میں حکیم اور اپنے اعمال میں محمود (تعریف کیا گیا ہے) چنانچہ آیۂ ذیل اس پر دال ہے
وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ أَهُمْ
يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

پارہ ۲۵
سورۂ زخرف
ع ۳

کفارِ قریش نے کہا کہ یہ قرآن مکّہ اور طائف کے دو رئیسوں میں سے کسی ایک پر کیوں نہ نازل ہوا (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کہ خدا کی رحمت کو کیا وُہ تقسیم کرتے ہیں؟ اے محمدؐ ان کی زندگی دُنیا میں ان کی معاش کو ہم ہی نے تقسیم کیا ہے اور ایک کو دُوسرے کی طرف جانے کا محتاج کیا ہے کوئی کسی کے پاس طلب مال کے لیے جاتا ہے اور کوئی اسباب کے لیے کسی کے پاس جاتا ہے اور کوئی خدمت کرنے کے لیے تو دیکھتا ہے کہ ایک شاہنشاہ عظیم الشان اور سب سے بڑھ کر مالدار اور غنی شخص کو بعض ضروریات میں ایک نہایت مُحتاج اور تنگدست آدمی کی ضرورت پڑتی ہے یا تو اس سبب سے کہ کوئی اسباب مثلاً اس محتاج آدمی کے پاس موجود ہے اور اس بادشاہ کے پاس نہیں ہے یا وُہ کسی ایسی خدمت کے قابل ہے جس سے وُہ بادشاہ مستغنی نہیں ہے یا علم و حکمت کا کچھ حصّہ اس شخص کو حاصل ہے کہ وُہ بادشاہ اس محتاج سے اُس کا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے اور یہ فقیر اُس بادشاہ غنی کے مال کا محتاج ہے اور یہ بادشاہ اس فقیر کے علم یا رائے یا معرفت کا محتاج۔ اب فقیر کو یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اس رائے اور علم اور فنونِ حکمت کے ساتھ مال کیوں نہ دیا گیا اور نہ اس بادشاہ کو سزاوار ہے کہ وُہ کلمہ زبان پر لائے کہ مُجھ کو اِس مُلک و دولت کے ساتھ اس فقیر کا سا علم بھی کیوں نہ عطا فرمایا۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ہم نے بعض آدمیوں کو بعض آدمیوں پر درجوں میں بلند کیا ہے تاکہ بعض آدمی بعضوں کو اپنا تابع اور محکوم بنائیں اور تیرے پروردگار کی رحمت مال و متاعِ دُنیوی سے جس کو وُہ لوگ جمع کرتے ہیں بہتر ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تو یہ معجزات نہ دکھائے اِس کا بھی جواب سُن کہ تُو نے محمدؐ سے وُہ چیزیں طلب کی ہیں کہ بعض تو ان میں سے ایسی ہیں کہ اگر وُہ ان کو ظاہر کر دے تو وُہ رسُولِ خدا کی نبوّت کی دلیل نہ ٹھہریں گی اور پیغمبرِ خدا اس سے برتر ہے کہ جاہلوں کی جہالت کو غنیمت جانے اور ایسی چیز کو حجت کے طور پر پیش کرے جس میں کسی قسم کی حُجّت نہ ہو اور بعض ایسی ہیں کہ اگر وُہ ظاہر ہو جائیں تو تُو اور تیرے

ہمراہی ہلاک ہو جائیں اور دلائل و براہین صرف اس لیے پیش کی جاتی ہیں کہ بندگانِ خدا پر ایمان لانا لازم ہو جائے نہ اس واسطے کہ وُہ ان کے لیے مُوجبِ ہلاکت ہوں اور تُو نے اپنی ہلاکت کی درخواست کی ہے اور پروردگارِ عالم جو اپنے بندوں پر سب سے بڑھ کر رحیم اور مہربان ہے اور ان کی مصلحتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور آنکی درخواست پر ان کو ہلاک نہیں کرتا۔

اور منجملہ ان کے بعض چیزیں محال ہیں کہ ان کا وقُوع میں آنا درست اور جائز نہیں ہے اور رسُولؐ خدا ان سے تجھ کو آگاہ کرتا ہے اور تیرے عُذروں کو قطع کرتا ہے اور تجھ پر اپنی مخالفت کا رستہ تنگ کرتا ہے اور دلائلِ خدا کے ذریعہ اپنی تصدیق کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ تجھ کو فرار اور گریز کی صُورت باقی نہ رہے۔

اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی نسبت تُو نے اپنے دل میں ٹھان رکھا ہے کہ میں ان میں مخالفت اور سرکشی کروں گا اور رسُولؐ خدا کی حُجت کو قبول نہ کروں گا اور کوئی دلیل نہ سُنوں گا۔ اور جو شخص کہ ایسا ہو اس کا علاج آگ کا عذاب ہے کہ آسمان پر سے اس پر نازل ہو یا جہنم واصل ہو یا دوستانِ خدا کی تلواروں سے قتل کیا جائے۔

اے عبداللہ تو نے جو یہ کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو مکّہ کی زمین میں کوئی چشمہ جاری نہ کر دے۔ کیونکہ وہاں کی زمین پتھریلی اور پہاڑی ہے تو اسکی زمین کو شگافتہ کرے اور کھود کر اُس میں چشمے جاری کرے کیونکہ ہم کو ان کی ضرورت ہے تُو نے یہ سوال تو کیا مگر خدا کی دلیلوں سے تو واقف نہیں ہے۔ اگر میں ایسا کر دکھاؤں تو کیا اس کے سبب میں نبی ہو جاؤں گا۔ دیکھ تو سہی طائف میں تیرے کئی ایک باغ ہیں کیا وہاں پر کئی مقام خراب اور سخت نہ تھے کہ تُو نے ان کو سنوارا اور برابر کیا اور کھود کر ان میں کئی چشمے زمین سے نکال کر جاری کیے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہاں حضرتؐ نے فرمایا کہ اور لوگ بھی ایسے ہوں گے کہ انھوں نے تیری طرح چشمے نکالے ہوں گے وُہ بولا کہ ہاں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا تُو اور وُہ لوگ اِس کام کے کرنے سے پیغمبر ہو گئے اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا اسی طرح اگر میں یہ بات کر دکھاؤں تو یہ میری نبوّت کی دلیل نہ ہو گی۔ تیرا یہ قول ایسا ہی ہے جیسے تو یہ کہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو کھڑا ہو کر زمین پر نہ چلے یا جس طرح لوگ کھانا کھاتے ہیں تو کھانا نہ کھائے۔

اور تُو نے یہ جو کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ کھجوروں اور انگوروں کا باغ تیرے پاس نہ ہو کہ اس میں سے تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور اس میں خوب طرح سے نہریں جاری کرے اس کا جواب بھی سُن لے کیا تیرے پاس اور تیرے ساتھیوں کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ نہیں ہیں کیا تم سب ان باغوں کے سبب پیغمبر بن گئے اُس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا پھر تم رسولِ خدا سے کیوں ایسے سوال کرتے ہو کہ اگر وُہ تمھاری درخواست کے مطابق ان کو کر دکھائے تو وُہ اس کی سچائی کی دلیل نہ ہونگے بلکہ اگر وُہ ان کو پیش کرے تو اس کا یہ فعل اس کے کاذب ہونے پر دلالت کریگا کیونکہ اس وقت وہ ایسی چیزوں کو حجت کے طور پر پیش کرتا ہے جن میں کسی قسم کی حُجت نہیں پائی جاتی اور ضعیف لوگوں کی عقلوں اور دینوں کو فریب دینے والا کہلائے گا۔ اور رسولؐ ربّ العالمین اس عیب سے بالکل پاک اور بری ہے۔

اور یہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو جیسا کہ تیرا گمان ہے آسمان کو پارہ پارہ کر کے ہم پر نہ گرا دے۔ کیونکہ تو کہتا ہے کہ کفار جس وقت آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہُوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بتہ ملا ہوا بادل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان کا گرنا تمھاری ہلاکت اور موت کا باعث ہے اور اس درخواست سے تیرا یہی ارادہ ہے کہ رسولِ خدا تجھ کو اس کے ساتھ ہلاک کر دے۔ مگر وُہ تیرے حال پر بہت مہربان ہے اور وُہ تجھ کو ہلاک نہ کریگا۔ بلکہ خُدا کی حجتوں کو تجھ پر قائم کریگا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی درخواست کے موافق ہی اپنے نبی کو حجتیں اور دلیلیں عطا نہیں فرماتا۔ کیونکہ بندے اِس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ ہماری درخواست کے قبول کرنے میں کیا کیا فساد اور خرابیاں وقوع میں آئیں گی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی درخواست باہم مختلف اور متضاد ہوتی ہے کہ اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ سب مجھ سے جدا جدا درخواستیں کرتے تو جائز تھا کہ یہ تو درخواست کرے کہ آسمان ہم پر گرایا جائے اور دُوسرا شخص یہ کہے کہ آسمان ہم پر نہ گرایا جائے بلکہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کیا جائے اور آسمان زمین پر آپڑے اور یہ متضاد اور منافی ہوتیں اور یہ اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا اور اللہ اپنی تدبیروں کو ایسے طریق پر جاری نہیں کرتا جس میں محال لازم آئے۔

بعدازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ کیا تُو نے کسی طبیب کو دیکھا ہے کہ بیماروں کو ان کی خواہش کے موافق دوا دے وہ تو وہی تدبیر عمل میں لاتا ہے جس میں ان کی بہتری سمجھتا ہے خواہ مریض اس کو پسند کرے یا نہ کرے۔ پس تم لوگ بیمار ہو اور اللہ تمھارا طبیب ہے اگر تم اسکی دوا کی پیروی کرو گے تو تم کو شفا عنایت کریگا اور اگر سرکشی کرو گے تو اس سے محروم رکھے گا۔

اے عبداللہ تُو نے کبھی ایسا بھی سُنا ہے کہ کسی حاکم نے زمانہ گزشتہ میں کسی مُدعی پر اس بات کو لازم کیا ہو کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مُدعیٰ علیہ کی درخواست کے موافق گواہ اور دلیل پیش کرے اگر ایسا کیا جائے تو کبھی کسی کا کسی پر کوئی دعویٰ اور حق ثابت نہ ہو اور ظالم اور مظلوم اور سچے اور جھوٹے میں فرق نہ ہو سکے۔

بعدازاں فرمایا اور یہ جو تُو نے کہا کہ ہم کبھی تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو نہ لائے کہ وہ ہمارے سامنے ہوں اور ہم ان کو دیکھیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا وقوع میں آنا بالکل محال ہے اور اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کیونکہ ہمارا پروردگار مخلوقات کی طرح نہیں ہے کہ آئے جائے اور چلے پھرے اور کسی چیز کے مقابل ہو جو اس کو لایا جائے۔ پس تم نے ناممکن امر کا سوال کیا ہے اور یہ بات جسکی تُو نے خواہش کی ہے۔ تیرے ضعیف اور ناقص بُتوں ہی کی صفت ہے جو نہ سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کسی چیز کو جانتے ہیں اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اے عبداللہ کیا تیرے پاس کھیت اور باغات اور زمینیں ہیں اور ان پر رکھوالے اور منتظم رکھے ہُوئے ہیں وُہ بولا کہ ہاں۔ فرمایا تو کیا تُو بذاتِ خود ان کے حالات کو دیکھتا بھالتا ہے یا اپنے اور اپنے اہلِ معاملہ کے درمیان کچھ وکیل اور سفیر مقرر کر رکھے ہیں جو تجھ کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں عبداللہ نے جواب دیا کہ سفیروں کے ذریعے سے کارروائی ہوتی ہے۔ فرمایا دیکھ اگر تیرے اہلِ معاملہ اور کاشتکار اور نوکر چاکر تیرے سفیروں کو کہیں کہ ہم تمھاری اس سفارت کی تصدیق نہیں کرتے جبتک کہ تم عبداللہ ابن ابوامیہ کو ہمارے سامنے نہ لاؤ۔ پھر ہم تمھاری ان باتوں کو جو اس کی طرف سے کہہ رہے ہو بالمشافہ سُنیں گے اب بتا کہ تو ان کی اس بات کو قبول کرلے گا۔ یہ بات تیرے نزدیک ان کے لیے جائز ہوگی وُہ بولا کہ نہیں فرمایا تو اب تیرے سفیروں کو کیا کرنا چاہیئے کیا ان کو تیری طرف سے

کوئی ایسی صحیح نشانی ان کے سامنے نہیں پیش کرنی چاہیئے جو ان کی صداقت پر دال ہو؟ جس کو دیکھ کر ان منکروں پر بھی ان سفیروں کی تصدیق کرنی لازم اور واجب ہو جائے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ فرمایا دیکھو اگر تیرا سفیر ان لوگوں کی یہ درخواست سُن کر تیرے پاس واپس آئے اور تجھ سے کہے کر تو اُٹھ کر میرے ساتھ چل کیونکہ انھوں نے تجھ کو بُلایا ہے کیا یہ بات تیری طبیعت کے برخلاف نہ ہوگی اور تو اُس سے یہ نہ کہے گا کہ تو فقط میرا ایلچی ہے اور صلاح کار اور حاکم نہیں ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو پھر جس درخواست کا اپنے کاشتکاروں اور اہلِ معاملہ کی طرف سے اپنے ایلچی سے کیا جانا پسند نہیں کرتا اسکو رسول رب العالمین سے کیوں کرتا ہے اور کیونکر تُو نے یہ ارادہ کیا کہ رسولِ خدا اپنے پروردگار پر امر و نہی کرکے اس کے نزدیک بُرا بنے حالانکہ تو ایسی بات کو اپنے ایلچی کے لیے جس کو تُو نے اپنے کاشتکاروں اور کارندوں کی طرف بھیجا ہے پسند نہیں کرتا۔ ان سب باتوں کے باطل کرنے کے لیے جو تیری تمام درخواستوں میں مذکور ہیں یہ حُجّت قاطعہ ہے۔

اور اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ سونے کا مکان تیرے پاس نہ ہو اے عبداللہ کیا تُو نے نہیں سُنا کہ عزیزِ مصر کے پاس سونے کے بہت سے گھر ہیں وُہ بولا کہ ہاں سُنا ہے۔ فرمایا تو کیا وُہ ان مکانوں کے سبب پیغمبر ہو گیا۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح یہ امر محمدؐ کے لیے ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ پیغمبر ہے اور محمدؐ دلائلِ الٰہی سے تیرے ناواقف ہونے کو غنیمت نہیں سمجھتا۔

اور اے عبداللہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور پھر کہا کہ ہم تیرے آسمان میں چڑھ جانے کا یقین نہ کرینگے جبتک کہ تُو ایک نوشتہ ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں۔ اے عبداللہ آسمان پر چڑھنا اس سے اُترنے کی نسبت زیادہ تر دُشوار ہے اور جبکہ تُو نے اپنی نسبت یہ بیان کر دیا کہ جب تو چڑھے گا تو میں یقین نہ کرونگا تو ایسا ہی اُتر آنے میں بھی ہوگا۔ پھر تُو نے کہا کہ ہم تیرے چڑھنے کا یقین نہ کرینگے۔ جبتک کہ تُو ایک نوشتہ ہم پر نہ لائے جس کو ہم پڑھیں۔ پھر بھی میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں۔ اے عبداللہ اس سے معلوم ہوا کہ جو حجت الٰہی تیرے سامنے پیش کی جائیگی تو اس سے معاندت اور

مخالفت کرنے کا مقر ہے پس تیرا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ (دُنیا میں) اپنے دوستوں کے ہاتھ سے کہ وہ آدمی ہیں یا (آخرت میں) اپنے ملائکہ کے ہاتھ سے کہ وہ زبانیہ (شعلہ ہائے آتش) ہیں سزا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام سوالات کے باطل کرنے کیلئے حکمتِ جامعہ کو مجھ پر نازل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محمدؐ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ان کافروں سے کہہ دے کہ میرا پروردگار اس بات سے نہایت بعید ہے کہ وُہ چیزوں کو جاہلوں کی درخواست کے موافق کرے خواہ انھوں نے جائز چیز کی درخواست کی ہو یا ناجائز کی۔ اور میں فقط ایک بشر ہوں کہ رسول ہو کر آیا ہوں۔ مجھ پر اتنا ہی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حجت کو جو اس نے مجھ کو عطا کی ہے بندوں پر قائم کروں اور یہ مجھ کو شایاں نہیں ہے کہ اپنے پروردگار کو کسی شے کے کرنے کا حکم دوں یا کسی بات سے اس کو منع کردوں یا اس کو کوئی مشورہ دوں اگر میں ایسا کروں تو میری مثال اس ایلچی کی سی ہوگی جس کو کوئی بادشاہ اپنے مخالف گروہ کی طرف بھیجے اور وہ واپس آکر بادشاہ کو حکم دے کہ جو کچھ ان لوگوں نے درخواست کی ہے ان کے ساتھ اسی کے موافق عملدرآمد کر۔

بعدازاں ابوجہل بولا کہ اے محمدؐ ابھی ایک بات باقی ہے کیا تو گمان نہیں کرتا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے جبکہ موسیٰؑ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہم کو خُدا کو ظاہر طور پر دکھا دے تو گویا انھوں نے اپنے اُوپر بجلی گرنے کی درخواست کی تھی اور اسی سبب سے ان پر بجلی گری پس اگر تو نبی ہے تو ہم بھی اپنی درخواست کے سبب اس کے مستوجب ہیں اور ہمارا سوال قوم موسیٰؑ کے سوال سے زیادہ سخت ہے کیونکہ انھوں نے تیرے زعم کے موافق یہ کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھا دے اور ہمارا یہ قول ہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جبتک کہ تو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ ہم ان کو بالمشافہ معاینہ کریں حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل کیا تجھ کو ابراہیم خلیل اللہؑ کا قصہ معلوم نہیں ہے جبکہ اس کو ملکوت میں بلند کیا گیا چنانچہ میرا پروردگار قرآن میں فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلائی اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو۔ جبکہ اس کو آسمان کے نزدیک بلند کیا تو خدا نے اس کی نظر کو

ایسا قوی کر دیا کہ اس نے زمین کو اور اس کی تمام اندرونی اور بیرونی اشیا کو دیکھ لیا۔
اُس وقت ایک مرد اور ایک عورت کو زنا کرتے دیکھا اور ان کی ہلاکت کے لیے خُدا سے
بددُعا مانگی وُہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ بعدازاں دو اور شخصوں کو اسی حالت میں دیکھا اور
اُن کے لیے بددُعا کی اور وہ ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو آدمیوں کو اسی خرابی میں مُبتلا پایا۔
اور ان کے واسطے بھی بددُعا کا اِرادہ کیا۔ تب اللہ کی طرف سے وحی ہُوئی کہ اے
ابراہیمؑ میرے بندوں اور کنیزوں سے اپنی بددُعا کو روک لے کیونکہ میں بخشنے والا مہربان
بہت احسان کرنے والا اور بُردبار ہُوں میرے بندوں کے گناہ مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے
جیسا کہ ان کی طاعت اور عبادت سے مجھ کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا میں اُن کو اس طرح
پر سیاست اور تادیب نہیں کرتا کہ تیری طرح جلدی اپنے غصّے کا تدارک کروں۔ پس تو اپنی
بددُعا کو میرے بندوں سے باز رکھ کیونکہ تو فقط میرا ایک بندہ ہے کہ میرے اور بندوں کو
میرے عذاب سے ڈراتا ہے اور میری سلطنت میں شریک نہیں ہے اور نہ میرے بندوں
کا مُحافظ ہے اور میں اپنے بندوں کے ساتھ ان تین طریقوں میں سے ایک طرح برتتا ہوں
یا تو توبہ کر لیتے ہیں اور میں ان کی توبہ کو قبول کر لیتا ہوں اور ان کے گُناہوں کو معاف کرتا
ہوں اور ان کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا اپنے عذاب کو ان سے باز رکھتا ہوں
اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ ان کی پُشتوں سے چند مومن فرزند پیدا ہونگے۔ پس میں ان کے
کافر باپوں سے نرمی برتتا ہوں اور ان کے کار فرماؤں سے تانی اور تاخیر کرتا ہوں اور اپنے
عذاب کو ان پر سے ہٹا لیتا ہوں تا کہ وُہ مومن ان کی پشتوں سے نکل آئیں۔ جب وہ مومن ان
کافروں کی پُشتوں اور رحموں سے جُدا ہو جاتے ہیں تو میرا عذاب ان پر نازل ہوتا ہے اور میری
بلا ان کو گھیر لیتی ہے اور اگر نہ یہ ہو اور نہ وُہ تو جو عذاب کہ میں نے ان کے لیے آخرت میں
مُہیّا کیا ہے۔ وُہ اِس عذاب سے جو تو (دنیا میں) ان کے واسطے چاہتا ہے بہت بڑھ کر
ہے کیونکہ میں نے جو عذاب اپنے بندوں کے لیے مقرّر کیا ہے وُہ میری جلالت اور کبریائی
کے موافق ہے اے ابراہیمؑ میرے بندوں کو مجھ ہی پر چھوڑ دے۔ کیونکہ تیری نسبت میں اُن پر
زیادہ مہربان ہُوں اور میرے بندوں کو میرے حوالے کر دے۔ کیونکہ میں بہت زبردست

بُردبار بہت جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہوں اپنے علم کے موافق ان کی تدبیریں کرتا ہُوں
اپنی قضا و قدر کو ان میں جاری کرتا ہوں۔

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے ابوجہل اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کو اس لیے تجھ پر
سے اُٹھایا ہے کہ تیری پُشت سے عنقریب پاک اولاد عکرمہ تیرا بیٹا پیدا ہوگا اور وُہ تھوڑی مدت
کے بعد مُسلمانوں کے امور کا والی ہوگا کہ اگر وُہ اِس امر میں خدا کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے
نزدیک اس کو رتبہ جلیل حاصل ہوگا اگر یہ بات مانع نہ ہوتی تو تجھ پر اور اُن باقی اہلِ قریش پر
جنھوں نے عذاب کا سوال کیا ہے۔ اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا جبکہ انھوں نے اسکی
درخواست کی تھی۔ ان کو صرف اس وجہ سے مُہلت دی گئی ہے کہ علمِ الٰہی میں گُزر چکا ہے کہ ان
میں سے بعض اشخاص محمدؐ پر ایمان لا کر سعادت حاصل کرینگے اور وہ باری تعالیٰ اس سے بزرگ
و برتر ہے کہ ان کو اس سعادت سے محروم رکھے اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو تم سب پر عذاب نازل ہوتا۔

پھر اُن سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم آسمان کی طرف نگاہ کرو جب اُنھوں نے اُوپر کو دیکھا تو
ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے دروازے کھُل گئے ہیں اور وہاں سے آگ نازل ہُوئی اور ان کے
سروں کے برابر آ کر ٹھہر گئی اور ان کے اس قدر نزدیک پہنچ گئی کہ اسکی گرمی ان کے شانوں کے
درمیان معلوم ہونے لگی۔ یہ حال دیکھ کر ابوجہل اور باقی لوگوں کے اعضا کانپنے لگے حضرتؐ نے ان
سے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں کیونکہ حق تعالیٰ تم کو اس عذاب سے ہلاک نہ کریگا۔ اسکو تو فقط تمھاری عبرت
کے لیے ظاہر کیا ہے پھر انھوں نے دیکھا کہ اس جماعت کی پُشتوں سے کچھ نُور نکلے اور اس آگ
کے سامنے آئے اور اسکو اُونچا کر کے ہٹاتے ہٹاتے آسمان کی طرف لوٹا لے گئے جہاں سے وُہ آئی
تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ ان نوروں میں بعض نور تو ان لوگوں کے ہیں جن کی نسبت خدا کے علم میں گزر
چکا ہے کہ وُہ تم میں سے عنقریب مجھ پر ایمان لا کر کامیاب ہونگے اور بعض نور اس پاک اولاد کے
ہیں جو عنقریب تم میں سے بعض ایمان نہ لانے والوں کے ہاں پیدا ہوگی اور وُہ مومن ہوگی۔

قولہٗ عزّوجلّ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ترجمہ: اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ از روئے حسد کے جو ان کو تمہارے ساتھ ہے اپنے دل سے اس بات کو چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے اور مومن ہونے کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو گیا ہے۔ پس اے مومنو تم ان کو معاف کرو۔ اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنے حکم کو لائے البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا اہل کتاب میں سے بہت سے آدمی یہ چاہتے ہیں کہ ان شبہات کے ذریعہ جو وہ تم پر وارد کرتے ہیں تم کو مومن ہونے کے بعد ہٹا کر پھر کافر کر دیں حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم تمہارے ساتھ حسد کرنے کی وجہ سے جو ان کے نفسوں میں موجود ہے اس سبب سے کہ خدا نے تم کو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کے ساتھ معزز اور مکرم کیا مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ بعد اس کے کہ ان کو ان معجزات کے ذریعہ جو محمدؐ کی صداقت اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں حق ظاہر ہو گیا ہے فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا پس اے مومنو تم ان کو معاف کرو اور ان کی جہالت سے درگزر کرو اور حجت ہائے الٰہی سے ان کا مقابلہ کرو اور ان کی مدد سے ان کے باطلات کو دفع کرو حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح مکہ کے دن اپنے حکم قتل کو ان میں جاری کرے اور اس وقت تم ان کو شہر مکہ اور جزیرۂ عرب سے جلاوطن کر دو گے اور وہ بحالت کفر وہاں نہ رہ سکیں گے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ○ البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے کیونکہ اس کو تمام چیزوں پر اس طرح قدرت حاصل ہے جو تمہارے لیے مناسب اور قرین مصلحت ہو کہ وہ تم کو ان مشرکوں کے ساتھ مدارات کرنے اور عمدہ اور پسندیدہ طور پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دیتا ہے اور عمدہ طریقہ پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دینے کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ احد میں نہایت صدمہ پہنچا تو اس کے چند روز بعد کچھ یہودی عمارؓ ابن یاسر اور حذیفہ ابن الیمان سے ملے اور کہنے لگے دیکھا تم کو احد کے دن کس قدر صدمہ پہنچا۔ محمدؐ کی لڑائی تو مثل اور بادشاہوں کے ہے جو طالبان دنیا ہوتے ہیں کبھی غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب اگر پیغمبر ہوتا تو کبھی مغلوب نہ ہوتا اور ہمیشہ غالب ہی رہا کرتا تم کو چاہیئے کہ اس کے دین کو چھوڑ دو۔ حذیفہؓ نے جو یہ

بات سنی تو کہنے لگا کہ خدا تم پر لعنت کرے میں تمہارے پاس نہیں بیٹھتا اور نہ تم سے بات کرتا ہوں اور نہ تمہاری گفتگو سنتا ہوں۔ میں اپنی جان اور ایمان دونوں کیلئے تم سے خوف کرتا ہوں۔ اس لیے دونوں کو لے کر یہاں سے بھاگتا ہوں۔ یہ کہتے ہی اٹھ کر وہاں سے چل دیا اور عمارؓ وہیں بیٹھا رہا اور ان سے کہا کہ اے یہودیو! محمدؐ نے بدر کے دن اپنے اصحاب سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم نے صبر کیا تو فتح پاؤ گے۔ چنانچہ انھوں نے صبر کیا اور فتح پائی اور اسی طرح احد کے دن بھی اسی صبر کی شرط پر فتح پانے کا وعدہ فرمایا تھا مگر انھوں نے بزدلی اور مخالفت کی اس لیے ان کو یہ صدمہ پہنچا اور اگر فرمانبرداری کرتے اور صابر رہتے اور حضرتؐ کے حکم کی مخالفت نہ کرتے تو ہرگز شکست نہ کھاتے اور ضرور فتحیاب ہوتے۔ یہودی بولے کہ اے عمارؓ اگر تو محمدؐ کی اطاعت کرے تو کیا تو اپنی پتلی پنڈلیوں سے سادات قریش پر غلبہ پا جائے۔ عمارؓ نے جواب دیا کہ بیشک مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے جس نے محمدؐ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ حضرت نے محمدؐ کو فضل و حکمت سے بھر دیا ہے کیونکہ اپنی نبوت کی خوبیاں اور اپنے بھائی اور وصی اور حضرت کے بعد بہترین مخلوقات کے فضائل مجھ کو سکھائے اور سمجھائے ہیں اور اپنی ذریت طاہرہؑ کی فرمانبرداری اور پیروی کرنے کا مجھ کو حکم دیا ہے اور سختیوں اور ضرورتوں کے وقت ان کے وسیلہ سے دعا کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے اور جس کام کے لیے آنحضرت مجھ کو حکم دیں اور میں درست اعتقاد سے اس میں متوجہ ہوں اور آنحضرتؐ کی پیروی اور فرمانبرداری مجھ کو مقصود ہو تو میں ضرور ہی اس کام کو انجام تک پہنچا دونگا۔ یہانتک کہ اگر حضرتؐ مجھ کو حکم دیں کہ میں آسمانوں کو زمین پر اتار لاؤں اور زمین کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے جاؤں۔ تو بیشک پروردگار عالم انہی پتلی پنڈلیوں کے ہوتے مجھ کو اس امر کے بجا لانے کی قوت عطا کریگا عمارؓ کی یہ گفتگو سن کر وہ یہودی کہنے لگے ہرگز ایسا نہیں ہے اے عمارؓ خدا کی قسم خدا کے نزدیک محمدؐ کا درجہ اس سے بہت ہی کم ہے جیسا کہ تو بیان کرتا ہے اور تیرا درجہ بھی خدا کے اور محمدؐ کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا ہے اور اس وقت ان یہودیوں میں چالیس منافق بھی شامل تھے ان کی یہ بات سن کر عمارؓ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں نے اپنے پروردگار کی حجت کامل طور پر تم کو پہنچا دی اور تم کو نصیحت کر دی

لیکن تم لوگ نصیحت کو بُرا سمجھتے ہو یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ مجھ کو تم دونوں کی خبر پہنچ گئی۔ حذیفہؓ تو اپنے دین کو شیطان اور اس کے دوستوں کے ہاتھوں سے بچا کر بھاگ آیا اور وُہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہے اور تو نے دینِ خدا میں مجادلہ کیا اور محمدؐ پیغمبرِ خدا کی خیر خواہی کی پس تو مجاہدانِ راہِ خدا میں داخل ہے۔ ابھی آنحضرتؐ اور عمارؓ میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وُہی یہودی جو عمارؓ سے ہمکلام ہوئے تھے۔ وہاں آگئے اور بولے کہ اے محمدؐ تیرا یہ رفیق کہتا ہے کہ اگر تو اسکو یہ حکم دے کہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کرے اور آسمان کو زمین کی طرف اُتار لائے اور یہ تیری فرمانبرداری کا اعتقاد کرے اور تیرے حکم کے قبول کرنے کا عازم ہو تو بیشک خدا اسکو اس امر کے بجالانے میں مدد دیگا۔ اگر تُو پیغمبر ہے تو ہم تجھ سے اور اُس سے اس سے بھی کم چیز پر بس کرتے ہیں اگر عمارؓ اپنی پتلی پنڈلیوں کے ساتھ اسی پتھر کو اُٹھا لے تو کافی ہے اور اُس وقت حضرتؐ مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور وُہ پتھر حضرتؐ کے سامنے پڑا ہوا تھا اور اس قدر بڑا تھا کہ اگر دو سو مرد بھی اکٹھے ہو کر اس کو ہلانا چاہتے تو ہلا نہ سکتے تھے۔ پھر ان یہودیوں نے کہا کہ اے محمدؐ عمارؓ اگر اس پتھر کو اُٹھانے کا ارادہ کرے تو اس کو حرکت بھی نہ دے سکیگا اور اگر اس حالت میں اس نے اٹھا بھی لیا تو اسکی دونوں پنڈلیاں ٹوٹ جائینگی اور بدن چُور چُور ہو جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے یہودیو عمارؓ کی پنڈلیوں کو حقیر نہ جانو کیونکہ وُہ اس کی میزانِ اعمال میں کوہِ ثور و کوہِ ثبیر و کوہِ حراد و کوہِ ابوقبیس بلکہ تمام زمین اور اسکی تمام چیزوں سے جو اس پر موجود ہیں زیادہ وزنی ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے جو چیز کہ اس پتھر سے بہت بھاری ہے ہلکی ہو گئی یعنی عرش آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر ہلکا معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس سے پہلے ان کے ساتھ بیشمار فرشتے مل کر بھی اس کو نہ اُٹھا سکتے تھے بعد ازاں حضرتؐ نے عمارؓ سے ارشاد فرمایا۔ اے عمارؓ میری اطاعت کا اعتقاد کر اور دُعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اس کی آلِ اطہار کے مرتبے کا واسطہ مجھ کو قوت عطا فرما تا کہ اس پتھر کا اُٹھانا جس پر تو مامور ہے اللہ میرے لیے آسان کر دے جیسے کالب بن یوحنا پر سطحِ آب پر سے دریا کا گزرنا آسان کر دیا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس پر سے عبور کر گیا تھا کیونکہ اس نے ہم اہلبیتؑ کے مرتبے کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی تھی الغرض عمارؓ نے اسی طرح دُعا کی اور آنحضرتؐ کی اطاعت کا

اعتقاد کیا اور اس پتھر کو اپنے سر پر اُٹھا لیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس خدا کی قسم ہے جس نے آپکو سچا نبی کر کے بھیجا ہے یہ پتھر میرے ہاتھوں پر ایک تنکے سے بھی ہلکا معلوم ہوتا ہے پھر حضرتؐ نے ایک پہاڑ کی طرف جو وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اشارہ کر کے فرمایا کہ اس پتھر کو اُس پہاڑ کی چوٹی پر پھینک دے عمارؓ نے حسب الارشاد اس کو ہوا میں پھینکا اور وُہ پتھر اونچا ہو کر اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا گرا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے ان یہودیوں سے فرمایا تم نے عمارؓ کی قوت دیکھی؟ وہ بولے کہ ہاں دیکھی۔ پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا وہاں تجھ کو ایک پتھر نظر آئے گا۔ جو اس پتھر سے وزن میں کئی گنا ہو گا۔ اس کو میرے پاس اٹھا لا عمارؓ نے ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ زمین سمٹ گئی اور دُوسرے قدم میں وُہ اس پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا اور وہاں سے اس پتھر کو اُٹھا کر تیسرے قدم میں حضرتؐ کی خدمت میں واپس آگیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس پتھر کو بہت زور سے زمین پر دے مار۔ یہ حال دیکھ کر یہودی ڈر کے مارے بھاگ گئے اور عمارؓ نے اس زور سے اس پتھر کو زمین پر مارا کہ وُہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور غبار کی طرح ہوا میں مل کر اِدھر اُدھر پراگندہ ہو گیا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے ان یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودیو! تم نے اللہ کی نشانیوں کو مشاہدہ کر لیا ہے۔ اب تم ایمان لاؤ۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر بعض تو ایمان لے آئے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی اور ایمان سے محروم رہے پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو کیا تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کس چیز کی مانند ہے انھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے جب ہمارا کوئی شیعہ جس کے گناہ اور خطائیں زمین اور پہاڑوں اور تمام آسمانوں سے چند در چند زیادہ ہوں توبہ کرتا ہے اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت کو اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس پتھر کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارے جاتے ہیں اور ایک اور شخص ہے جسکی عبادات و طاعات آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کی مانند ہیں مگر وہ ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا منکر ہے پس اس کی عبادات و طاعات کو عمارؓ کے اس پتھر کو زمین پر مارنے کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارا جاتا ہے کہ وُہ اس پتھر کی مانند ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جاتی ہیں اور جب وُہ آخرت میں وارد ہو گا تو ایک نیکی بھی اپنے نامۂ اعمال میں نہیں پائے گا

اور اُس کے گُناہ پہاڑوں اور زمین اور آسمان سے کئی گُنا زیادہ ہوں گے اور اُس سے بہت سختی سے حساب لیا جائیگا اور ہمیشہ کے لیے عذاب میں گرفتار ہو گا۔

جب عمارؓ نے اپنے بدن میں اِس قدر قوّت پائی کہ اس کے ذریعہ پتھّر کو زمین پر مار کر ریزہ ریزہ کر دیا تو حمیّت اُس پر غالب ہُوئی اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان یہودیوں سے جنگ کروں اور اس قوّت کے ذریعہ جو مجھ کو اس وقت عطا ہُوئی ہے اُنکو ہلاک کر ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ خدا فرماتا ہے۔ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَاْتِيَ اللهُ بِاَمْرِهٖ ان کو مُعاف کرو اور ان سے درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خُدا اپنے امر کو بھیجے یعنی اپنے عذاب کو اور فتح مکّہ اور باقی اُمور کو جن کا وعدہ کیا ہے ظاہر کرے۔

الغرض مسلمان یہودیوں اور مُنافقوں کے وسوسے اور شبہ ڈالنے سے تنگ دل رہتے تھے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو مَیں ایسی چیز تم کو تعلیم کروں جو تمہاری تنگ دلی کو جو دُشمنانِ دین کے وسوسے ڈالنے سے عارض ہوتی ہے دُور کر دے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسُولؐ اللہ تعلیم فرمائیے حضرتؐ نے اُن کو وہی چیز تعلیم کی جو اس وقت اپنے ہمراہیوں کو تعلیم کی تھی جبکہ وہ قریش کے جور و جفا کے سبب پہاڑ کی کھوہ میں جا گزیں تھے اور اُن کے دل تنگ اور کپڑے میلے ہو گئے تھے اور حضرتؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ اپنے کپڑوں پر اسی طرح بدن پر پہنے ہُوئے پھونکیں مارو اور ہاتھ اُن پر پھیرتے جاؤ اور محمّدؐ و آلِ محمّدؐ پر دُرود بھیجتے رہو۔ اس عمل سے وہ پاک صاف سفید اور نہایت عمدہ ہو جائیں گے اور تمہاری دِل تنگی بھی رفع ہو جائیگی۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ ان کے کپڑے ویسے ہی ہو گئے۔ اُنھوں نے متعجب ہو کر عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ کیا بات ہے کہ آنحضرتؐ اور آپکی آلؑ پر ہمارے دُرود بھیجنے سے ہمارے کپڑے طاہر ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا کہ محمّدؐ و آلِ محمّدؐ پر دُرود بھیجنے سے تمہارے دِلوں کے کینے اور تنگی اور کھوٹ سے اور تمہارے بدنوں کا گناہوں سے پاک ہونا اس کے ذریعے تمہارے کپڑوں کے پاک ہونے کی نسبت زیادہ تر تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے اور اسکے ذریعے تمہارے اعمالناموں سے گناہوں کا دھویا جانا تمہارے کپڑوں کی میل کچیل کے دھوئے جانے کی نسبت زیادہ تر عجیب ہے اور اسکے وسیلے سے تمہاری نیکیوں کے صحیفوں کا نُورانی ہونا تمہارے کپڑوں کے براق اور چمکدار ہونے سے اولیٰ اور احسن ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللهِ اِنَّ اللهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کے لیے آگے بھیجو گے اِس کو خدا کے پاس پاؤ گے۔ کیونکہ خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو اُسی کی ضروریاتِ وُضو۔ تکبیرات۔ قیام۔ قرأت۔ رکوع۔ سجود اور حدود کو کامل کر کے ادا کرو۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ اُس کے مستحقوں کو دو۔ اور کافروں اور ناصبیوں کو مت دو اور رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے دُشمنوں کو صدقہ دیتا ہے وُہ گویا خانہ کعبہ میں چوری کرتا ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کیلئے آگے بھیجتے ہو یعنی جو مال کہ تم طاعتِ خدا میں خرچ کرتے ہو اور اگر مال تمہارے پاس نہ ہو تو اپنے جاہ و منصب کو جتنا اپنے ایمانی بھائیوں کے لیے صرف کرتے ہو اور اس کے ذریعے اُنکو نفع پہنچاتے ہو اور نقصان کو اُن سے دُور کرتے ہو۔ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللهِ اس کو خدا کے پاس پاؤ گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محمّدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کے مرتبے سے تم کو نفع پہنچائیگا کہ اسکی برکت سے تمہارے گناہ جھڑ جائیں گے اور نیکیاں مضاعف ہو جائیں گی اور درجے بلند ہو جائیں گے اِنَّ اللهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ البتّہ خُدا تمہارے اعمال کو خوب طرح جانتا ہے کہ کسی کام کا ظاہر اور کسی دل کا باطن اُس پر پوشیدہ نہیں ہے اور وُہ تم کو تمہارے اعتقادوں اور نیّتوں کے موافق جزا دے گا۔ اور وُہ دُنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے کہ ان کو بعض کے باب میں دھوکا ہو جاتا ہے اور کسی کا کام کسی اور کی طرف منسُوب کر دیتے ہیں۔

اور جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ نماز کی مفتاح (کنجی) طہارت ہے اور اسکی تحریم (نیّت) تکبیرۃُ الاحرام ہے اور اسکی تحلیل (انجام) سلام ہے اور اللہ تعالیٰ بے طہارت کی نماز اور خیانت کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا اور نماز کی سب سے اعلیٰ طہارت جو باعثِ قبولیتِ نماز ہے اور جس کے بغیر کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی وُہ محمّدؐ کی دوستی ہے یا اِن اعتقاد لہ وُہ سردارِ انبیاءؑ ہے اور علیؑ کی دوستی ہے یا اِن اعتقاد کہ وُہ سردارِ اوصیاء ہے اور ان دونوں کے دوستوں کی دوستی اور ان کے دُشمنوں کی دُشمنی ہے۔

نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا مُنہ دھوتا ہے اسکے مُنہ کے گناہ اِدھر اُدھر گر جاتے ہیں اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پاؤں پر مسح کرتا ہے یا حالت تقیہ میں ان کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے تو اس کے تمام اعضا گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر وضو یا غسل جنابت کے اخیر میں کہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّکَ وَخَلِیْفَتُکَ بَعْدَ نَبِیِّکَ عَلٰی خَلِیْقَتِکَ وَاَنَّ اَوْلِیَآءَہٗ اَوْصِیَآءُہٗ[1] تو اس کے سب گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے درخت کے پتے جھڑ جایا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اِس وضو یا غسل کے قطرات کی تعداد کے موافق فرشتے پیدا کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح۔ تقدیس۔ تہلیل اور تکبیر کرتے ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اس کا ثواب اِس وضو یا غسل کرنے والے کو ملتا ہے۔ پھر خدا کے حکم سے اس شخص کے وضو یا غسل کے پانی پر مُہر پروردگار ثبت ہوتی ہے اور فرشتے اسکو اُٹھا کر عرش کے نیچے لیجاتے ہیں جہاں نہ چور اس کو لے سکتا ہے نہ کیڑا لگتا ہے اور نہ دُشمن اِس کو بگاڑ سکتا ہے۔ یہانتک کہ اس سے زیادہ کر کے اسکو واپس دیا جاتا ہے اِس حال میں جبکہ وہ نہایت حاجتمند اسکے ثواب کا ہوتا ہے پھر اسکے عوض جنّت کی نعمتیں اس قدر اسکو عطا کرتا ہے کہ نہ گننے والے اسکو گن سکتے ہیں اور نہ حفاظت کرنیوالے اسکی حفاظت کر سکتے ہیں اور اللہ اس کے تمام گُناہ بخشدیتا ہے۔ یہانتک کہ اسکی نماز نوافل میں شمار ہوتی ہے۔ پھر جب وہ شخص نماز پڑھنے کے لیے اپنے مصلّے پر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے

[1] اے اللہ تُو پاک و پاکیزہ ہے اور مَیں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی قابلِ عبادت و پرستش نہیں ہے۔ مَیں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرا بندہ اور رسولؐ ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ تیرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد تیری مخلوقات پر تیرا ولی اور خلیفہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے ولی یعنی ائمہ طاہرین علیہم السّلام اس کے جانشین اور وصی ہیں۔ (مترجم)

فرشتو تم میرے اِس بندے کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تمام خلقت سے علیحدہ ہو کر میری طرف آیا ہے۔ اور میری رحمت اور بخشش اور مہربانی کا اُمیدوار ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اپنی رحمت اور کرامت کیساتھ مخصوص کیا اور جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے اور اسکے بعد خُدا کی ثنا[1] شروع کرتا ہے تو پروردگار فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے بندو تم دیکھتے ہو کہ اُس نے کس طرح سے میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور شریک اور شبیہ اور نظیر سے میرا پاک ہونا ظاہر کیا اور میرے دُشمن جو شرک کے اقوال میری نسبت کہتے ہیں۔ ان سے بیزاری ظاہر کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا۔ اے فرشتو مَیں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عنقریب اس کو اپنے خانۂ جلالت و عظمت میں بزرگ اور عظیم کرونگا۔ اور اپنے دارِ کرامت کی پاکیزگیوں کے ساتھ اس کو پاکیزہ کردوں گا اور اِس کو گُناہوں اور خطاؤں سے پاک کر کے آخرت کے عذاب اور جہنّم کی آگ سے بَری کردوں گا۔

اور جب وہ شخص بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر سُورۂ حمد اور دوسرا سُورہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے کلام کو کیسا مزے لے کر پڑھ رہا ہے۔ اے میرے فرشتو مَیں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن مَیں اس سے کہونگا کہ اے میرے بندے میری جنت میں جا کر قرآن کی تلاوت کر اور اپنے درجات بڑھا۔ جُوں جُوں وُہ قرآن پڑھیگا حروف کی شمار کے موافق درجات میں ترقی ہوگی ایک درجہ سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک جوہر کا اور ایک زبرجد کا اور ایک درجہ نورِ پروردگارِ عزیز کا ہوگا اور جب وہ شخص رکُوع کرتا ہے تو خُدا فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے جلال عظمت کے سامنے کیونکر تواضع اور فروتنی کر رہا ہے مَیں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ مَیں اس کو اپنے خانۂ کرامت و جلالت میں عظمت اور رفعت عطا کرونگا اور جب رکُوع سے سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وُہ کیونکر کہہ رہا ہے کہ مَیں جس طرح تیرے دوستوں کے سامنے متواضع ہوتا ہوں اور تیری خدمت میں فروتنی سے کھڑا ہوتا ہوں۔ اسی طرح تیرے دُشمنوں کے رُوبرو اپنے تئیں بلند مرتبہ ظاہر کرتا ہوں اے فرشتو مَیں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ مَیں عاقبت کی نیکی اس کے لیے مقرر کرونگا اور اس کو اپنی جنت میں

[1] یعنی تکبیر کے بعد دعائے استفتاح پڑھتا ہے وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... الخ۔ مترجم

جگہ دُوں گا اور جب وُہ سجدہ کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو اُس نے بلند ہونے کے بعد تواضع اور فروتنی اختیار کی ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ مَیں تیری دُنیا میں صاحبِ جلالت و مکنت ہوں مگر حق کے سامنے ذلیل ہوں جبکہ وہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے فرشتو مَیں عنقریب اس کو حق کے ساتھ رفعت دُونگا اور اِس کے سبب باطل کو دُور کرونگا اور جب وہ سجدۂ اوّل سے سر اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو وہ کس طرح سے کہہ رہا ہے کہ اگرچہ مَیں نے تیرے لیے تواضع کی لیکن پھر بھی مَیں تیری طاعت میں ذلت سے تیرے سامنے قائم ہوتا ہوں اور جب دُوسرے سجدہ میں جاتا ہے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ پھر کس طرح سے میرے سامنے متواضع ہو گیا۔ مَیں بھی اپنی رحمت کو مکرر اس پہ نازل کروں گا۔ پھر جب سجدے سے سر اُٹھا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے مَیں اس کو تواضع کے عوض ضرور رفعت عطا کرونگا جس طرح یہ اپنی نماز میں اُٹھا ہے بعد ازاں خُدا ہر رکعت میں فرشتوں سے اسی طرح فرماتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ تشہد اوّل و دوم کے لیے بیٹھتا ہے تو فرماتا ہے کہ اے فرشتو! اس نے میری خدمت اور عبادت کو پُورا کر دیا اور اب پھر میری صفت و ثنا کرتا ہے اور میرے پیغمبر پر درُود بھیجتا ہے۔ مَیں بھی آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اُسکی تعریف کرونگا اور عالمِ ارواح میں اُس کی رُوح پر درُود بھیجوں گا اور جب وُہ نماز میں امیر المومنین علیہ السّلام پر دُرُود بھیجتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ جس طرح تُو نے اس پر درُود بھیجا ہے۔ اسی طرح مَیں بھی تجھ پہ درُود بھیجوں گا اور اِس کو تیرا شفیع کروں گا۔ جیساکہ تُو نے اِس سے شفاعت طلب کی ہے اور جب وُہ نماز میں سلام پھیرتا ہے تو اللہ اور اُس کے فرشتے اس پر سلام کرتے ہیں

اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ ادا کرو اور فقیر اور ضعیف لوگ جو اُس کے مستحق ہیں ان کو دو اور ان کے حقُوق میں کمی نہ کرو اور اگر ان کو دو تو پاک کے ساتھ ناپاک کا ارادہ مت کرو۔ کیونکہ جو کوئی پاکیزہ دلی اور طبیعتِ قلبی سے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو ہر جنّت کے عوض جو اُس نے دیا ہے جنّت میں ایک محل سونے کا اور ایک محل چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نُورِ ربّ العزّت کا عطا فرماتا ہے۔

اور جب کوئی بندہ نماز میں خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تو کدھر کا ارادہ کرتا ہے اور کس کو طلب کرتا ہے کیا میرے سوا کوئی اور پروردگار چاہتا ہے یا میرے سوا کوئی اور محافظ تلاش کرتا ہے یا میرے سوا کوئی اور بخشش کرنیوالا طلب کرتا ہے مَیں ہی سب کریموں سے زیادہ کریم اور تمام سخیوں سے زیادہ سخی اور سب بخشش کرنیوالوں سے افضل اور اشرف ہُوں۔ تجھ کو بے اندازہ ثواب عطا کروں گا۔ تو میری طرف توجّہ کر کیونکہ مَیں بھی تیری طرف متوجہ ہوں اور میرے فرشتے بھی تیری طرف متوجہ ہیں۔ اگر وُہ متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے بے توجہی کے سبب سرزد ہوا ہے وہ اس سے زائل ہو جاتا ہے۔ پھر اگر تیسری دفعہ پھر بے توجہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح پھر اس کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہے اب بھی اگر وُہ اپنی نماز میں متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اس کو معاف کر دیتا ہے اور اگر چوتھی دفعہ پھر وُہ بے توجہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُسکی طرف سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور فرشتے بھی اپنا مُنہ پھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیری رُوگردانی کے سبب مَیں نے بھی اپنا مُنہ تیری طرف سے پھیر لیا۔

اور اگر کوئی شخص زکوٰۃ میں کمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے اے میرے بندے کیا تُو مجھ سے بُخل کرتا ہے یا تو مجھ کو اِس بات میں متہم سمجھتا ہے کہ مَیں تیرا حق نہ دُونگا یا تو یہ گمان کرتا ہے کہ مَیں عاجز ہُوں اور تیرے ثواب دینے کے قابل نہیں اگر تُو میرے حکم کے موافق زکوٰۃ ادا کرے گا تو مَیں تجھ کو اِس کا بدلا اُس روز واپس دُونگا۔ جبکہ تو سب سے زیادہ محتاج اور تنگدست ہوگا اور اگر تُو نے بُخل کیا تو اُس روز جبکہ تو سب سے زیادہ گھاٹے اور نقصان میں ہوگا اِس بُخل کا بدلا تجھ کو دیا جائے گا۔

جب مُسلمانوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنا تو عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ ہم نے سُنا اور اطاعت کی حضرتؐ نے فرمایا کہ واجبی نمازوں اور فرض زکوٰتوں کے ادا کرنے میں خدا کی اطاعت کرو پھر نافلہ عبادتوں کے ذریعہ قُربِ خدا حاصل کرو کیونکہ حق تعالیٰ ان کے عوض بڑے بڑے ثواب عطا فرماتا ہے مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ میدانِ حشر میں کھڑا ہوگا اور اس پر ایک شُعلہ جہنم سے نکل کر آئیگا جو دُنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس شخص اور اس شعلہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے گی اسی اثنا میں کہ وہ حیران ہوگا کہ میں کیا کروں ناگاہ ہوا میں

روٹی یا چاندی کا ریزہ جس سے اُس نے باوجود اپنی تنگی کے اپنے کسی دینی بھائی کی غمخواری کی ہوگی اُڑتا ہُوا آئیگا اور اُس کے قریب آکر اُترے گا اور ایک بڑے پہاڑ کی مانند ہوکر اسکو چاروں طرف سے احاطہ کرلے گا اور اس شعلۂ جہنم کو اسکے پاس آنے سے روک دے گا اور اسکی حرارت اور اس کا دھُواں ذرا بھی اسکو نہ پہنچنے دے گا۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُول اللہ ایسی حالت میں بھی اس کو برادران دینی کی غمخواری کرنی اتنا فائدہ دے گی۔ فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو پیغمبر برحق کیا ہے بعض مومنوں کو تو اس سے بھی بڑھ کر نفع پہنچائیگی اور ایک بندہ ایسا بھی ہوگا کہ قیامت کے دن اُسکے گناہ اور دینی بھائیوں سے اُس کا بُرائیاں کرنا اس کے سامنے آئیں گے اور بڑھ کر اور چند در چند زیادہ ہوکر اسکے نامۂ اعمال کو پُر کر دینگے اور اسکے گناہوں کے مقابلے میں اُسکی نیکیاں ڈوب جائیں گی اُسوقت اُسکا ایک دینی بھائی جس سے دارِ دُنیا میں اس نے کچھ نیکی کی ہوگی اس کے پاس آکر اس سے کہے گا کہ تُو نے دُنیا میں جو نیکی مجھ سے کی تھی اُس کے عوض میں آج میں نے اپنی سب نیکیاں تجھ کو بخش دیں۔ تب اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کی وجہ سے اسکو بخش دیگا اور اُس مومن سے فرمائے گا اب تُو کس ذریعہ سے جنت میں جائیگا۔ وہ عرض کریگا اے میرے پروردگار تیری رحمت کے ذریعے سے تب اللہ اُس سے فرمائے گا کہ تُو نے اپنی ساری نیکیاں اس کو بخشی ہیں اور ہم جُود و کرم کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں اُنکو تیرے دینی بھائی کی طرف سے قبول کیا اور پھر انکو مضاعف (دوچند) کر کے تجھ کو واپس دیا۔ پس اس طرح وہ جنت کے اعلیٰ اور افضل باشندوں میں سے ہوگا۔

قولہٗ عزّوجل وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ترجمہ: اور یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے کہ ہمارے سوا اور کوئی داخلِ بہشت نہ ہوگا یہ ان کی اپنی اپنی آرزوئیں ہیں۔ اے محمدؐ تو اُن سے کہدے کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو اپنی دلیلیں لاؤ۔ ہاں (وہ شخص جنت میں جائیگا) جس نے اپنی ذات کو خاص اللہ کے تابع کیا اور نیکی کی اس کو بیشک اپنے پروردگار کی طرف سے اجر ملے گا اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور وہ

کبھی غمگین نہ ہوں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَقَالُوا اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا یہودیوں نے تو کہا کہ جو کوئی یہودی ہوگا صرف وہی جنت میں جائیگا اور اس کے سوا اور کوئی اس میں داخل نہ ہوگا أَوْ نَصَارَىٰ اور نصاریٰ نے کہا کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو نصرانی ہوگا۔

اور جناب امیرؑ نے ان کے سوا اور مذاہب کے اقوال بھی نقل فرمائے کہ دہریہ کہتے ہیں کہ موجوداتِ عالم کی کوئی اِبتدا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور جو کوئی ہمارا مخالف ہے وہ گمراہ اور خطاکار ہے اور ثنویہ یعنی مجوسی کہتے ہیں کہ نُور اور ظلمت دونوں مُدبّرِ عالم ہیں اور جو لوگ مذہب میں ہمارے مخالف ہیں وہ گمراہ ہیں اور عرب کے مُشرکوں کا قول ہے کہ ہمارے بُت معبود ہیں جو کوئی اس باب میں ہمارے برخلاف ہے وہ گمراہ ہے اس کے لیے حق تعالیٰ (انکی تردید میں) فرماتا ہے تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ یہ اُن کی آرزوئیں ہیں جن کی وہ تمنّا کرتے ہیں قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہدے کہ تم اپنے اقوال پر دلیلیں دو اگر تم اپنے اقوال میں سچّے ہو۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام کے سامنے دینی مباحثہ کا ذکر ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ رسُولِ خدا اور ائمہ ہُدیٰ علیہم السّلام نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ ایسے مباحثہ سے منع کیا ہے جو احسن اور پسندیدہ طرز پر نہ ہو کیا تم نے نہیں سُنا کہ خدا فرماتا ہے وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی اہلِ کتاب سے مُباحثہ نہ کرو مگر اس طرز پر جو نہایت احسن اور پسندیدہ ہو۔ نیز فرماتا ہے اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی اپنے پروردگار کے رستے کی طرف حکمت (یعنی محکم باتوں اور مضبوط دلیلوں سے جو حق کے ظاہر کرنے والی اور شُبہ مٹانیوالی ہوں) اور نیک نصیحت سے لوگوں کو بُلا اور اُن سے ایسے طرز سے بحث کر جو نہایت پسندیدہ اور عمدہ ہے پس بحث کا جو عمدہ اور احسن طریقہ ہے اس کا علمار کو دین کے باب میں حکم دیا گیا ہے اور اس کا غیر احسن اور ناپسندیدہ طرز پر کرنا حرام ہے اور خدا نے اس کو ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مُباحثہ کرنا کلّی طور پر حرام کردے حالانکہ وہ خود

پارہ ۲۱
سورۂ عنکبوت
ع شروع پارہ
پارہ ۱۴
سورۂ نحل
ع آخر سورہ